بسم الله الرحمن الرحيم

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

———————

Monday, the 15th June, 2026

———————

TABLE OF CONTENTS

1. RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN 1
2. RECITATION OF HADITH 1
3. RECITATION OF NAAT 1
4. NATIONAL ANTHEM 2
5. LEAVE OF ABSENCE 2
6. REMARKS BY THE HONOURABLE SPEAKER ON PAKISTAN'S DIPLOMATIC SUCCESS AND NATIONAL RECOGNITION 3
7. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF H.E. REZA AMIRI MUGHADDAM, IRANIAN AMBASSADOR IN THE SPEAKER'S BOX 3
8. POINT OF ORDER 4
9. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 5
10. STATEMENT BY THE HONOURABLE PRIME MINISTER ON THE US-IRAN PEACE AGREEMENT AND PAKISTAN'S ROLE IN FACILITATING CEASEFIRE AND DIPLOMATIC MEDIATION 15
11. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 18
12. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF MS. MARIA RIND, PAKISTAN'S INTERNATIONAL BOXING PLAYER IN THE SPEAKER'S BOX 29
13. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 29

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

————————

Monday, the 15th June, 2026

————————

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at 11:25 a.m. with the honourable Speaker (Sardar Ayaz Sadiq) in the Chair.

————————

RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ﴿۶﴾ الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ
تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ ﴿۹﴾ وَ اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ﴿۱۱﴾ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

(سورۃالانفطار،آیات:6تا12)

[ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اے انسان تجھ کو اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکا دیا؟ (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے) اعضاء کو ٹھیک کیا اور (تیری قامت کو) معتدل رکھا۔ اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔ (ہرگز نہیں) بلکہ تم لوگ جزا کے دن کو جھٹلاتے ہو حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں۔ عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے۔ جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں۔]

RECITATION OF HADITH

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَاْ
صَدْرَكَ غِنًى وَّاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَاْتُ
يَدَكَ شُغْلًا وَّلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ -

[ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹے تو میری عبادت کیلئے فارغ ہو میں تیرا سینہ غنا سے بھردوں گا اور تیری مفلسی دُور کردوں گا ورنہ تیرے ہاتھ کاموں سے بھر دونگا اور تیری محتاجی دور نہ کرونگا۔]

RECITATION OF NAAT

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے شیدا تیرا

اسکی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا

پورے قد سے جو کھڑا ہوں تو یہ تیرا ہے کرم

مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

NATIONAL ANTHEM

LEAVE OF ABSENCE

جناب سپیکر: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ Leave applications. میں نام سب کے پڑھ دیتا ہوں پھر leave کر دیں گے اکٹھی۔

Mr. Speaker: Mr. Faisal Amin Khan has requested for the grant of leave for 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Sher Afzal Khan has requested for the grant of leave from 15th June, 2026 till the conclusion of the Session. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Aniqa Mehdi has requested for the grant of leave for 14th and 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Mehmood Qadir Khan has requested for the grant of leave from 14th to 16th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Moazzam Ali Khan has requested for the grant of leave for 14th June,2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Dr. Ramesh Kumar Vankwani has requested for the grant of leave for 10th, 11th and from 13th June, 2026 till the conclusion of the Session. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Saad Ullah has requested for the grant of leave for 14th to 17th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Abdul Qadir Patel has requested for the grant of leave from 13th to 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Jam Abdul Karim Bijar has requested for the grant of leave from 10th to 12th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

REMARKS BY THE HONOURABLE SPEAKER ON PAKISTAN'S DIPLOMATIC SUCCESS AND NATIONAL RECOGNITION

جناب سپیکر: میں اپنے honourable Members کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے، کہ یہ اعزاز پاکستان کے حصے میں آیا ہے کہ جس میں پاکستان کو وہ عزت ملی جس کی وجہ سے تیسری جنگِ عظیم شاید ہونے سے رُک گئی۔ اس میں، میں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں پاکستان کے عوام کو مبارک باد دیتا ہوں کہ یہ عزت جو بنی ہے، یہ ہم سب کی عزت بنی ہے۔

میں وزیر اعظم پاکستان کو، جن کی انتھک محنت، جن کی کوشش کاوش سے کل رات کو جو پیش رفت ہوئی، وہ ممکن نہیں تھی اگر انہوں نے اپنا role play نہ کیا ہوتا۔

میں محترم Deputy Prime Minister Sahib کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں، جن کی بے مثال سفارت کاری کام آئی۔

میں Chief of Defence Forces, Field Marshal Syed Asim Munir Sahib کی انتھک محنت کو بھی خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں وزیر داخلہ محسن نقوی صاحب کی مسلسل رابطہ کاری کی بھی، National Security Advisor آصف ملک صاحب کی کاوشیں، وفاقی خارجہ سیکرٹری محترمہ آمنہ بلوچ صاحبہ اور ان کی ساری ٹیم Foreign Office کی، اور ان ممالک کی جنہوں نے اس موقع پر ایک بہت positive role کیا اور پاکستان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہوئے۔ تو اگر کوئی Nobel prize کا حق دار ہے تو وہ آپ کی قیادت ہے، پاکستان کی قیادت ہے۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF H.E. REZA AMIRI MUGHADDAM, IRANIAN AMBASSADOR IN THE SPEAKER'S BOX

جناب سپیکر: میں آج خوش آمدید کہوں گا ہمارے دوست، بھائی اور ہمسایہ ملک کے سفیر، آج Visitors' Gallery میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہم ان کو خوش آمدید کرتے ہیں۔

(Desk thumping)

جناب سپیکر: ڈاکٹر رضاامیر مقدم ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں، ہم سب سے ان کا تعلق بھی ہے، اوران کی کوششیں اس سارے معاملے میں بہت ہی قابلِ ستائش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں، پاکستان کو یہ موقع عطافرمائے کہ یہ ہم پایۂ تکمیل تک اس کو پہنچا بھی سکیں، اوراس کو ہم قائم بھی رکھ سکیں۔

POINT OF ORDER

جناب سپیکر: خواجہ محمد آصف صاحب۔

وزیر برائے دفاع (خواجہ محمد آصف): جناب سپیکر: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بہت بہت شکریہ سپیکر صاحب۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم ایک تاریخ ساز لمحات میں سے گزرے ہیں، جس میں الحمدللہ، پاکستان کی دنیا میں عزت اور وقار میں اتنااضافہ ہوا ہے، شاید مجموعی طور پر 78 سال میں اتنااضافہ نہیں ہوا، یااتنا بڑااعزاز پاکستان کو نصیب نہیں ہوا۔ پاکستان نے جس تحمل سے، بردباری سے، دانشمندی کے ساتھ، ہماری قیادت نے، وزیراعظم پاکستان میاں شہباز شریف، Field Marshal Syed Asim Munir نے، اوران کی ٹیم نے جس طرح اس سارے نازک مسئلے کو حل کیا، اوراللہ کے فضل وکرم سے آج تقریباً الحمدللہ اختتام تک پہنچ چکا ہے، جمعہ کو اس پر دستخط بھی ہو جائیں گے۔

یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ 75 سالہ تاریخ کے اندر اگر اس قسم کا تعاون پنڈی اور اسلام آباد میں ہوتا، تو ہو سکتا ہے کئی ایسے بہت سے سنگِ میل ہم نے عبور کر لیے ہوتے، یہ تعاون اور ملکِ پاکستان کی قسمت بدلنے کا جو عزم ہے اور بجائے اس کے کہ کوئی حریفانہ سیاست ان دو شہروں میں ہوتی۔ ایک single purpose کے لیے، پاکستان کی عظمت اور پاکستان کی well-being کے لیے، جو پچھلے تین سال سے کوششیں کی ہیں، میرا خیال ہے آج اس کا سب سے بڑا ثمر اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطافرمایا ہے۔

اس کے ساتھ میں اپنے ایرانی بھائیوں کو مبارکباد دوں گا کہ اس انتہائی pressure اور نازک دور میں ان کی قیادت نے ایرانی قوم کو lead کیا ہے، جس طرح ایرانی قوم نے اتحاد کا مظاہرہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا کرم اور فضل نازل کیا ہے۔ اگر اُمتِ مسلمہ اس طرح اتحاد ویگانگت کا مظاہرہ کرے تو وہ دن دور نہیں جب فلسطین کا مسئلہ بھی حل ہوگا اور غزہ کے مسلمانوں کو بھی عالمی برادری سے انصاف حاصل ہو گا۔

جناب سپیکر! میں عرصۂ دراز سے اس ہاؤس میں ہوں، لیکن مجھے کوئی ایسا لمحہ یاد نہیں جس میں اس ہاؤس کی قیادت کو اور پاکستان کی قیادت کو کبھی یہ اعزاز نصیب ہوا ہو، جو آج نصیب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو مہربانی کی ہے، یہاں میں یہ بھی ذکر کرنا چاہوں گا کہ یہ سفارتی محاذ پر جو ہم نے جنگ لڑی ہے، امن کے لیے جنگ لڑی ہے کیونکہ یہ جنگ امن کے لیے تھی۔ آج سے ایک سال قبل ہم نے ایک اور جنگ لڑی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بھی ہمیں فتح نصیب کی۔ اس میں بھی ہماری افواج نے ہمارا سر فخر سے بلند کیا۔ سوا سال کے اندر ان دو بڑی کامیابیوں پر ساری قوم کو سجدہ ریز ہونا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! ہم ایک جنگ اپنے معاشی محاذ پر بھی لڑ رہے ہیں۔ یہ جو دو کامیابیاں ہمیں نصیب ہوئی ہیں، یہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ہم یہ جو معاشی محاذ پر جنگ لڑ رہے ہیں، اس میں بھی ہمیں کامیابی حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو اتحاد دے اور ہم اپنے اندرونی خلفشار پر قابو پائیں۔ ساتھ ہی ساتھ میں یہاں یہ بھی ذکر کرنا چاہوں گا کہ جو جنگ ہم دہشت گردی کے خلاف لڑ رہے ہیں، اگر ساری قوم متحد ہو کر دہشت گردی کے خلاف بھی اسی طرح کھڑی ہو جائے جس طرح ہم بھارت کے خلاف تھے اور جس طرح امن کی اس جنگ میں قوم متحد تھی۔ دہشت گردی کی جنگ ساری قوم کی جنگ ہے۔ اس ایوان سے بھی آوازیں آتی ہیں، باہر سے بھی ایسی آوازیں آتی ہیں جن سے شاید یہ احساس ہوتا ہے کہ قوم اس دہشت گردی کی جنگ میں متحد نہیں ہے۔ مختلف قسم کے اختلافات جو سیاسی ہوتے ہیں، ان کو زندہ رکھنا، ان کو حل کرنا اور ان کے لیے تگ و دو کرنا سیاسی حقوق میں شامل ہے، لیکن جہاں تک قومی عزت اور وقار کا تعلق ہے، وہ جنگ ہم سب کی جنگ ہے۔ جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی جنگ ہے، ان کے ووٹر کی جنگ ہے، پچیس کروڑ عوام کی جنگ ہے۔ ہمیں اس فتح سے، جو سفارتی محاذ پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے، سبق بھی حاصل کرنا چاہیئے اور اس سے ہماری جدوجہد کو impetus بھی ملنا چاہیئے تاکہ ہم آگے بڑھ سکیں۔

میں یہاں American leadership کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ ultimately انہوں نے اس خطے میں امن کے لیے ایک بہت بڑا اقدم اٹھایا ہے اور ایران کے ساتھ جو بے انصافیاں کئی دہائیوں سے ہو رہی تھیں، ان بے انصافیوں کو recognize کیا ہے اور ان بے انصافیوں کو حل کرنے کی اس agreement میں نشاندہی کی گئی ہے۔

میں اپنے Gulf کے بھائیوں سے بھی اپیل کروں گا کہ ان کے لیے بھی یہ ایک سنہری موقع ہے کہ وہ اس اتحاد اور امن کے اس لمحے میں ساری اُمتِ مسلمہ کو متحد کریں۔ ہم اپنے اختلافات کو دور کریں اور جس طرح ہم اس جنگ میں ایک مقصد پر کھڑے تھے، فلسطین کے لیے بھی اسی طرح ایک مقصد پر کھڑے ہو کر غزہ کے مسلمانوں کو، لبنان کے مسلمانوں کو، کشمیر کے مسلمانوں کو اور جہاں جہاں مسلمان مشکلات سے گزر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ وہاں بھی ہمیں اسی طرح فتح عطا فرمائے۔ بہت شکریہ۔

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب سپیکر: سردار لطیف کھوسہ صاحب۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جناب سپیکر: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

First of all, I would like to thank and welcome the Iranian Ambassador for being here. I also congratulate him on the steadfast stance that he took and fought against the superpower with determination and fortitude and showed the world that nobody is a superpower if you believe in Allah Almighty and you stand

steadfast. I'm sure now the Muslim Ummah will learn a lesson from this, because the Muslim Ummah has to get united.

There are 57 countries in the Muslim world, and if we stand united, Netanyahu and Israel would be no match at all. The one terrorist who has been declared so by the International Court of Justice is rampaging the world. He is a destroyer.

We still have to be very cautious, because till Friday there is a lot of gap between the lip and the cup. We never know whether this is going to mature, but we hope and we expect that this will. Pakistan will, Insha Allah, and Pakistan has always been playing the role of a unifying force.

Even in 1975, Zulfiqar Ali Bhutto, he galvanized all the Muslims in Lahore, in Pakistan. He took the leadership, and he told the Muslim world that we need to have an atom bomb, an Islamic bomb, and Alhamdulillah, all the Muslim world unified with him. Even Saudi, the king, he gave him a blank cheque, and this is why today that you have the only atomic power in the Islamic world, which is Pakistan.

So, Pakistan stands with you Sir, Pakistan stands with Iran, Pakistan stands with the Muslim world, and I hope and I wish that the Gulf states also realize that there is no scope for the superpower or any other power, Israel or Netanyahu, to have their bases in the Muslim world, because from those bases, the superpower or Netanyahu has been able to operate against the Iranians, and the Iranians in self-defense did react, although there was slight damage also, collateral damage done, but nevertheless, I congratulate the Iranians. I congratulate you, Sir, the Ambassador, your Excellency and you are welcome. On behalf of the Opposition, and on my own behalf, I stand united with you. The whole House stands united so far as Iran is concerned, and we stand with you. We salute your courage, your fortitude, and the patience you showed and the amount of courage you showed when you crumbled the superpower, whatever Donald Trump says, and I hope now that you are also compensated for the damage that has been done.

Your leadership has been wiped out. Who gave this right? Who gave Netanyahu or Donald Trump the right to attack you, to attack your children's schools, to eliminate your leadership? Khamenei was also assassinated, murdered, and martyred, and so many other top leaders of Iran were martyred.

Is anybody going to account for that? I wish the world's conscience rises and takes stock of this too. I wish that Netanyahu, for the damage that he has done, is also held accountable, that there is some accountability, and that you are compensated.

I wish and pray that your accounts that have been frozen the world over are released. I wish and hope that the Strait of Hormuz is opened for you and is under your control, because this is international law: Hormuz runs through your country and through Oman, so you being the adjacent country, have an international right to control Hormuz, or to tax the ships that pass through it. But nevertheless, even if you have to concede on that, it is your benevolence.

Allah Almighty, Inshallah, will compensate you for the damage that you have suffered. Inshallah, you will thrive and become the leader of the Muslim world.

I hope, wish and pray that Saudi Arabia, Qatar, and Kuwait stand with you although we are again on the receiving end so far as the UAE is concerned, because we have millions of people who, unfortunately, are problematic over there. But I wish that your leadership and that the Muslim Ummah's leadership accounts for all this and brings about amity, homogeneity and also promote trade inter se within the Muslim world. We are rich in everything. Why should we be looking to the West or the East? We should depend on our own resources. We should have our own commerce, our own banks, our own trade to look after this, and Pakistan will stand by you, and Pakistan will stand by you and Pakistan will stand with every Muslim country.

جناب سپیکر: یہ basically general discussion ہے۔ یہ مبارکباد تھوڑا سا کر کے پھر بجٹ کے اوپر بھی بات کر لیتے ہیں۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: میں آرہا ہوں۔ میں اردو میں تقریر آپ کے لیے عرض کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے تقریر میں پوری foreign policy ان کو دے دی، شکریہ۔

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: And I would say one thing before I give my Budget speech: I will say that Imran Khan is the genuine leader of the Muslim world. Imran Khan has propounded the Muslim cause all over the world. On Islamophobia, he made a speech at the international fora, which was, of course, for all the whole Muslim Ummah and Alhamdulillah at the OIC also. Imran Khan will definitely be there one day again, because we all sit here, and this House

completely has faith in Imran Khan. Imran Khan will Inshallah be out of the jail and will lead this country as a Prime Minister. Now I come to my Budget speech, Sir, it will be in Urdu, so allow me.

جناب سپیکر: ذرا اس کو brief کر دیجیئے گا۔ آپ نے foreign پالیسی کافی detail میں بتا دی۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جی بس، ٹھیک ہے، ہو گیا۔ میں اب عرض کرتا ہوں۔ ہمارا بجٹ جو ہے، ظاہر ہے کہ آپ نہیں تھے ڈپٹی سپیکر صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ جو 18 کھرب اور 70 ارب کا 2026-27 کا بجٹ دیا گیا ہے۔ اس سال اس میں FBR کو collection کے لیے 15 کھرب مختص کیے گئے ہیں۔ پچھلی دفعہ 14 کھرب دیا گیا تھا FBR کو اور 14 کھرب میں سے 1 کھرب short fall آیا وہ collection نہیں کر سکے۔ یہاں on the Floor of the House, Law Minister Sahib بیٹھے ہیں میں ان کی میں نذر کروں گا، کہ ان کے جو وزیر اطلاعات تھے، انہوں نے کہا کہ یہ وکلا، as a whole، انہوں نے stigmatize کیا کہ وکلاء کی ملی بھگت سے FBR کی collection نہیں ہو سکی اور shortfall آیا۔ میں نے اس وقت جناب سپیکر صاحب، آپ کی توجہ درکار ہے، میں نے اس وقت کھڑے ہو کر protest کیا کہ آپ جس تصویر کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں، یہ بھی ایک وکیل تھے اور جس نے تخیلِ پاکستان دیا تھا وہ بھی ایک وکیل تھے، اور آئینِ پاکستان دینے والا بھی ایک وکیل تھا۔

تو میں نے جب protest کیا کہ آپ اس کو expunge کریں، تو وہاں بجائے اس کے کہ expunge کیا جاتا یا ان کو جو accountable کیا جاتا، وہ واپس لیتے یا معافی مانگتے، انہوں نے پھر اصرار کر کے، ضد کر کے اس بات کو دہرایا۔ اب موصوف تشریف لا رہے ہیں اور آپ کو یہ بتانے آ رہے ہیں۔ یہ جو مرضی کریں، لیکن وکلا کو as a community اس طرح سے stigmatize ہونا، اگر یہ معذرت نہیں کریں گے اس House سے، اگر آپ اس کو expunge نہیں کریں گے، تو میں breach of privilege بھی دوں گا اور میں جو ہے Pakistan Bar Council اور Provincial Bars میں ان کے خلاف جو ہے نالش بھی کروں گا۔ یہ کرنے کا حق آپ سے محفوظ رکھتا ہوں۔

تو اس لیے خدارا، یہ اس طرح سے کسی ایک۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیجیے، بات کیجیے۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: سو میں عرض کر رہا ہوں، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اپنی نااہلی کا، اپنے تساہل کا، اپنی عدم policy کا، یہ وکلا کو موردِ الزام ٹھہرانا، وکلا بھی ایک جنرل برادری کی حیثیت سے، تو میرا اس پر شدید احتجاج ریکارڈ فرمائیے گا۔ میں وکلاء برادری میں سے بھی ہوں۔

میں Senior Advocate Supreme Court بھی ہوں۔ میں Attorney General Pakistan رہا ہوں۔

میں Chairman Pakistan Bar Council رہا ہوں۔

اس لیے بحیثیت senior وکیل پاکستان کے ہونے کے ناطے سے، میں یہ Law Minister صاحب کی بھی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں اور جناب کی نذر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ریکارڈ پر ہونا چاہیئے، یہ بات، کہ انہوں نے وکلا برادری کو، جن کی تصویر کے نیچے آپ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی بھی بے عزتی ہوئی ہے اور میری بھی، اور ساری وکلا برادری کی بے عزتی ہوئی ہے۔

اب جناب، یہ کیسے ہوگا؟ اب دیکھیں کہ آپ 14 کھرب تو وصول کر نہیں سکے ہیں، تو آپ نے اس میں 15 کھرب کر دیا، تو یہ کہاں سے وصولی ہوگی؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اور زیادہ taxes لگائیں گے، اور taxes کی تو بھرمار پہلے ہی ہو چکی ہے۔

پھر یہاں بار بار کہا گیا کہ جی، میثاقِ جمہوریت کر لیں، میثاقِ معیشت کر لیں۔ بار بار یہ جو ہے، آج بھی کیا گیا، کل بھی کیا گیا، پرسوں بھی کیا گیا۔ جناب وزیراعظم صاحب نے کہا۔

اب اس Budget میں دیکھیں سر، Budget ہوتا ہے by the people, for the people, of the people۔ یہی جمہوری اصول بھی ہے۔

یہ تینوں باتوں میں، یہ Budget جو ہے، نہ تو یہ by the people ہے، because by the people یہ جو ہے، آپ کو پتہ ہی ہے، ہمارا stance کم از کم یہ ہے کہ یہ 180 seats ہیں، جیتنے والا عمران خان جیل میں ہے، 17 seats جیتنے والا Prime Minister پاکستان ہے۔ تو اس لیے یہ by the people نہیں ہے۔ یہ جو ہے، ان لوگوں کی طرف سے Budget دیا گیا ہے جو ہارے ہوئے تھے، جن کا کوئی تعلق اس House سے بنتا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کون سے والے ہیں؟

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: For the people اس لیے نہیں ہے کیونکہ یہ عوام کش، عوام دشمن Budget ہے۔ عوام کو اس میں کوئی سہولت نہیں دی گئی ہے۔ اسی لیے یہ نہ by the people ہے، نہ for the people ہے، نہ of the people ہے۔

یہ boys کا Budget تو ہو سکتا ہے۔ اب boys میں، معاف کیجئے گا، میں Prime Minister اور ان کی Cabinet کو boys کہہ رہا ہوں۔ یہ boys کا Budget تو ہو سکتا ہے، boys کے لیے for ہو سکتا ہے، of بھی ہو سکتا ہے، اور انہی کا Budget تو ہو سکتا ہے، لیکن یہ عوام کا Budget نہیں ہے سر۔

جناب سپیکر: Kindly wind up کیجئے۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: اس میں سب سے بڑا جو ہے مسئلہ یہ تھا کہ ہماری ستر فیصد آبادی youth کی ہے، جو تیس سال سے کم عمر کی آبادی ہے۔ مجھے اس Budget میں اس youth کے لیے جو ہمارا دنیا میں سب سے بڑا dividend ہے، پاکستان کی جو youthful, energetic human resource ہے، دنیا میں کسی اور ملک کے پاس اتنی ratio نہیں ہے نوجوان نسل کی، جتنی ہمارے پاس ہے لیکن یہ

جو democratic dividend ہے یہ disaster میں تبدیل ہو جائے گا اگر ہم ان کی بہبود کے لیے، ان کی بہتری کے لیے کچھ نہیں کریں گے۔ اور اس بجٹ میں مجھے youth کے لیے کچھ نہیں نظر آیا۔ 2025-26 کا جو بجٹ تھا، انہوں نے خود پیش کیا ہے، اس کی figures دیکھئے گا۔ کہ education to GDP 0.8% پر خرچ ہوا ہے 2025-26 کا۔ اور 0.8 % ہی healthcare پر لگایا گیا ہے، اب آپ اندازہ کریں کہ اگر education of GDP 0.8 % پر اور health 0.8 % پر 2025-26 کا ہے تو یہ Pakistan Economic Survey جو ہے آپ کا 2025-26 کا اس نے یہ figures دیے ہیں تو this is pathetic. Education and education, this is what your country needs. ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ 3 کروڑ بچہ ہمارا اسکولوں سے باہر ہے۔ Sir! Healthcare میں یہ عالم ہے کہ لوگ عدم علاج کی وجہ سے فوت ہو رہے ہیں، علاج کے ان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ آپ دیکھئے گا جو انہوں نے 130 rupees petroleum levy لگائی ہے۔ تو یہ 18 کھرب میں سے 8 کھرب تو debt میں چلے گئے ہیں۔ باقی رہ گئے 10 کھرب، اس میں باقی pensions کو، ان کو اپنے اخراجات کم کرنے چاہئیں۔ یہ 3 کھرب military کو دیا ہے، ہمارے ملک کے دفاع کے لیے ہماری جانیں بھی قربان ہیں۔

جناب سپیکر: Thank you سردار صاحب، please تشریف رکھیں۔ آپ اپنے ٹائم سے exceed کر گئے ہیں 7 منٹ تھا، 18 منٹ بول گئے ہیں آپ۔ آپ کو ٹائم ملتا ہے آپ کی جماعت کا، میرے پاس یہاں 15 Members ہیں جنہوں نے بولنا ہے، تو پھر ان کی باری نہیں آئے گی۔ جی please wind up کیجیے۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: سر! میں نے وہ welcome کیا تھا، وہ میرے کھاتے میں نہ ڈالیں۔

جناب سپیکر: وہ اسی کھاتے میں تھا، بجٹ کی تقریر ہی تھی۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: نہیں نہیں وہ اس میں نہ ڈالیں۔

جناب سپیکر: آپ foreign policy نہ دیتے نہ، welcome کرتے، جی please wind up کریں۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: ان کو welcome کرنا میرا فرض تھا as a Pakistani۔ اب سر! میثاق جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ ایک میثاق جمہوریت 14th May, 2006 کو بھی دستخط کیا گیا تھا، مسلم لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی کے درمیان لندن میں۔ میں بھی اس کا حصّہ تھا، اب اس کو ذرا دیکھیئے گا، ہمیں بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ میثاق جمہوریت کیجیۓ گا۔

جناب سپیکر! اس کا مقصد ملک میں جمہوری نظام کی بحالی۔ پہلا تھا اس میں آئین کی بالادستی اور پارلیمنٹ کو مضبوط بنانا شامل تھا، کیا انہوں نے آئین کو مضبوط کیا ہے، یا آئین کو بکھیر کے رکھ دیا ہے، آئین کو منہدم کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ میثاق جمہوریت کو دستخط کرنے والی دونوں پارٹیاں ہیں۔ دوسرا انہوں نے کہا کہ عدلیہ کی مکمل آزادی کو یقینی بنایا جائے گا، تو مجھے بتائیں کہ یہ میثاق جمہوریت جو 2006 میں دستخط کیا گیا، کیا عدلیہ کی آزادی کو یقینی

بنایا گیا ہے، تیسرا ان کا تھا، آزاد اور شفاف انتخابات کا انعقاد، تو کیا انہوں نے آزاد اور شفاف انتخابات کروائے ہیں؟ 8فروری 2024کو دیکھ لیجئیے گا۔ آج گلگت بلتستان کے electionsکو دیکھ لیجئیے گا۔ یہ آزاد اور شفاف انتخابات کا انعقاد، میثاق جمہوریت کا بھی ان دونوں partiesنے طے کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ فوج اور Judiciaryکے بارے میں کوئی بات نہ کریں۔Wind upکریں please۔آپ نے 3 Membersکا timeلے لیا۔

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: نہیں، سر! یہ 2006کا میثاق جمہوریت پڑھ رہا ہوں، سیاسی جماعتوں کے خلاف انتقامی کارروائی کی مخالفت۔ کیا یہ عمران خان کے خلاف 200 casesدرج کر کے یہ سیاسی انتقام نہیں ہے یا شاہ محمود قریشی کے خلاف جو ابھی تک 3 سال سے جیل میں ہیں۔ کیا ڈاکٹر یاسمین راشد جو کہ Cancer Patientہیں، 80 سالہ بزرگ وہ سیاسی انتقام نہیں ہے۔ یا یہاں عمر ایوب leader of the Oppositionکو نااہل کروا کے 50سال سزا کروانا، کیا انتقامی نہیں ہے یا جو سینٹ میں کروایا گیا شبلی فراز leader of the Oppositionکو 50سال سزا کروائی گئی، کیا یہ انتقامی کارروائی نہیں ہے۔ بھچر صاحب، جو پنجاب کے leader of the Oppositionتھے کیا یہ انتقامی کارروائی نہیں ہے۔ تو یہ جو انہوں نے کہا سیاسی جماعتوں کے خلاف انتقامی کارروائی کی مخالفت۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Thank youجی۔ میر غلام علی ٹالپر صاحب۔

میر غلام علی ٹالپر: شکریہ، سپیکر صاحب سب سے پہلے تو میں شکر گزار ہوں Presidentآصف علی زرداری، چیئرمین بلاول بھٹو زرداری اور فریال ٹالپور صاحبہ کا اور اپنے حلقے کے عوام کا، جن کی وجہ سے میں آج اپنی آٹھویں بجٹ کی تقریر کر رہا ہوں۔

Then, I would like to say a few words about the agreement which is going to happen between the United States and Iran. Sir! Iran has paid in blood for this. The Rahbar Ayatollah Khamenei embraced martyrdom, and numerous others in high positions embraced martyrdom.

Even Rahbar Mojtaba Khamenei was injured in the Israeli bombings, and it was by the grace of God that he has survived, and is now leading the country. This three-month ordeal of Iran, which Iran has paid for in blood in its leadership and its population, will go down in history, as it has faced off a superpower with unlimited resources, unlimited wealth, and unlimited firepower. It has also shredded the myth of superpower dominance.

That myth has gradually been shredded. It started with Russia and Ukraine. Then we shredded that myth when we defeated India in four days.

And since their Sindoor 1 did not achieve its objectives, they are now talking about Sindoor 2. And finally, the brave leadership of Iran and the people of Iran

shredded the myth of the last remaining superpower. It has been something in which a lot of blood has been spilled, a lot of fear, a lot of hyperbole, a lot of propaganda was spread by the rivals, by the enemies of Iran, including the division of Iran, including the bringing back of someone who had not set foot in Iran for the last 50 years and belonged to a dictatorial system which Iran had overthrown, but to no avail. Iran remains the same, proud, solid, and one. And the person whom the United States and Israel were hoping to bring back is in his Los Angeles residence, probably never to set foot in Iran in his lifetime. So, my congratulations to the people of Iran for this victory bathed in blood. So now I will go.

کچھ باتیں کرنی ہیں۔ ہمارے Prime Minister صاحب، ہمارے Foreign Minister، ہمارے Chief of Defence Staff کی انتھک کوششوں سے یہ معاہدہ پایۂ تکمیل تک پہنچا ہے۔ اس میں بہت سے مواقع ایسے آئے جب پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کل کیا ہو گا، کل یہ جنگ اور بڑھ جائے گی یا اس کے ختم ہونے کے آثار ہیں۔ مختلف اتار چڑھاؤ سے چلتے چلتے آج رات یہ بات عیاں ہوئی کہ یہ معاہدہ ہو رہا ہے اور اس معاہدے کے ہونے کے بعد اگلے ساٹھ دن ہیں جن میں بات چیت ہو گی۔

اب یہ بات تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جنگ نہیں ہو گی، ساٹھ دن لگے، اسی دن لگے، نوے دن لگے، سو دن لگے، لیکن جو بھی مسئلے ہیں بات چیت کے ذریعے حل ہوں گے۔ بس وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے ہی کو Nobel Peace Prize کے لیے nominate کریں، کسی غیر کو نہیں، اور یہ سب سے اچھا موقع ہے سر۔

اب میں کچھ Budget کی طرف آؤں گا۔ سر اس وقت ہمارے ہاں جو Budgetary calculations یا جو بھی آئی ہیں Budget کی، یہ سب کے سب جو اس وقت جنگ چھڑی ہوئی تھی، اسے مدنظر رکھتے ہوئے کیے گئے تھے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ Dubai Light Crude، جو تیل کا ہمارا basis ہے، وہ جمعہ کے دن 86 dollar 93 cent تھا۔ آج کھلنے کے بعد تین چار dollar اور کم ہو گیا ہو گا، اور جنگ سے پہلے یہ 66 dollar 85 cent تھا۔ تو تقریباً پندرہ یا سترہ dollar اس وقت جنگ کے وقت سے زیادہ ہے۔

اس میں میری demand یہ ہے کہ جیسے جنگ شروع ہوتے ہی ہم نے تیل کے rates بڑھا دیے تھے، اور ہمارے پاس اٹھائیس دن کا ذخیرہ خریدا ہوا تھا جو کم قیمت پر خریدا ہوا تھا اور OMCs کو سب فائدہ ملا، تو اس وقت بھی فوراً تیل اور خاص کر کے diesel کے rates کم کیے جائیں تاکہ اگلی جو ان کی خریداری ہو گی وہ بہت ہی کم rate پر ہو گی اور جو ان کا پچھلا منافع انہوں نے کمایا، وہ اس وقت جو آپ ابھی rate کم کریں گے، اس میں برابر ہو جائے۔

اس میں یہ جو interest rate بڑھایا گیا، وہ بھی single digit میں آجائے گا، deficit بھی کم ہو جائے گا۔ تو یہ جو سب ہندسے ہیں، ان کو اسی Budget session کے دوران ہی دیکھنا پڑے گا اور حکومت کو اور موقع مل جائے گا کہ عام آدمی کے لیے اور سہولیات پیدا کر سکے۔ سر! Prime Minister صاحب نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہمارے پاس ایک روٹی ہے۔ اور اس کو ہم share کریں گے اور distribute کریں گے۔ تو میری Prime Minister صاحب سے گزارش ہے کہ پانچ سال ہو چکے ہیں اور مجھے پتہ ہے کہ یہ پانچ سال کٹھن رہے ہیں اور جو انہوں نے risk لیا حکومت بنانے میں وہ بہت بڑا risk تھا، لیکن سر اب پانچ روٹیاں ہونی چاہئیں تاکہ ہر کوئی اپنی روٹی کھا سکے، بجائے اس کے کہ ایک ہی روٹی پہ پانچوں لگے رہے ہیں۔

اس کے بعد Finance Minister نے inflation کو control کرنے کی بات کی تھی۔ تو اب inflation جو ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ دیکھیں کہ poverty کا جو figure دیا گیا ہے کہ وہ سات percent بڑھ گئی ہے۔ تو سر! یہ inflation کس وجہ سے کم ہوئی؟ اسی وجہ سے کم ہوئی کہ purchasing power کم ہو گئی۔ آپ نے demand ختم کر دی، تو inflation تو کم ہی ہو گی ناں جب لوگ کم خریدیں گے۔ Exports تو ان پانچ سال میں بڑھی نہیں ہیں۔

اب وہ traditional طریقے سے exports بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں انہی sectors سے، اور ان sectors سے پانچ سال میں کوئی بھی نتیجہ نہیں نکلا۔ تو سر اب یہ ہے کہ آپ ان traditional sectors سے نکل کر agriculture اور mining کی طرف توجہ دیں، جو نئے sectors ہیں جن کی وجہ سے آپ کو exports سے کچھ حاصل ہو گا۔ پرانے گھسے پٹے sectors اب تک پانچ سال میں آپ کو کچھ بھی نہیں دے سکے۔

اس کے ساتھ ساتھ سر! جو tax measures ہو رہے ہیں، یہ penal taxes کی حد تک ہیں۔ Strong-arm tactics FBR کرتی ہے، refunds بند کر دیتے ہیں، پھر بھی tax-to-GDP ratio دس سے گیارہ percent سے نہیں بڑھا۔ اب اس میں fundamental reforms نہیں آئی ہیں اور وہی اس وقت ملک کی ترقی کو آگے بڑھانے میں، growth کو آگے بڑھانے میں رکاوٹ ہیں۔

سر! اس وقت Gulf میں صورتحال ایسی ہے کہ لوگ وہاں خوف محسوس کر رہے ہیں۔ پاکستان کے لیے یہ اتنی اچھی صورتحال ہے کہ اگر ہم ان کو incentives دیں تو یہی ہمارے پاکستانی یہاں واپس آ کر invest کریں گے اور ملک ترقی کرے گا۔

اس Budget میں سر! anti-agriculture bias جو ہے بہت دیکھنے میں آ رہا ہے ان Budget proposals میں۔ سر food آپ کیسے سستا کریں گے؟ اس میں جو بھی disincentives ہیں agriculture پر، sales tax, import duties, agricultural machinery, locally produced seeds, pesticides, fertilizers, اور جو بھی

inputs ہیں،ان کو آپ duty-free اور sales tax-free کریں۔ہر ملک agriculture کو subsidize کرتا ہے۔ہم صرف ان پر sales tax اور duties ہٹائیں تو یہ agriculturists کے لیے حکومت کی طرف سے بہت بڑا اقدام ہو گا،اگر ان کی ہر input پر یہ ہو جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ سر crop insurance available کی جائے۔ اگر banks کو crop insurance available ہے،وہ جو قرضے دیتی ہیں growers کو،وہ تو crop insurance کرا لیتی ہیں تاکہ اگر کوئی قدرتی آفت آجائے تو bank کو پیسہ مل جائے،لیکن grower نہیں کرا سکتا۔ابھی تازہ تازہ ایک آندھی آئی،سندھ اور پنجاب میں آئی،اس سے بہت بڑا نقصان ہوا اور کوئی crop insurance نہیں ہے۔

اس کے ساتھ میں اپنے حلقے کی طرف آتا ہوں کہ وہاں پانچ سال میں کوئی federal project نہیں ہوا ہے۔ میں نے ایک request کی ہے Prime Minister کو کیونکہ تعلیم میں ان کی دلچسپی ہے۔ پانچ سال سے Danish School کے لیے request کر رہا ہوں۔اب انہوں نے commitment کی ہے کہ اس جون میں دیں گے۔وہ ہمارے Badin District کے لیے بہت بڑی نعمت ہو گی۔ سر اس کے ساتھ ساتھ پانی کی shortage بہت رہی ہے۔ہم tail-end پر ہیں سر۔اگر ہم blame game میں جائیں گے تو بس باتیں ہی کرتے رہیں گے۔اس میں Minister for Water معین وٹو صاحب کی تعریف کروں گا کہ ان کے ساتھ پہلی meeting ہوتے ہی معلوم ہوا کہ وہ ایک شریف قابل اور کار آمد انسان ہیں۔پہلی meeting میں ہی ان کے ساتھ بیٹھتے ہی action ہونا شروع ہو گیا اور پانی چشمہ سے release ہونا شروع ہو گیا۔

سر! اس کے ساتھ ہمارا ایک پروگرام 2023 میں Federal/Provincial backward districts کے لیے رکھا گیا تھا۔اس میں بدین ڈسٹرکٹ کو دو بلین روپے ملنے تھے ایک بلین province سے اور ایک بلین Federal سے۔ہم نے یہ کیا کہ جو دو بلین تھے وہ سب کے سب ہم نے سکول repairs کے لیے مختص کر لیے۔

جناب سپیکر: جی kindly please wind up کیجیے۔

میر غلام علی ٹالپر: میں wind up کر رہا ہوں۔بس دو تین۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے باقی colleagues کا time لے رہے ہیں۔

میر غلام علی ٹالپر: لیکن سر! افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک ہمیں Federal کی طرف سے 50 ملین اور سندھ گورنمنٹ کی طرف سے 100 ملین ہیں،اب تک ڈسٹرکٹ میں نہیں پہنچے ہیں۔میری request ہے کہ یہ Federal کی طرف سے 50% اس سال دیئے جائیں تاکہ کوئی فرق آئے۔

آخر میں یہ ہے کہ سر! Incentives دیئے جائیں، اور industrial units' لگیں تاکہ joblessness پہ قابو پایا جا سکے۔ آپ کا بہت شکریہ سر۔

STATEMENT BY THE HONOURABLE PRIME MINISTER ON THE US-IRAN PEACE AGREEMENT AND PAKISTAN'S ROLE IN FACILITATING CEASEFIRE AND DIPLOMATIC MEDIATION

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ Honourable Prime Minister of Pakistan.

وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ چند معروضات پیش کرنے کے لیے وقت دیا۔

جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ آج دنیا نے امن کا ایک تاریخی سنگ میل عبور کیا ہے۔ جنگ کی تاریک رات کے بعد، الحمدللہ امن کا سورج طلوع ہو گیا ہے، اور تین ماہ 16 دن کی بے پناہ آزمائشوں کے بعد الحمدللہ ایران امریکہ اور لبنان سمیت تمام محاذوں پر فوجی کارروائی کے فوری اور مستقل خاتمے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس تاریخی معاہدے کی باضابطہ تقریب ان شاءاللہ جمعۃالمبارک 19 جون کو جنیوا میں ہو گی اور اس تقریب کی میز بانی اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کی ہو گی۔ میں پاکستانی قوم سمیت پوری عالمی برادری کو اس کامیابی پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں بالخصوص آپ کو اور اس معزز ایوان کے ہر لائق احترام ممبر کو چاہے وہ اس طرف تشریف فرما ہیں یا اس طرف تشریف فرما ہیں، میں دل کی گہرائیوں سے آپ سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ party heads کا میں اس حوالے سے اپنے لیڈر میاں محمد نواز شریف کا بھی تہِ دل سے شکر گزار ہوں، جن کی رہنمائی ہر وقت مجھے میسر ہے۔ میں صدر مملکت جناب آصف علی زرداری اور چیئرمین بلاول بھٹو زرداری اور تمام party heads علیم خان صاحب اور دوسرے جو زعماء ہیں، چوہدری صاحب، ڈاکٹر مقبول صدیقی صاحب اور دوسرے ہمارے سردار خالد مگسی صاحب، پُلین صاحب اور بدر جہ اعجاز الحق صاحب، ان سب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جن کی مجھے بھرپور معاونت حاصل رہی۔

جناب سپیکر! یہ صرف دو ممالک کے درمیان معاہدہ نہیں بلکہ امن اور مکالمے کی فتح ہے۔ یہ diplomacy کی کامیابی ہے اور جنگ کی شکست ہے اور جناب سپیکر اس معزز ایوان کے حوالے سے اور آپ کی بھرپور تائید سے میں امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ، ایران کے سپریم لیڈر محترم سید مجتبیٰ خامنہ اِی، ایران کے صدر اور میرے بڑے پیارے بھائی ڈاکٹر مسعود پزشکیان اور امن کے اس عمل میں شریک دونوں ٹیم کے تمام ممبران کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے نہایت مشکل حالات میں تدبر، دانش اور صبر کا دامن نہ چھوڑا اور اس کے نتیجے میں آج یہ عظیم دن نہ صرف پاکستان کو بلکہ پوری دنیا کو نصیب ہوا۔

جناب سپیکر! یہاں پر بھی میں مذاکرات کے اس نازک، کٹھن اور صبر آزما عمل میں اپنے برادر ملک قطر کے امیر میرے بھائی شیخ تمیم بن حمد ثانی کے بھرپور تعاون کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جنہوں نے انتہائی مثبت کردار ادا کیا۔

اسی طرح جناب سپیکر میں اپنے انتہائی قابل احترام پیارے بھائی سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان اور ترکیہ کے صدر میرے بھائی جناب طیب اردوان کی دوراندیش قیادت اور ان کے بھرپور تعاون کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جناب سپیکر۔

اور اسی طرح جناب سپیکر! میں پاکستان کے عظیم دوست چین کے صدر Xi Jinping کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں، جنہوں نے امن کے مذاکرات کو آگے بڑھانے میں قابل قدر تعاون کیا اور پاکستان کے ساتھ بھرپور مشاورت رکھی۔

اسی طریقے جناب سپیکر! دنیا کے بے شمار ممالک جو یورپ میں آباد ہیں برطانیہ اور یورپین یونین کے ممالک اور پھر دوسرے پاکستان کے بہترین دوست اور برادر ممالک میں ان سب کا جناب سپیکر! اس تاریخ ساز موقع پر ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آیئے، جناب سپیکر! ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالائیں کہ جس مالک نے اپنی کمال مہربانی سے پاکستان کو آج یہ عظیم خوشی کا موقع دیا۔

اور جناب سپیکر! آپ سے بڑھ کر کون جانتا ہے کہ جنگ کے شعلوں کو روک کر امن کے قیام کے لیے ہماری مخلصانہ کاوشوں کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح پذیرائی بخشی اور اپنی کمال مہربانی سے دنیا میں پاکستان کو جو عزت اور وقار عطا فرمایا ہے، جناب سپیکر! قومیں صدیوں اس کی متلاشی رہتی ہیں مگر دور دور تک اُس کا کوئی حاصل نہیں ہوتا۔ آج رب تعالیٰ نے پاکستان کے چوبیس کروڑ عوام کو، سندھ کی مہران کی وادیوں میں بسنے والے عظیم پاکستانیوں کو، پنجاب کے میدانوں میں بسنے والے عظیم پاکستانیوں کو، سرحد کے برف پوش پہاڑوں اور مرغزاروں میں بسنے والے غیور، دلیر ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو، اور بلوچستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں بسنے والے غیور بلوچ، پشتون بھائیوں اور بہنوں کو اللہ تعالیٰ نے آج جو عزت اپنی کمال مہربانی سے عطا فرمائی ہے، اس کی دوسری مثال کبھی تاریخ میں نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! اس لیے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر نہ صرف بجالانا ہے بلکہ ہماری گردنیں اس کے حضور ہر وقت جھکی رہنی چاہئیں، کیونکہ اسی سے وہ رب راضی ہوتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آج دنیا نے دیکھا کہ امن کی اس کاوش کو عظیم فتح نصیب ہوئی اور جنگ کے شعلے ٹھنڈے ہونے شروع ہوگئے۔ یہ ایک ایسی تاریخ مرتب ہوئی کہ مورخ ہمیشہ سنہرے حروف میں پاکستان کا نام لیتا رہے گا۔

جناب سپیکر! آج کے اس تاریخ ساز دن پاکستان کے عظیم اور بہادر فرزند Field Marshal سید عاصم منیر کا ذکر کیے بغیر میری یہ تقریر نامکمل رہے گی۔ اس جنگ کے شعلے بجھانے اور امن کے قیام کے لیے Field Marshal سید عاصم منیر نے اپنے شب و روز وقف کر دیئے، اور اس سارے عرصے میں وہ راتوں کو بھی جاگے اور دن کو بھی۔ اور میرے ذاتی علم میں ہے کہ بعض مرحلے ایسے آئے اور مذاکرات کے دوران کئی ایسے نشیب و فراز آئے کہ یوں لگتا تھا کہ ابھی معاملہ ختم ہو جائے گا۔ مگر میں چونکہ ان سارے معاملات کا ذاتی طور پر گواہ اور عینی شاہد بھی ہوں تو اُس بنیاد پر یہ کہہ رہا

ہوں کہ اس عظیم سپوت نے ہمت نہیں ہاری اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے مسلسل مشاورت اور کاوشیں کرتے رہے، جس کے نتیجے میں اس خدائے بزرگ و برتر کے فضل سے کل رات جنگ بندی کا اعلان ہو گیا۔

جناب سپیکر! اگر خلوص، استقامت اور دانشمندی کا یہ سفر جاری نہ رہتا تو شاید دنیا میں امن کا خواب بکھر جاتا اور نجانے جنگ کے شعلے مزید کتنی تباہی لے کر آتے۔ لہٰذا Field Marshal سید عاصم منیر نے اس مقصد کے لیے غیر معمولی کردار ادا کیا، جس پر مجھ سمیت پوری قوم انہیں خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر نائب وزیراعظم اور وزیر خارجہ سینیٹر اسحٰق ڈار صاحب کو بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے شبانہ روز محنت کے ذریعے امن کے اس عمل کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اور یہاں پر میں برادر ملک ایران کے حوالے سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایران کے سفیر یہاں پر موجود ہیں، جو ہمارے بھائی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سب کو اُن کی یہاں آمد پر انہیں خوش آمدید کہنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں اپنے برادر ملک ایران کے حوالے سے وفاقی وزیر داخلہ محسن نقوی کی خدمات کو سراہتا ہوں، جنہوں نے اس دوران نہایت ذمہ داری کے ساتھ اہم امور سرانجام دیئے اور بڑی لگن کے ساتھ اپنے ایرانی بھائیوں کو پوری طرح بامعنی طور پر انہیں engage کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ وزارت خارجہ سمیت تمام اداروں کے قابل پاکستانی افسران کو بھی میں خراجِ تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں، جنہوں نے اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں سے پاکستان کا نام روشن کیا۔

جناب سپیکر! پوری پاکستانی قوم اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے انتہائی قابل احترام ہمارے بھائی اور بہنیں، اور پارٹیز کے زعما جو اس ایوان میں موجود ہیں یا ایوان میں موجود نہیں ہیں، آپ سب پاکستان کا فخر ہیں اور پاکستان کو آپ پر فخر ہے۔ انہوں نے پورے اتحاد اور یکجہتی کے ساتھ اس پورے دورانیے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کا ثبوت پیش کیا۔

جناب سپیکر! آج کا دن نہ صرف پاکستان میں بسنے والوں بلکہ دنیا بھر میں آباد ہر پاکستانی کے لیے باعثِ افتخار ہے۔ اس جنگ کے تباہ کن اثرات سے پوری دنیا اور اس کی معیشت لرز گئی۔ پاکستان کی معیشت پر بھی بے پناہ دباؤ آیا، جو ابھی تک جاری ہے۔ لیکن پاکستانی قوم نے نہایت صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت کا بھرپور ساتھ دیا، اور ہم نے بروقت فیصلوں اور پیش بندی کے ذریعے اپنی قوم کو مہنگائی کی شدت سے ممکنہ حد تک بچانے کی پوری کوشش کی، جس میں صوبائی حکومتوں اور صوبائی وزرائے اعلیٰ نے بھی انتہائی لائق اور شاندار کردار ادا کیا، جس کی بھرپور ستائش کی جانی چاہیئے۔

جناب سپیکر! میں وفاقی اور صوبائی قیادت اور پوری پاکستانی قوم کو سلام پیش کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ اس امن معاہدے کے نتیجے میں عالمی معاشی استحکام کے ثمرات، ہماری اجتماعی کاوش اور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر، ہم مل کر انشاءاللہ ہر پاکستانی کی دہلیز پر وہ relief یا وہ فائدہ پہنچائیں گے اور اس وقت تک ہم مل کر کام کرتے رہیں گے جب تک کہ ہم یہ ذمہ داری ادا نہ کر دیں، اُس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر! میں ہمیشہ یہ بات کہتا تھا، جسے اس رب ذوالجلال نے اپنی کمال مہربانی سے ایک مرتبہ پھر سچ کردکھایا، اور وہ یہ ہے کہ:

جب اپنا قافلہ عزم ویقیں سے نکلے گا

جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا

وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے

مجھے یقین ہے چشمہ یہیں سے نکلے گا

جناب سپیکر! یہ شعر عرض کرکے اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے، اس کی کمال مہربانی سے

ہم نے آج جیتا ہے وہ امتحان

دنیا میں گونجتا ہے نامِ پاکستان

جب کوئی حملہ کردے تو دشمن کو دھول چٹاتے ہیں ہم

اور امن کی بات ہو تو آگ میں پھول کھلاتے ہیں ہم

پاکستان پائندہ باد۔

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب سپیکر: نور عالم خان صاحب۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: جب باری آئے گی تب ملے گا، Do not dictate to me, Aamir Sahib do not dictate.

جناب نور عالم خان: اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ Honourable Speaker Sahib! شکریہ۔ میں اس ایوان میں اپنے برادرِ م ملک ایران کے سفیر کو National Assembly میں welcome کرتا ہوں، اور جیسے آپ نے سر! کہا ہے کہ ایران کی resilience، ایران کی جو تاریخ ہے، وہ ایک مرتبہ پھر دوبارہ سامنے آئی ہے، اور انہوں نے جس طریقے سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا ہے، اس پر پاکستان کی عوام اور پوری مسلم س اُمہ ان کو مبارک باد دیتی ہے۔ اور سپیکر صاحب! آپ کے بھی ہم شکر گزار ہیں کیونکہ آپ نے بھی سب سے پہلے ٹیلی فون کیا تھا ایران کو، جب ان پہ حملہ ہوا۔

اسی کے ساتھ سپیکر صاحب! ہم Prime Minister، اور Field Marshal Asim Munir اور ان کی ٹیم کو، جنہوں نے انتھک محنت کے ساتھ یہ America اور Iran کے درمیان، بلکہ سارے دیگر ممالک کو تیسری جنگِ عظیم سے بچایا۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب نور عالم خان: جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو اب میں بجٹ پر آؤں گا۔ آنریبل سپیکر! مجھے یہ حیرانی ہوتی ہے کہ یہ بجٹ عوام دوست تو نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں کوئی چیز عوام کے لیے نہیں ہے۔ بد قسمتی سے اس کو ان لوگوں نے بنایا ہے جو British Colonial، یعنی British Empire کے لوگ تھے، وہی افسران آج پھر بھی وہی ہیں۔ ان کی سوچ وہی ہے، وہ عوام کے لیے نہیں سوچتے، وہ صرف حکومت کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے fiscal deficit جو ہے، وہ GDP 3.6% کا رکھا ہے، سر! انہوں نے جو growth target دکھایا ہے، وہ 4% ہے، جو کہ ناممکن ہے۔ انہوں نے inflation یعنی مہنگائی کے حوالے سے 8.2 کہا ہے کہ یہ ہم کم رکھیں گے، جو غلط ہے۔ ان کے سارے اعداد و شمار غلط ہیں۔ اس بجٹ میں ہمارے specially Khyber Pakhtunkhwa, Balochistan and Sindh یعنی تینوں صوبوں کو ignore کیا گیا ہے۔ میرے Khyber Pakhtunkhwa میں نہ NHA کے لیے فنڈ رکھا گیا ہے اور نہ ڈیمز کے لیے۔ میرے حلقے میں Warsak Dam ہے، 4.826 billion روپے ہیں یعنی چار ارب۔ اس کے سارے turbine خراب ہیں۔ اگر آپ Dargai کا دیکھتے ہیں، اگر آپ Dasu کا دیکھتے ہیں، وہ ساروں کے لیے فنڈ انہوں نے ویسے ہی رکھا ہے۔

جناب سپیکر! مہنگائی، petroleum levy دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے۔ دنیا میں petrol کی اور diesel کی prices کم ہو گئی ہیں، 86 ڈالر فی barrel ہے، لیکن پاکستان میں اب بھی 386 روپے پر diesel فی لیٹر ہے اور 375 petrol روپے فی لیٹر ہے۔ مجھے بتائیں، کیا یہ ظلم نہیں ہو رہا؟ اس کے ساتھ آٹا مہنگا، بجلی مہنگی ہو جاتی ہے، اور اس میں کوئی چیز بھی نہیں ہے، سر! میں ایک بات بتا دوں، میں کم از کم اس بجٹ کا کبھی بھی حامی نہیں ہو سکتا ہوں۔ اس بجٹ میں کوئی چیز بھی غریب عوام کے لیے نہیں ہے۔

یہاں پہ دہشت گردی کی بات کی جاتی ہے جیسا کہ میرے بھائی نے کہا۔ سر، ہم سب سے پہلے دہشت گردی کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں۔ الحمدللہ، ہمارے صوبے کی قربانیاں ہیں۔ اور اگر کوئی پولیس ہو، یا فوجی ہو، تو ہمارے پختون وہاں پہ سب سے پہلے جان دیتے ہیں۔ یہاں پہ آپ لوگوں نے، میرے honourable Minister نے کہا کہ یہاں پہ دہشت گردی پہ اتفاق نہیں ہے۔ Honourable Minister صاحب، پختون قوم جب دہشت گردی کی بات آتی ہے تو آپ کے ساتھ سب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے اور آپ کا بیان غلط ہے۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: نور عالم صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ ان کا مائیک کھولیں۔

جناب نور عالم خان: سپیکر صاحب بات یہ ہے کہ میں نے جو اس بجٹ کی بات کی ہے تو یہ آئی ایم ایف کا بجٹ ہے اور یہ پاکستان کا بجٹ نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی چیز مجھے بتا دیں ان چار یا پانچ سال میں یا دس سال بلکہ پاکستان کی پوری تاریخ دیکھ لیں جب بھی بجٹ پیش ہوتا ہے وہ پاکستان کے عوام کے لیے کوئی فکر مندی نہیں رکھتا۔ دن بدن بجلی کی prices زیادہ ہو رہی ہیں۔ آپ کے پٹرول کی prices زیادہ رہی ہیں۔ میرا بھائی یہاں

پر کہہ رہا تھا کہ ڈالر 2018 میں 65 روپے اور 70 روپے پر تھا۔ جب میں نے 2022 میں دیکھا ہے تو وہ 150 پر تھا۔ آج میں نے دیکھا کہ 286 روپے پر فی ڈالر ہے۔ یعنی دن بدن پاکستان کے روپے کی تذلیل ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی دوائیاں مہنگی ہو گئی ہیں۔ آپ کی بجلی مہنگی ہو گئی ہے اور آپ نے اس بجٹ میں سر! آئی پی پیز کو فائدہ دیا ہے۔ 50 کروڑ روپے کی آمدن کون کرتا ہے وہ غریب آدمی تو نہیں ہے۔ یعنی 50 کروڑ پر آپ نے ٹیکس کم کیا ہے۔ خدا کو مانو جو 50 کروڑ روپے کماتا ہے تو it means کہ وہ عام آدمی نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے بزنس کلاس پر، بزنس کلاس پر کون سفر کرتا ہے۔ غریب آدمی تو نہیں کرتا جو مزدوری کے لیے جاتا ہے سعودی عرب اور وہ بزنس کلاس میں نہیں جاتا۔ بزنس کلاس میں یہ اشرافیہ جاتی ہے جس اشرافیہ کو آپ نے اس بجٹ میں support کیا ہے۔ آنریبل فنانس منسٹر تو basically ایک بینکر ہے اس کو تو بجٹ کی الف ب اور ت معلوم نہیں کہ بجٹ کیسے بنایا جاتا ہے۔ اس کو خالی پیسے اکٹھا کرنے آتے ہیں اور غریب کا خون چوسنا آتا ہے اور اس نے اور کچھ نہیں کیا۔

آنریبل سپیکر صاحب! میری یہ request اس ہاؤس سے ہے کہ بزنس کلاس کی ٹکٹ کی بجائے وہ ٹیکس غریب بندے پر فوکس کرے۔ یہاں پر loan کی بات کی جاتی ہے کہ ہمیں قرضہ دیں۔ ہمیں قرضہ نہیں چاہیئے۔ پاکستان کے عوام کو قرضہ نہیں چاہیئے۔ پاکستان کی عوام کو سستا آٹا، سستی بجلی اور سستا پٹرول چاہیئے۔ اس کے بچوں کو کاروبار چاہیئے۔ کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آپ ہمیں قرضے دے دیں۔ سر! نام نہاد کمپیوٹر اور ان چیزوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ اصل میں آج کل لوگ روٹی کے نوالے کے لیے ترس رہے ہیں۔ پانی نہیں ہے۔ آپ سندھ میں جائیں تو وہاں پر پانی نہیں ہوتا۔ آپ بلوچستان میں جائیں تو دیکھیں اس کا کیا حال ہے۔ میرے خیبر پختونخوا میں جائیں، یہ سارے MNAs جو بیٹھے ہیں، ان کے حلقوں میں بجلی نہیں ہوتی۔ میرے حلقے میں بجلی نہیں ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں دو گھنٹے بھی بجلی نہیں دیتے۔ وہاں پہ دہشت گردی روزانہ ہوتی ہے۔

پنجاب پولیس نے ایک بچی کو مار دیا۔ پنجاب پولیس کو خیبر پختونخوا میں بھیج دیں تا کہ دہشت گردوں کے ساتھ مقابلہ کریں تو ان کو پتہ چل جائے۔ خیبر پختونخوا میں اگر کوئی دہشت گردی کا مقابلہ کر رہا ہے تو بالکل، پاکستانی افواج بھی ہیں، لیکن ہماری خیبر پختونخوا کی پولیس ہے جو اس پاکستان کے لیے اور دہشت گردی کے خلاف اپنی جانوں کا نذرانہ دے رہی ہے اور اس کے ساتھ ہمارے سارے سیاسی لوگ بھی دے رہے ہیں۔

افسوس، یہاں پہ میں جب دیکھتا ہوں تو ہمارے وزیرِ موصوف صاحب کہتے ہیں کہ دہشت گردی پہ یہ سارے اکٹھے نہیں ہیں۔ اور کیا کریں؟ ہمارے پولیس والے اور ہمارے لوگ تو شہادت دے رہے ہیں، ہم تو اس کے خلاف کھڑے ہو رہے ہیں اور کیا کریں؟ مجھے بتا دیں۔ وہ وزیر صاحب چلے گئے ہیں۔ بہت بزرگ سیاست دان ہیں۔ خالی ایک صوبے اور ایک سوچ کے مطابق چلنا ایسا غلط ہے۔ ان کو بلوچستان، خیبر پختونخوا، سندھ، کشمیر، ان سب کی باتیں سننی ہوں گی اور ان کو حق دینا ہو گا۔

سر! خیبر پختونخوا میں Northern Bypass پچھلے دس، پندرہ، بیس سال سے بن رہا ہے مگر ابھی تک complete نہیں ہوا۔ اس کے لیے چار ارب روپے چاہیئں اور بد قسمتی سے انہوں نے وہ پیسے بھی نہیں ڈالے۔ یہ کوئی طریقہ ہے؟ سارا بجٹ آپ ایک ہی جگہ پہ ڈال دیں۔ یعنی

749ارب روپے آپ نے ایک صوبے کے لیے رکھا ہے اور یہ کوئی تھوڑی amount نہیں ہے۔ آپ دوسرے صوبوں کو دیکھیں۔ ہمارے merged districts کے لیے اور پورے صوبے کے لیے آپ بجٹ دیکھیں گے تو کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح بلوچستان میں بھی آپ دیکھیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے کٹوتی نہیں کی۔ اوہ بھائی، وہاں پہ جاؤ، وہاں پہ کچھ بھی نہیں ہے۔ سڑکیں خراب ہیں۔ تو جب سڑکیں نہیں ہوں گی، پانی نہیں ہوگا، بجلی نہیں ہوگی تو آپ اس کو کہتے ہیں بجٹ۔ سر! ان کی seriousness دیکھیں کہ سارے Ministers صاحبان گپ شپ لگا رہے ہیں۔ یہ پاکستان کی عوام کا بجٹ بنائیں گے، یہ پاکستان کی عوام اور غریب لوگوں کے لیے فکر مند ہوں گے، جب یہ گپ شپ میں لگے ہوں گے؟

Honourable ڈپٹی سپیکر صاحب! یہاں کون سا Finance Minister بیٹھا ہے جو points لکھ رہا ہے۔ یہاں کون Finance کا عملہ بیٹھا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: Finance Ministry کے لوگ بیٹھے ہیں۔

جناب نور عالم خان: میں اس سے یہ پوچھنا چاہوں گا، کہ مجھے FBR کی کارکردگی بتایئے کہ اس نے کیا کیا ہے؟ یہ خالی ہال ہے۔ یہ ذرا camera دکھادے پلیز۔ FBR مجھے بتادے خالی نوکر پیشہ اور جو taxpayer ہے، اس پہ آپ زیادہ tax ڈال رہے ہیں۔ جو tax net میں نہیں آتے، تو ان کے لیے آپ نے کیا کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں سر۔

Anyhow بدقسمتی سے یہاں پہ ہم اپوزیشن والے یا پیپلز پارٹی والے بھی اگر ان کو کچھ راستہ بتانا چاہتے ہیں، PTI, JUI ساری پارٹیاں، ہم اگر ان کو request بھی کریں، راستہ بھی بتائیں، لیکن افسوس، کس کو بتائیں گے؟ یہاں پہ ہم چیخیں ماریں گے، لیکن یہ میں بتادوں کہ ان کو ڈرنا چاہیئے۔ پاکستان کی عوام سڑکوں پہ نکل آئے گی، اگر یہ ہمیں بجلی نہیں دیں گے، اگر ہمیں یہ سستا پیٹرول اور سستی چیزیں نہیں دیں گے۔ یہاں پہ تذلیل ایسے ہوتی ہے کہ وہ Supreme Court کے سامنے کہتے ہیں۔ اتنی مہنگائی میں آپ دو کلومیٹر آگے جاتے ہیں۔ یہ غریب لوگ جو آتے ہیں نوکریوں کے لیے National Assembly میں تو NADRA کا چوک بھی بند کیا جاتا ہے اور ان کی تذلیل ہوتی ہے، تو اس پہ بھی ذرا سوچنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کی information کے لیے بتادوں کہ Finance Ministry کے کچھ حضرات ادھر بیٹھے ہوئے notes لے رہے ہیں اور Parliamentary Secretary سعد وسیم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ بھی notes لے رہے ہیں اور بلال کیانی صاحب بھی اس وقت موجود ہیں۔ حفیظ الدین صاحب۔

سید حفیظ الدین: شکریہ، جناب ڈپٹی سپیکر! پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعظم، Field Marshal اور دیگر زعماء جن کا تذکرہ Prime Minister صاحب نے بھی کیا، ان سب کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے جو جنگ کی صورتحال میں امن معاہدے کے سلسلے میں اپنی کوششیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے وہ بارآور کیں۔ اللہ ان کو مبارک کرے اور ہماری قوم کو بھی مبارک کرے۔

جناب! میں آج اس معزز ایوان کی توجہ پاکستان کے وفاقی بجٹ کے ایک نہایت اہم اور بنیادی مسئلے کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ ہمارا مسئلہ صرف بجٹ کے حجم، ٹیکسوں یا اخراجات کا نہیں، بلکہ بجٹ سازی کے پورے نظام کا ہے۔ بد قسمتی سے پاکستان کا قومی بجٹ اکثر ایک قابلِ عمل معاشی منصوبے کے بجائے سیاسی خواہشات کی wish list بن کر رہ جاتا ہے۔ ہر سال بلند و بالا دعوے، غیر حقیقی اہداف اور چند آئندہ تخمینے پیش کیے جاتے ہیں، لیکن چند ماہ بعد انہی اعداد و شمار میں بار بار ترمیم کرنا پڑتی ہے۔ اس طرزِ عمل سے معیشت، سرمایہ کاروں اور عوام کا اعتماد متاثر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ کی بنیاد درست اعداد و شمار اور حقیقت پسندانہ تخمینوں پر ہونی چاہیئے۔ افسوس کہ محصولات اور اخراجات کے تخمینے اکثر زمینی حقائق کے مطابق نہیں ہوتے۔ جب tax وصولیوں کے اہداف حاصل نہیں ہوتے یا اخراجات بڑھ جاتے ہیں تو حکومت کو ہنگامی بنیادوں پر فیصلے کرنا پڑتے ہیں۔ کبھی نئے tax لگائے جاتے ہیں، کبھی ترقیاتی منصوبے روک دیے جاتے ہیں، اور کبھی بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی شرائط کے تحت بجٹ میں تبدیلیاں کرنا پڑتی ہیں۔

ہمارا tax نظام بڑی حد تک درآمدات پر آئے بالواسطہ taxes پر انحصار کرتا ہے۔ پاکستان کو ایسے tax نظام کی ضرورت ہے جو پیداواری اور دستاویزی معیشت اور آمدنی کی منصفانہ بنیاد پر قائم ہو، نہ کہ صرف درآمدی محصولات پر۔

جناب عالی! پاکستان کے متعدد سرکاری ادارے مسلسل خسارے میں چل رہے ہیں۔ اس کی مثال Steel Mill ہے، PIDC ہے اور industrial sector کے بہت سارے ادارے ہیں۔ میرے پاس ان industries کی list موجود ہے، جس کے اندر ان کے 23 divisions تھے۔ اب ان میں سے ایک division کم ہوا ہے اور 22 رہ گئے ہیں۔ مگر جو انہوں نے کیا ہے، وہ بالواسطہ طور پر کوئی کارآمد کام نہیں ہے۔ اس طرح توانائی کے شعبے کے گردشی قرضے اور بڑھتے ہوئے قرضوں کی ادائیگی ترقیاتی اخراجات کو محدود کرتے ہیں اور industry پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

وزارتِ خزانہ اور State Bank کے درمیان مؤثر رابطے کے بغیر کوئی بھی معاشی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر سود کی شرح، قرضوں کی لاگت اور مالیاتی پالیسی کے تخمینے ایک دوسرے سے مطابقت نہ رکھیں تو بجٹ کے بنیادی اندازے غلط ثابت ہوتے ہیں اور قرضوں کی ادائیگی کا بوجھ توقعات سے کہیں زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ سود سے پاک پاکستان میں ایک نظام کی ضرورت ہے۔ اس مسئلے پر seriously کام ہونا چاہیئے۔ اس حوالے سے Supreme Court نے ایک وقت دیا ہوا ہے۔ ان تمام توقعات پر ہماری حکومت کو پورا اترنا چاہیئے۔

جناب عالی! احتساب کا نظام، یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے جس میں جوابدہی کا فقدان موجود ہے۔ اگر کوئی وزارت اپنے بجٹ سے تجاوز کر جائے یا کوئی ادارہ اپنے مقررہ محصولات کے اہداف حاصل نہ کر سکے تو اس کے لیے کوئی مؤثر احتسابی نظام موجود نہیں ہے۔ جناب! میں آپ کی توجہ بجلی اور energy کے ذرائع کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ سمجھنا ہوگا کہ industry کی national grids سے دوری کی وجوہات مہنگی بجلی، loadshedding اور غیر یقینی صورتحال ہے جس کے ذریعے industry متاثر ہوتی ہے۔ اس طرح سستی بجلی حاصل

کرنے کے تمام ذرائع محدود ہو جاتے ہیں۔ایک طرف ہم قابلِ تجدید توانائی کی حوصلہ افزائی کریں اور دوسری طرف اسی میں سرمایہ کاری کرنے والوں پر اضافی بوجھ ڈالیں، یہ واضح تضاد ہے۔ایک طرف ہم برآمدات بڑھانے کی بات کریں اور دوسری طرف صنعتی لاگت میں اضافہ کریں، یہ معاشی منطق سمجھ نہیں آتی۔

جنابِ عالی! بجلی کے شعبے کا اصل مسئلہ solar توانائی نہیں ہے۔اصل مسئلہ گردشی قرضے ہیں اور بجلی کی چوری ہے اور ترسیل کا نظام ہے اور کمزور governance ہے۔اگر ان بنیادی مسائل کو حل کرنے کے بجائے industry پر اضافی بوجھ ڈالا جائے گا تو اس سے نہ صرف industries کی ترقی متاثر ہو گی بلکہ ملکی سرمایہ کاری اور روزگار کے مواقع بھی کم ہو جائیں گے۔کراچی میں بیشتر site area میں خاص طور پر industry بند پڑی ہوئی ہے۔لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔نہ وہاں بجلی ہے، نہ پانی ہے، نہ گیس ہے۔کراچی جو پاکستان کو مالی وسائل فراہم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اس کو کسی نہ کسی form میں suppress کیا جارہا ہے۔وہاں پہ مزدور پریشان حال ہیں اور بے روزگاری بے انتہا بڑھی ہوئی ہے۔ان تمام مسائل کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیئے۔صنعتی صارفین پر مجوزہ اضافی fixed charges کے فیصلے پر نظرِ ثانی کی جائے۔صنعتکار، برآمد کنندگان، Chamber of Commerce اور توانائی کے ماہرین سے جامع مشاورت کی جائے۔گردشی قرضے کے خاتمے کے لیے واضح اور قابلِ عمل اصلاحاتی منصوبہ پیش کیا جائے۔ Digital governance اور technology پر مبنی احتسابی نظام متعارف کرایا جائے۔صنعت، برآمدات، روزگار اور قابل تجدید توانائی کو قومی معیشت کی حکمتِ عملی کا بنیادی ستون بنایا جائے۔

جناب سپیکر! مضبوط معیشت کے بغیر مضبوط ریاست کا تصور ممکن نہیں ہے۔مضبوط معیشت کے لیے سستی بجلی ضروری ہے۔سستی بجلی کے لیے مؤثر انتظام ہونا چاہیے۔سرکاری اداروں SOE's کا مسلسل خسارہ، ریاستی ادارے قومی خزانے پر بوجھ ہیں۔مختلف بجلی تقسیم کار کمپنیاں Pakistan Steel Mills, Pakistan Railways, یعنی 15 بڑے سرکاری ادارے، ان کا مجموعی خسارے تقریباً 5.90 trillion روپے تک پہنچ گیا ہے۔یہ رقم پاکستان کی GDP کی تقریباً 5 % کے برابر بتائی جاتی ہے۔حکومت دہائیوں سے ان اداروں میں پیسے ڈال رہی ہے۔نجکاری کے منصوبے بار بار مؤخر کرتی ہے۔ IMF بھی اصلاحات اور نجکاری پر زور دیتا ہے۔یہ قومی خزانے پر بوجھ ڈال رہی ہے جس سے ترقیاتی منصوبوں کے وسائل کم ہو جاتے ہیں۔

بجٹ خسارہ، ہم اس مسئلے کی طرف توجہ دیتے ہیں لیکن ساری چیزیں ہوا میں چلی جاتی ہیں۔میں اپنی بات کو مختصر ختم کرنے سے پہلے سب سے پہلے میں سمجھتا ہوں کہ تمام وزارتوں اور محصولات جمع کرنے والے اداروں کے لیے واضح اہداف مقرر کیے جائیں۔جو ادارے مسلسل اہداف حاصل نہ کر سکیں ان کے لیے انتظامی اور مالیاتی ذمہ داری کا نظام متعارف کرایا جائے۔

دوسرے نمبر پر وزارتوں کے اپنے ترقیاتی اور انتظامی fund کے بہتر انتظام کے لیے مناسب خود مختاری دی جائے تاکہ ذمہ داری اور جوابدہی دونوں واضح ہوں۔

وزارتِ خزانہ، State Bank، منصوبہ بندی کمیشن اور متعلقہ اداروں پر مشتمل ایک مستقل مشترکہ council قائم کی جائے جو قرضوں، سودی ادائیگیوں، مہنگائی اور معاشی نمو کے تغیرات کا مسلسل جائزہ لے۔

سرکاری اداروں کی اصلاح، نجکاری، خسارے میں چلنے والے سرکاری اداروں کے لیے واضح اصلاحاتی road map بنایا جائے اور جہاں ضروری ہو وہاں شفاف نجکاری یا public-private partnership کے models اختیار کیے جائیں۔

تعلیم، صحت، پانی، infrastructure اور نوجوانوں کی مہارت پر سرکاری توجہ ترجیحی بنیادوں پر دی جائے۔ ترقیاتی اخراجات کو مرحلہ وار بڑھا کر دوبارہ GDP کے کم از کم 5% تک لایا جائے۔ ہماری education اور health پر ہم 1.6 billion خرچ کر رہے ہیں۔ اس مسئلے پر توجہ دینی چاہیے۔ ان دونوں کو 0.8 % کی بنیاد پر نہیں چلایا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں اس پر serious توجہ دینی چاہیئے۔ پاکستان کو محض ایک سالانہ بجٹ نہیں بلکہ قومی معاشی حکمتِ عملی کی ضرورت ہے۔ ایسا بجٹ جو حقیقت پسندانہ ہو، جو ابد ہی پر مبنی ہو، سرمایہ کاری کو فروغ دے اور روزگار پیدا کرے۔ اور عوام کی زندگی میں حقیقی بہتری لا سکے۔ اگر ہم بجٹ سازی کے نظام میں بنیادی اصلاحات نہ کیں تو ہر سال نئے اعداد و شمار، نئے وعدے، نئے قرضوں کے ساتھ آگے معیشت آگے چلے گی۔ میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ بجٹ کو سیاسی دستاویز کے بجائے قومی اقتصادی تعمیرِ نو کا مؤثر ذریعہ بنایا جائے۔

ملک کو بنیادی طور پر ترقی کے راستے پر لے جانے کے لیے تین اہداف کی ضرورت ہے، work efficiency, یعنی مؤثر کارکردگی، security، مضبوط security، اور اس کے بعد population control ۔ اگر ان 3 issues پر کام ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک کو معاشی استحکام کی طرف لے جایا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام مسائل سے صحیح معنوں میں نبرد آزما ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آمین، شکریہ، شہرام خان صاحب اپنی seat پہ جایئے۔

جناب شہرام خان: شکریہ جناب سپیکر! I thought کہ جنید اکبر صاحب کی تقریر ہے، اس وجہ سے میں اپنی seat سے الگ تھا۔ جناب سپیکر! اس حکومت کا یہ پانچواں بجٹ ہے، شہباز شریف صاحب کی حکومت کا، PDM کی حکومت کا۔ ان کا کہنا ہے اور کہنا تھا کہ جی ہماری تجربہ کار ٹیم ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ان کی ناتجربہ کاری اور ناتجربہ کار ٹیم نے اس ملک کا بیڑا غرق کر دیا۔ ان کے اعداد و شمار دیکھیں، ان کی spending دیکھیں، ان کا یہ پورا جو بجٹ کا implementation دیکھیں، عوام کی مشکلات کو دیکھیں، یہ انہوں نے ثابت کر دیا کہ یہ نااہل حکومت ہے یہ حکومت سیاسی حکومت نہیں رہی۔ ان کے فیصلوں نے ثابت کیا، ان کے فیصلوں نے ثابت کیا کہ یہ عوامی حکومت نہیں ہے اور نہ رہی، اور نہ ہے۔ عوام دوست حکومت نہیں ہے اور نہ رہی ہے کیونکہ یہ elected حکومت نہیں ہے۔ ان کے فیصلوں سے یہ ثابت ہوتا ہے، یہ ایک selected حکومت ہے۔ عوام پہ بوجھ دن بدن جناب سپیکر! بڑھتا جا رہا ہے۔ لوگوں کی زندگیاں دیکھیں، مشکلات سے بڑھ رہی ہیں۔

آپ یہ check کریں جناب سپیکر! کہ اگر ہم ان کے نعرے اٹھا کے دیکھیں پچھلے 2,3,4 سال میں، وزیر اعظم صاحب، وزراء صاحبان، معیشت ٹھیک ہو رہی ہے، دیوالیہ پن سے نکل چکے ہیں، G-20 میں جا رہے ہیں۔ مطلب سوچ تو بڑی زبردست ہے G-20 میں جانے کے لیے، لیکن اس کے لیے کام بھی کرنا پڑے گا، اس راستے پہ بھی جانا پڑے گا۔ مطلب آپ جانا چاہتے ہیں کراچی، لیکن آپ کا منہ ہے چترال کی طرف، گلگت بلتستان کی طرف، اور آپ کہہ رہے ہیں میں نے جانا ہے کراچی، تو آپ کراچی کیسے پہنچیں گے؟ ان کے نعرے، معیشت بہتر ہو چکی ہے۔ ان کے نعرے، معیشت کو استحکام مل چکا ہے۔ ہم نے شہد اور دودھ کی نہریں پاکستان میں بہادی ہیں۔ ہمیں تو اب تک نظر نہیں آئیں۔ جناب سپیکر! پاکستانی قوم کو تو نظر نہیں آئیں۔ مشکلات بڑھ رہی ہیں، مہنگائی بڑھ رہی ہے، بے روزگاری بڑھ رہی ہے، بجلی کے بل بڑھ رہے ہیں۔ پتہ نہیں کہاں سے یہ ساری چیزیں ان کو نظر آ رہی ہیں۔

1973 سے لے کر آج تک جناب سپیکر! کسی بھی حکومت کی 4 سالہ کارکردگی اگر آپ اٹھا کے دیکھ لیں، سب سے بدترین اور lowest growth اس حکومت کی ہے۔ اور یہ میں نہیں کہہ رہا، یہ ان کا Economic Survey کہہ رہا ہے، اعداد و شمار کہہ رہے ہیں کہ growth آپ کی پاکستان کی تاریخ کی سب سے کم ترین لیول پہ ہیں۔ تو اس میں تو تحریک انصاف کا کوئی کام نہیں۔ آپ کرسیوں پہ بیٹھے ہیں، آپ کا پانچواں بجٹ ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم experienced ہیں، آپ کہتے ہیں ہمارے پاس بڑا تجربہ ہے۔ تو ثابت کریں اپنے فیصلوں سے کہ ملک ترقی کی طرف جا رہا ہے۔ غریب بندے کا تو بیڑا غرق ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! فنانس منسٹر نے ایک بڑی عجیب سی بات اکنامک سروے میں کی کہ غربت کی لکیر سے وہ بندہ نیچے ہے جس کی کمائی 8765 روپے سے کم ہے مطلب اگر جس کی کمائی 8764 روپے ہے وہ غربت کی لکیر سے نیچے ہے۔ 8765 میں ایسا ہو گیا کہ اگر اس کو آپ 30 دن پر divide کریں اس 8765 کے ایک مہینے میں ایک دن کے، 263 روپے آتے ہیں Per day ایک ڈالر سے بھی کم پڑتا ہے۔

تو فنانس منسٹر جو coffee دن میں پیتے ہیں، ایک وہ بھی اس سے مہنگی ہے وہ mineral water جو شیشے کی bottle میں پیتے ہیں عام پلاسٹک والی bottle میں نہیں وہ بھی اس سے مہنگی ہے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ یہ غریب بندے کے لیے ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ جس کا چھ بندوں کا گھر ہو، وہ 283 روپے دن کا کمائیں وہ سطح غربت سے اوپر ہے۔ وہ تو ان پیسوں میں ایک ٹائم کا کھانا اپنی فیملی کو نہیں کھلا سکتا۔ تعلیم بھول جائے، صحت بھول جائیں، گھر بھول جائیں، بجلی کا بل بھول جائیں۔ ٹرانسپورٹ اور وہ ساری چیزیں بھول جائیں، صرف ایک وقت کا کھانا بھی نہیں کھا سکتا، اور یہ یہ کہہ رہے ہیں۔

Economically دنیا میں 3 dollar per day سے زیادہ کمانے والے وہ سطح غربت سے اوپر ہوتے ہیں۔ پاکستان واحد ملک ہے اور یہ واحد حکومت ہے جس میں اعداد و شمار بالکل different ہیں۔ یہاں کے لیے قانون different ہے۔ IMF کے قرضے جناب سپیکر! 83 کھرب روپے۔ جب عمران خان جا رہے تھے تو تحریک انصاف کی حکومت میں یہ 49 کھرب روپے تھے۔ آج 83 کھرب ہیں، 34 کھرب روپے انہوں

نے تین سال میں اس نااہل حکومت نے لیے ہیں۔ 83 کھرب روپے پہ قرض پہنچ گیا، ٹھیک ہے پہنچ گیا۔ 25 بار آپ آئی ایم ایف میں گئے۔ اس IMF میں جانے کے اثرات بھی تو قوم کو ملیں، کوئی ریلیف بھی 25 کروڑ لوگوں کو ملے، مہنگائی میں کمی ہو، بے روزگاری میں کمی ہو، تنخواہ دار طبقوں کے تنخواہ میں کوئی بہتری ہو۔ اس میں جب آپ 40 فیصد ٹیکس debt return میں دے دیتے ہیں، تو پھر رہے گا کیا؟

جناب سپیکر! FBR ان کے اعداد و شمار کے مطابق 1871 روپے ان کا ٹوٹل بجٹ ہے۔ آمدن ہے 11751، خسارہ ہے 7020۔ تو اب یہ سمجھ نہیں آرہی کہ یا تو ان کے اعداد و شمار غلط ہیں یا اعداد و شمار realistic نہیں ہیں یا ٹیم incompetent ہے۔ جو خسارہ انہوں نے 7 ہزار کا دکھایا اب اسے کہاں سے پورا کریں گے؟ یہ کہتے ہیں کہ جی، ہم نے ٹیکسز نہیں لگائے۔ بھائی آپ اور کتنے ٹیکس لگائیں گے؟ بیڑا غرق کر دیا businesses کا، آدھی سے زیادہ businesses shift ہو گئی ہیں دوسرے ممالک میں اور کچھ بند ہو گئی ہیں۔ بجلی کا بل اتنا زیادہ ہے۔ Labour اتنی مہنگی ہو گئی ہے اور کوئی بھی cost of production دیکھ لیں۔ ساری چیزیں آپ دنیا سے import کرتے ہیں اور cost of production دیکھ لیں۔ تو بزنس کرنا تو feasible ہی نہیں ہے اس صوبے، اس ملک میں۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر! FBR میں انہوں نے enforcement directorate بنا دیا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ٹیکس نہیں بڑھایا کم کر رہے ہیں۔ ٹیکس تو آپ اور بڑھا نہیں سکتے کیونکہ بڑھانے کی گنجائش ختم ہو گئی ہے۔ اب enforcement آپ نے بنائی، کیوں؟ FBR پہ آپ کو اعتماد نہیں ہے؟ آپ نے فیکٹریوں میں رینجرز بٹھا دیے، آپ نے فیکٹریوں میں IB بٹھا دی، مطلب جن کا کام بارڈر کنٹرول کرنا ہے، دہشت گردی کنٹرول کرنا ہے، ملک کو بارڈر کو secure کرنا ہے۔ جو بارڈر پہ، اور جو کسٹم سے چھپ کے جو چیزیں ملک میں آتی ہیں انہیں کنٹرول کرنا ہے۔ اس کی بجائے آپ ملک کے اندر فیکٹریوں میں بیٹھ گئے۔

یہ کس قانون کے تحت ہے، کس آئین کے تحت، ویسے ملک میں تو کہیں آئین اور قانون نام کی تو کوئی چیز خیر رہی نہیں، تو اس پر ہم کیا بات کریں۔ ایک زمانے میں ایک ایکٹ لگا تھا جناب سپیکر! Salt Act گوروں کے زمانوں میں، 1882 میں لگا تھا۔ گوروں جب کام کرتے تھے تو وہ study کرتے تھے۔ Excise department انہوں نے بنایا۔ جتنی انڈسٹری انہوں نے بنائی، excise department کے نیچے کر دیا کیونکہ انہوں نے کہا کہ باقی فورسز جتنی بھی ہیں وہ businesses deal نہیں کریں گی کیونکہ اس میں کرپشن بڑھے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ businesses بند ہو جائیں گی اگر باقی لوگ جو trained نہیں ہیں اور ان کے ساتھ interact کریں گے۔ یہاں پہ FBR میں directorate بن رہے ہیں، enforcement بن رہی ہے۔ FBR سے آپ پنجاب پولیس بنا رہے ہیں کہ لوگوں سے زور سے ان کے کاروبار سے پیسے اٹھائیں۔ ان کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان کو عجیب عجیب notices دیے جا رہے ہیں۔ ایک دفعہ پیسے حکومت لے جائے بینک سے اٹھا کے آپ کو 50 چکر لگانے پڑتے ہیں بینک کے اور FBR کے وہ پیسے واپس دلانے میں خوش قسمت ہو گا جس کو مل جائیں گے۔

جناب سپیکر! یہ میں اس میں تمبا کو پہ آتا ہوں۔ پاکستان میں یہ crop کا کچھ حصہ پنجاب میں ہے زیادہ تر پختونخوا میں اُگتا ہے۔ اس میں صوابی میں سب سے زیادہ اور میرے حلقے میں سب سے زیادہ tobacco اُگتا ہے۔ ہمارا جینا مرنا اس سے ہے کوئی 70 سے 80 پرسنٹ لوگ directly and indirectly tobacco سے related ہیں۔ اس سے وہ پورا نظام ہے وہاں کے لوگوں کا، 19 لاکھ لوگوں میں کوئی 15 سے 16 لاکھ لوگ اسی پہ، ان کی dependency ہے over the years پچھلے سو سال سے یہ چل رہا ہے۔ یہ ایک ہی crop ہے جس سے وہاں پہ لوگوں کے بچوں کی شادیاں ہوتی ہیں، تعلیم حاصل کرتے ہیں، صحت چلتی ہے، گھر بنتے ہیں اور روزگار ہوتا ہے، گزارا ہوتا ہے۔ اس crop کو اس حد تک بنا دیا کہ وہاں پہ crop لینے والے ابھی کوئی نہیں رہے، کم ہوتے جا رہے ہیں۔

دنیا میں جناب سپیکر! حکومتیں monopoly مختلف سیکٹرز میں ختم کرتی ہیں۔ کسی بھی بزنس میں monopoly ہو حکومتیں اس کو ختم کرتی ہے۔ یہ واحد ملک ہے اور اس ملک میں واحد سیکٹر ہے جس میں حکومت create monopoly کرنے کی کوشش کر رہی ہے دو multinational companies کے لیے۔

ہم یہ کہتے ہیں حکومت سے کہ خدارا آپ نے tax evasion ختم کرنی ہے ضرور کریں ہم آپ کو سپورٹ کرتے ہیں۔ چھوٹی business کے لیے آپ ٹیکس میں اصلاحات لائیں، ان کے لیے کوئی گنجائش پیدا کریں تاکہ وہ ٹیکس نیٹ میں بہتر طریقے سے آ کے flourish businesses ہوں۔ یہ جب تک یہ competition رہے گی تب تک غریب کسان کا چولہا چلے گا۔ اگر آپ نے کسان کو دو کمپنیوں کے رحم و کرم پہ چھوڑ دیا create monopoly کر رہے ہیں۔ تو وہ اونے پونے داموں تمبا کو لوگوں سے لیں گے۔ پھر لوگ کہاں جائیں گے؟

آپ کو میں اعداد و شمار share کرتا ہوں کہ جب tobacco پہ 10 روپے کا ٹیکس تھا، 300 روپے کا لگا یا عمران خان کے ٹائم میں ہم نے request کی، اسد قیصر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے وہ کمیٹی چیئر کی، میں تھا، عاطف صاحب تھے کچھ اور ہمارے ممبرز تھے، کچھ جو حکومت میں ان کے بھی لوگ تھے اس وقت۔ ہم نے request کی کہ آپ جو کام 10 روپے میں نہیں کر سکتے وہ آپ 300 روپے میں کیسے کر سکتے ہیں؟ جب 10 روپے کی انہوں نے ہماری بات مانی تو 2018 سے 2022 تک آپ کا ٹیکس 87 ارب سے 177 ارب روپے میں چلا گیا۔

2022 میں PDM کی حکومت آئی انہوں نے tobacco پہ 390 روپے کا ٹیکس لگایا جناب سپیکر۔ اس سے آپ کا ٹیکس ریٹ جو ہے 95 ارب روپے پہ تو چلا گیا۔ پچھلے سال وہ 165 ارب روپے پہ نیچے آ گیا۔ جو 10 روپے والی price تھی اس سے بھی نیچے آ گیا۔ تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں یا تو آپ کی پالیسی غلط تھی کیونکہ آپ نے جو کیا اس سے ٹیکس بڑھا نہیں بلکہ ٹیکس کم ہو گیا، نقصان ہو گیا یا incompetence تھی جو planning آپ نے کی، آپ کی planning کی ساری جو آپ کو feeding کی گئی، جہاں سے بھی کی گئی وہ غلط تھی۔

توخدا کے لیے اگر آپ کو نہیں سمجھ ان لوگوں سے بیٹھ جائیں جو آپ کو سمجھا سکیں کہ اس میں کس طریقے سے جانا ہے جس میں آپ کا ٹیکس بھی بڑھ جائے، لوگوں کا روزگار بھی بچ جائے، monopoly بھی create نہ ہو اور پاکستان ترقی کرے۔ اگر آپ یہ نہیں کریں گے، اب آپ کو دیکھیں، پچھلے سال بھی tobacco surplus تھا کیونکہ businesses نہیں ہیں، چھوٹی businesses ختم ہو رہی ہیں۔ بڑی جتنی خرید سکتی ہیں خرید لیں باقی surplus کے معاملے میں انہوں نے half price پہ tobacco زمیندار سے خریدی۔ جو قوت پیداوار تھی اس سے بھی کم پہ خریدی۔ بیچ میں آپ نے trader کو ختم کیا، منڈی والے کو آپ نے ختم کیا۔ وہ ہزاروں families کو آپ نے بیروزگار کر دیا۔ آپ کی انا کی وجہ سے اور incompetence کی وجہ سے، یا disinfor-mation جو آپ کو آ رہی ہے، اس information پہ آپ decisions لے رہے ہیں۔ تو اس کی وجہ سے لوگوں کا نقصان ہو رہا ہے۔

آپ tax net کو بڑھانے کے لیے creative ideas لائیں، جس میں آپ کی multinational رہیں، بالکل رہیں، اچھی بات ہے، لیکن آپ چھوٹی کمپنیوں کو بھی، مطلب Mercedes پہ، BMW پہ جو tax لگا رہے ہیں، وہ آپ Alto پہ بھی لگا رہے ہیں۔ It doesn't make any sense کہ آپ Alto پہ اور Suzuki پہ ایک tax اور وہی tax آپ، Mercedes دونوں پہ ایک کر دیں۔ ظلم کی بات ہے، واللہ! تھوڑا تو عقل سے کام لیں۔

تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے لوگ آج تمباکو کے وجہ سے تکلیف میں ہیں۔ آپ کو نہیں پتا، ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کے آپ کو مشورہ دے سکتے ہیں۔ آپ وہ کریں جو آپ کو ٹھیک لگے، لیکن وہاں کے لوگوں پہ رحم کریں۔ امیر مقام صاحب نہیں ہیں، تھوڑی دیر پہلے میں نے ان سے بھی بات کی کہ آپ حکومت میں خیبر پختونخوا سے Minister ہیں۔ خدا کے لیے اپنی حکومت سے بیٹھ کر اُن کے ساتھ بات کریں۔ مجھے دو منٹ دیں، میں ختم کرتا ہوں۔ وہ اس issue پہ حکومت کو engage کریں۔ میں نے سوچا وزیر اعظم آئیں گے، تھوڑی دیر بیٹھیں گے۔ آئے ہیں تو انہوں نے تو اپنی بات کر لی، دو ہماری بھی سن لیتے۔ Finance Minister تو چلیں، اچھا ہے، دیر آید درست آید۔ تو اس میں Finance Minister صاحب سے تمباکو کے حوالے سے میری request ہے کہ جو پہلے two-tier system تھا، جس میں multinational two-tier میں تھی اور third tier local industry کے لیے تھا، جس میں اُن کو اُس حساب سے tax کیا جاتا تھا، جس سے tax net میں اور لوگ آتے تھے، tax بڑھتا بھی تھا، آپ کی local industry بھی بڑھتی تھی، competition بھی ہوتا تھا، زمیندار کو بھی فائدہ ہوتا تھا اور آپ کا فائدہ بھی ہوتا تھا کہ ملک میں پیسے آ رہے ہوتے تھے۔ Monopoly create کرنے سے لوگوں کا نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری دو issues پر بات کرتا ہوں۔ بجلی کے حوالے سے جو ظلم ہو رہا ہے۔ آخری بات، دو topics پر ختم کر رہا ہوں، مختصر کر رہا ہوں۔ بجلی کی جو ظالمانہ load shedding ہے، حکومت کہتی ہے چوری ہو رہی ہے۔ ہم حکومت کو کہتے ہیں، آپ حکومت میں ہیں، چور کو پکڑیں۔ آپ کہتے ہیں خیبر پختونخوا میں چوری ہے۔ Chief Minister کہہ چکے ہیں، ہم آپ کو assurance دے رہے ہیں،

وہاں کی جو law enforcement agencies ہیں،آپ کے ادارے کو support کریں گی۔آپ بسم اللہ کریں،آپ lead کریں۔آپ کا کام ہے،آپ حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں،آپ چوری روکیں۔

بجلی کے bill دیکھیں۔ایک feeder پرایک بندہ بجلی کا bill دے رہاہے،دوسرانہیں دے رہا۔جو دے رہاہے،اس بچارے نے کیا قصور کیاہے؟جو نہیں دے رہا،اس کی وجہ سے۔صوابی میں ہماری کوئی 183 یا180 میگاواٹ کی ضرورت ہے، ہمیں ایک سو میگاواٹ دے رہے ہیں،وہ بھی تربیلاسے direct نہیں دے رہے۔ہمارے لوگوں پہ ظلم ہے، بجلی کا bill دیکھ لیں،تباہی کی حد تک بجلی کے bill میں taxesہیں، taxesکے نام ختم ہوگئے ہیں۔بجلی کا bill آپ اٹھا کے دیکھ لیں، taxختم نہیں ہورہا۔

پٹرولیم پرانہوں نے ظلم کی حد تک لیوی عائد کی ہے۔آخری بات، عمران خان۔آپ کہتے ہیں میثاقِ جمہوریت ہے، ہم بھی کہتے ہیں ٹھیک، اچھی بات ہے، لیکن بسم اللہ آپ نے کرنی ہے۔حکومت آپ کی ہے،اختیار آپ کے پاس ہے، قانون کو آپ control کرتے ہیں۔عدالتوں سے انصاف کی مایوسی پوری قوم کو ہورہی ہے۔ Cases نہیں لگ رہے ہیں، familyان سے نہیں ملنے دی جارہی،اس کی بیوی سے family نہیں ملنے دی جارہی، doctorsنہیں ملنے دیے جارہے۔جنابِ سپیکر!کیسے temperature نیچے ہوگا؟آپ ہم سے expect کرتے ہیں کہ ہم خاموش رہیں، ہم گزارہ کریں؟اس حد تک کریں گے جتنی ہم میں برداشت ہوگی۔آپ نے یہ جو ظلم کے راستے چنے ہیں، یہ ختم ہونے ہیں۔خدا کے لیے ہوش کے ناخن لیں اوراپنی policies پر تھوڑی توجہ دیں،اوراپنے آپ میں تھوڑی عقل پیدا کریں، یہ نااہل حکومت ہے، شکریہ۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF MS. MARIA RIND, PAKISTAN'S INTERNATIONAL BOXING PLAYER IN THE SPEAKER'S BOX

Mr. Deputy Speaker: Honourable Members! May I have your attention, please. Ms. Maria Rind, Pakistan's international boxing player and six time national champion, who has represented Pakistan in major international events, in her 11 year's career, she has won 27 gold medals. She is sitting in the Visitor's Gallery. We welcome her. Thank you.

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب ڈپٹی سپیکر: انجینئر حمید حسین صاحب۔

جناب حمید حسین: جناب سپیکر: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔جناب سپیکر!شکریہ۔ادھر بجٹ پر بحث ہورہی ہے لیکن افسوس کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ ہمیں نہ بجٹ چاہیئے،نہ فنڈ چاہیئے، ہمیں زندہ رہنے دیا جائے۔ہمیں اپنے علاقے میں بچوں، بوڑھوں اور لوگوں کی زندگیوں کی بھیک مانگتے ہیں کہ ہمیں ان کی زندگیاں چاہئیں۔وزراء بھی بیٹھے ہیں۔

لیکن میں افسوس کے ساتھ بتادوں کہ اس کے ساتھ وہ روڈ جو ہمیں اضلاع کے دوسرے علاقوں سے منسلک کرتے ہیں وہ روڈ بھی بند ہیں اور رات کواُس روڈ کی بھی ان کیلئے مشکلات تھیں، باقی تو چھوڑیں،اڑھائی سال سے یہ روڈز بند ہیں۔ادھر کے لوگ جن مشکلات کاسامنا کر رہے ہیں، دیکھ لیں، پورا علاقہ، یقین کرو کہ یہ اس حد تک چلے گئے ہیں اور جیسے حالات آپ دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں کشمیر کے جو حالات ہیں۔ تقریباً گورنمنٹ کے کنٹرول سے باہر ہیں۔اسی طرح سے میں کہتاہوں جناب سپیکر! حکومت کو ہوش کے ناخن لینے چاہیئں۔ کتنا ظلم کریں گے ؟ کب تک لوگوں کو دیوار سے لگائیں گے ؟ اگر ہوش کے ناخن نہیں لوگے تو یقین کرو کہ یہ عوام جو گھروں میں مر رہے ہیں، سسکیاں لے رہے ہیں، روڈز بند ہیں، مجبور ہو کر نکلیں گے۔ وہ پھر ایسے حالات میں ہوں گے تو وہ حکومت کے کنٹرول سے باہر ہو جائیں گے۔ان حالات میں ایسے زخمی اور شہداء جن کے لیے روڈز بھی بند ہیں۔ لوگ کدھر جائیں گے ؟ کیا کریں گے ؟ان حالات میں جب آپ کی افغانستان کے ساتھ لڑائی ہو رہی تھی تو یقین کرو یہی قوم مورچوں میں بیٹھ کر آپ کی security agencies کے ساتھ ملک کی حفاظت کر رہے تھی۔ لیکن کب تک کرتے رہیں گے۔ کیا کریں گے جن کے اوپر ساری سہولیات بند کی ہوئی ہیں۔ روڈز بند ہیں جس کی وجہ سے اشیاء ضروریات ڈبل قیمت پر لوگوں کو لینی پڑ رہی ہیں۔ ہم اس وقت اس بجٹ کا کیا کہیں گے کہ ہمیں ایک چیز دگنی قیمت پر ملتی ہے۔اس روڈ کی وجہ سے یہ حالات ہیں۔

دوسرا جناب سپیکر! جو حالات Middle East کے پیدا ہو گئے ہیں۔ جس انداز میں لوگ deport ہو رہے ہیں، اس دن بھی میری بات ہوئی تھی سپیکر صاحب نے مجھے یہ بتایا تھا کہ میں list بنا کر detail کے ساتھ منسٹری فار پارلیمانی امور کے حوالے کر دوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بتادوں کہ کچھ لوگ out pass پر واپس آئے ہیں۔ جن کے پاس passport بھی نہیں وہ انہوں نے رکھ لیے خاص کر UAE میں۔ان لوگوں کے لیے request کرتاہوں کہ ان کے passport واپس کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ ساتھ ساتھ جن لوگوں کے passports block کر دیے گئے ہیں، blacklist کر دیے گئے ہیں ان کے passports کھلوا دیے جائیں اور ان کو passports واپس کر دیے جائیں۔

جناب سپیکر! افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ یہ live نہیں جارہی ہے۔ ٹی وی پر بند کیا ہوا ہے سب کچھ میرا، لیکن جو کچھ میں کہہ رہاہوں یہ پورے علاقے اور پوری قوم کی آواز ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر محرم کے دن آرہے ہیں۔لوگ زیارات پر جاتے ہیں اور تفتان کا border بند کیا ہوا ہے۔ میں بھی ساتھ ساتھ حکومت سے مطالبہ کرتاہوں کہ زائرین کو تحفظ دیا جائے اور ان کو سہولیات دی جائیں تاکہ وہ آسانی سے آجا سکیں۔

جناب سپیکر! میں request کرتاہوں کہ ان حالات پر حکومت فوراً action لے۔ جو لوگ اس میں ملوث ہیں ان سے پوچھا جائے۔ یہ IG Police اور DPO وغیرہ کیا کر رہے ہیں کہ وہاں پر لوگوں کو تحفظ نہیں فراہم کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، نبیل گبول صاحب کا مائیک کھولیں۔

سردار نبیل احمد گبول: مائیک میری طرف سے کھلا ہوا ہے۔ میں بہت شکر گزار ہوں خاص کر سپیکر صاحب آپ کا۔ ہمیں سال کے بعد بجٹ تقریر میں بات کرنے کا موقع ملتا ہے۔ میں ضرور appreciate کروں گا ہمارے آنریبل سپیکر سردار ایاز صادق صاحب کو اور آپ کو ڈپٹی سپیکر

صاحب غلام مصطفی شاہ صاحب کو۔ جس طرح آپ لوگ House چلاتے ہیں اور جس طرح آپ لوگ محنت کرتے ہیں، اور ماشاءاللہ جس talent کے ساتھ آپ لوگ اس House کے decorum کا خیال رکھتے ہوئے، Custodian of the House آپ کو ہم مانتے ہیں، آپ کی کارکردگی کو ہم سراہتے ہیں۔ یہ ایک بڑا مشکل کام ہے۔ اس حالات میں جس طریقے سے آپ لوگ دونوں، سپیکر اور ڈپٹی سپیکر House چلاتے ہیں، I must appreciate you.

ساتھ ساتھ، آج موقع بڑا اچھا ہے کہ میرے لیاری سے ماریہ بلوچ، international boxer بیٹھی ہیں جس کو آپ نے welcome بھی کیا، اس House نے welcome کیا۔ میں بہت زیادہ grateful ہوں کہ ایک بچی جو کہ لیاری سے آئی ہے اسلام آباد اور سپیکر صاحب نے ان کو welcome کیا، اس House نے welcome کیا، اور آج وہ ہماری gallery میں بیٹھی ہیں۔ یہ وہ talent ہے میرے حلقہ لیاری کا، جس کو دکھایا نہیں جاتا ہے۔ میں نے ہی اپنی اس international boxer بچی کو invite کیا کہ آپ آئیں اسلام آباد۔ آپ آئی ہوئی ہیں تو اس House میں آئیں، تاکہ وہ جو مخالفین، وہ لوگ جو ہمارے لیاری کو negative طور پر پیش کرتے ہیں، ان کو بتائیں کہ اصل لیاری کیا ہے۔ اصل لیاری آپ آئیں دیکھیں۔ اصل talent آپ کو لیاری میں ملے گا، آپ کو boxers ملیں گے، آپ کو footballers ملیں گے، آپ کو فنکار جو بڑے مشہور ہیں internationally وہ آپ کو ملیں گے۔ آج آپ دیکھیں کہ FIFA World Cup چل رہا ہے اور لیاری میں پاکستان کا سب سے بڑا screen جو ہے وہ Chairman Bilawal Bhutto Zardari Sahib نے لگایا، International Lyari Football Stadium کے اندر۔ اور یہ وہ stadium جو کہ میں لیاری کا، جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ کبھی اگر موقع ملا FIFA World Cup host کرنے کا لیاری میں، تو ہمارے پاس وہ ground موجود ہیں، لیکن وہ اندھوں کو نظر نہیں آتے قادر پٹیل صاحب۔ قادر پٹیل صاحب، ہر چیز آپ نے لگوائی۔ آپ بھی لیاری کے سپوت ہیں۔ ماشاءاللہ، آپ کی بھی وہاں پر خدمات ہیں۔

کہتے ہیں کہ جی Budget کے اوپر، کیونکہ میں سمجھتا ہوں، میں خود ایک economy کا ماہر نہیں ہوں، نہ میرے لیاری حلقے کے لوگ جو مزدور طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو economy کا نہیں پتا۔ ان کو یہ پتا ہے کہ صبح اٹھ کر جب وہ دودھ خریدنے جاتے ہیں تو دودھ کتنا مہنگا ہوتا ہے، bread کتنا مہنگا ہوتا ہے، petrol کی قیمت کتنی زیادہ ہوتی ہے۔ ان کو یہ نہیں پتا ہے کہ petrol کی قیمت جب کم کی جاتی ہے تو levy tax اس پر لگا دیا جاتا ہے۔ ان کو یہ نہیں پتا ہے کہ دودھ مہنگا جو ہوا ہے، یہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ government GST لیتی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ ایک غریب اپنے بچے کے لیے اگر وہ دودھ لینے جاتا ہے تو اس کو وہ tax ادا کرنا پڑتا ہے جس کو آپ لوگ GST کہیں۔ تو یہ جب tax ادا کرتے ہیں، جب غریب لوگ ادا کرتے ہیں، تو مہنگائی ہی ہوتی ہے۔

Prime Minister Sahib آج آئے، ہمیں بڑی خوشی ہے کہ جب وہ آتے ہیں تقریب کرکے فوراً چلے جاتے ہیں، لیکن مجھے امید ہے کہ ان کے chamber میں اس وقت TV چل رہا ہو، تو میں ضرور appreciate کروں گا کہ یہ جو Iran اور America کا جو

جنگ رکوانے میں جو کردار ہماری government نے ادا کیا ہے، جو کردار ہمارے سارے political parties خصوصاً Chairman Bilawal Bhutto Zardari Sahib نے، اور دوسری جماعتوں نے جو ادا کیا ہے، یہ ایک team work تھا۔ اور یہ credit میں ضرور اپنی government کو دینا چاہتا ہوں۔ اچھے کام کی تعریف ہونا چاہیے کہ آپ نے، Prime Minister Sahib آپ نے اور ہمارے Field Marshal Sahib نے جو دن رات محنت کر کے آپ نے یہ world war رکوائی ہے، آپ کو کامیابی مل گئی۔

لیکن مجھے افسوس ضرور اس بات کا ہے کہ جو دستخط ہونے تھے، وہ اسلام آباد میں ہونے چاہیے تھے۔ جو efforts پاکستان کی government نے کی، یہ دستخط اگر معاہدہ جو جمعہ والے دن ہو رہا ہے، یہ اگر اسلام آباد میں ہوتا تو بہتر ہوتا۔ لیکن ابھی Prime Minister Sahib نے کہا کہ Geneva میں host کر رہے ہیں اور میز بان جو ہے وہ پاکستان کی government ہو گی۔ چلیے بلا ٹل گئی جس کو ہم نے کہا ہے۔ ہمارے اوپر یہ ایک مصیبت تھی۔ جو یہاں پر ایکسپورٹرز بیٹھے ہوئے ہیں، کافی تعداد میں بزنس مین، جن کے آم کی پیٹیاں روز لاجز میں آتی ہیں جن کو ہم کھا بھی نہیں سکتے، اتنی زیادہ تعداد میں ہوتی ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ہاں آموں کے فارمز کتنے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ Strait of Hormuz کھولا جائے گا تو یہ آم ایکسپورٹ ہوں گے اور بھی چیزیں ایکسپورٹ ہوں گی۔ یہ ایک بہت بڑی خوش خبری ہے کہ آج صبح جب ہم اٹھے اور ہمیں پتہ چلا کہ معاہدہ ہو گیا ہے۔ سر! خدا کرے کہ یہ معاہدہ permanent ہو۔

جب آپ کسی ایک قوم کے سربراہ یا اس کے امام کو مارتے ہیں تو لوگوں کے دلوں سے جو غصہ نہیں نکلتا۔ اس کے باوجود جو صبر و تحمل ایران نے دکھایا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی بات ہے۔ Condemn ہم ضرور کریں گے کہ آپ کسی قوم کے امام کو شہید کرتے ہیں اور اس کے باوجود آپ کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے۔ پرائم منسٹر صاحب، ابھی آپ فارغ ہو چکے ہیں، آپ کی حکومت نے کردار ادا کیا، آپ نے World War رکوائی، آپ نے صلح کروائی، لیکن جو آپ کے گھر میں آگ لگی ہے، اب وقت آ گیا ہے کہ آپ یہاں پہ بھی آ کے صلح کروائیں۔ جو آپ کے گھر میں آگ لگی ہے، اس کو مت بھولیں۔ گھر کی آگ بہت خطرناک ہوتی ہے۔ باہر کی آگ کو تو آپ نے ٹھنڈا کر دیا ہے۔ پرائم منسٹر شہباز شریف کو میں بہت عرصے سے جانتا ہوں کہ وہ امن کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی کوششوں کو سپورٹ کرنا چاہیئے۔ کہتے ہیں کہ اللہ کو وہ لوگ بڑے پسند ہیں جو معاف کر دیتے ہیں۔ اب ختم کیجئے جھگڑا بھائی، اب بہت ہو گیا ہے۔ جو آپ کے ملک کے اندر آگ لگی ہوئی ہے، اس کو آپ ختم کر دیں۔

اگر بلوچستان میں جنرل مشرف کے دور میں نواب اکبر بگٹی کو شہید نہیں کیا جاتا تو بلوچستان کے حالات آج مختلف ہوتے۔ لوگ نہیں بھولتے ہیں۔ آج آزاد کشمیر میں جو حالات ہیں، اس پہ وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم پر گولی کیوں چلائی۔ ہم مانتے ہیں کہ ہمارے پولیس والے شہید ہوئے، ہمارے فوجی شہید ہوئے، ہیلی کاپٹر کریش میں ہمارے 22 بہادر جوان شہید ہوئے۔ ہمیں بڑا دکھ ہے اور ہمیں فخر ہے اپنی اس قوم کے سپوتوں پر، ہمیں فخر ہے ان کے اوپر جو بارڈر پہ دن رات آپ کے دفاع کے لیے لڑتے ہیں اور شہید ہوتے ہیں۔ یہ ہمارا سرمایہ ہیں۔

(اس موقع جناب ڈپٹی سپیکر نے کرسی خالی فرمائی اور میڈم چیئرپرسن محترمہ نزہت صادق کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں۔)

سردار نبیل احمد گبول: میڈم چیئر پرسن صاحبہ، میں آپ کو ویلکم کرتا ہوں۔

میڈم چیئر پرسن: السلام علیکم۔

سردار نبیل احمد گبول: کوئی تو ایسی آئی جو 2002 سے ہمارے ساتھ MNA رہی ہے اور تھوڑا بہت میرا خیال رکھے گی، اور میں نہیں کہوں گا کہ مجھے زیادہ بولنے دیں۔

میڈم چیئر پرسن: معلوم ہوا ہے کہ آپ کا time up ہے مگر آپ wind up کیجئے گا۔

سردار نبیل احمد گبول: یہ تو اللہ کی مہربانی ہے کہ میں واپس بار بار آجاتا ہوں۔ ٹائم تو بہت پہلے up ہو گیا تھا۔ آپ آگئیں اور مجھے بھلا دیا۔ میرا ٹیمپو بنا تھا اور آپ کو دیکھ کے میرا ٹیمپو ٹوٹ جاتا ہے۔

(مداخلت)

سردار نبیل احمد گبول: طاہرہ اورنگزیب صاحبہ کہاں گئی؟ اورنگزیب بہت ہیں Finance Minister اورنگزیب ہیں۔

میڈم چیئر پرسن: نبیل صاحب، آپ wind up کریں پلیز۔

سردار نبیل احمد گبول: طاہرہ اورنگزیب صاحبہ کے گلے میں تقریر کے دوران Chewing Gum پھنسا تو مجھے بڑا دکھ ہوا۔ میں عیادت کرنے گیا۔ قادر صاحب آپ بھی جایئے گا۔ بجٹ کے اوپر ابھی آتے ہیں۔ دو تین منٹ اور دے دیں۔ پیپلز پارٹی کا سلوگن شروع سے شہید ذوالفقار علی بھٹو نے دیا تھا، روٹی، کپڑا اور مکان۔ اب وہی روٹی ہمارے لیے اتنی مہنگی ہو گئی ہے کہ روٹی آپ کی ٹیبل پر تو آتی نہیں ہے، آپ کو خریدنے جانا پڑتا ہے اور آپ مہنگی خریدتے ہیں۔

اسی طریقے سے سندھ گورنمنٹ نے 22 لاکھ گھر چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کے initiative پر بنا کر غریب اور مستحق عورتوں کو دیے جا رہے ہیں۔ لوگ مخالفت کرتے ہیں BISP کی اور بہت کوشش کی گئی کہ BISP کے فنڈز کو کاٹ دیا جائے۔ ہم نے کہا یہ BISP ہماری red-line ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے کہا یہ ہم انہیں نہیں دیں گے۔ میں شکر گزار ہوں کہ ہمارے Finance Minister نے اور ہمارے Prime Minister نے اس بات کو مانا۔ آج اسی Benazir Income Support Programme سے کتنے گھروں میں چولہے جلتے ہیں، کتنی بیوہ عورتوں کو باہر نکلنا نہیں پڑتا۔ ہم اپریشیٹ کرتے ہیں، اچھی باتوں کا کرنا چاہیئے۔ آپ نے دانش سکول بنایا، پورے پنجاب میں آپ نے بنایا، لیکن میرے خیال میں سندھ میں آپ نے نہیں بنایا۔ اس بجٹ میں medicine کو فری تو نہیں کیا، لیکن medicine پر surcharge کم کیا، یہ اچھی چیز ہے اور ایسی efforts ہونی چاہئیں۔ یہ 25 ٹریلین کا بجٹ بنایا ہے، جس میں سے 8 ٹریلین تو interest میں چلا جاتا ہے۔ اب ہماری مجبوری ہے کہ ہمیں ادھار لینا پڑتا ہے، کشکول لے کر نکلنا پڑتا ہے، interest تو دینا پڑے گا۔ اب interest جب آپ دیتے ہو، 8 ٹریلین 25 ٹریلین میں سے، تو وہ پیسے آپ غریبوں پر ڈال دیتے ہو اور ان سے نکالتے ہو۔

ہمارے Finance Minister ایک سینیٹر ہیں، وہ بینک سے Finance Minister بن کر آئے ہیں۔ میں Finance Minister کو کہتا ہوں کہ کبھی آپ لیاری آئیں اور دیکھیں وہاں پر غریب کس طرح زندگی گزارتے ہیں۔ کبھی آپ لالو کھیت آئیں تو آپ دیکھیں گے کراچی میں وہ غریب کس طرح زندگی گزارتا ہے۔ آپ نے PSDP میں کراچی کے ترقیاتی فنڈ میں کتنا پیسہ رکھا ہے؟ آپ کا سب سے بڑا revenue کراچی سے جاتا ہے، لیکن آپ نے کراچی کی development کے لیے، مجھے بتادیں، مجھے نظر نہیں آرہا، ہوسکتا ہے میں نے نہیں دیکھا ہو۔ میں یہ سوال کر رہا ہوں اپنے Finance Minister سے کہ آپ بتائیں کہ آپ نے کراچی کے لیے کوئی development fund رکھا ہے؟ کوئی نیا روڈ، کوئی پل بنا رہے ہیں؟ آپ نے تو ہمیں ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا دیا۔

آپ نے کہا کہ روہڑی سے حیدرآباد تک کا جو Motorway ہے، وہ اگلے سال کے بجٹ سے بنے گا۔ ہم تو خوش تھے کیونکہ ہمیں کہا گیا تھا کہ شروع ہونے والا ہے، لیکن آپ نے اس کو ایک سال اور آگے کر دیا۔ تو یہ سارے Motorways پنجاب کے لیے اور دوسرے صوبوں کے لیے ہیں، سندھ کے لیے کیوں نہیں ہیں؟ آپ کہتے ہیں سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ اگر صدر زرداری 18th Amendment نہیں لاتے، NFC award نہیں ہوتا، تو آج سندھ کی جتنی بھی development ہوئی ہے، یہ آج ایک روپیہ بھی ہمارے پاس نہ ہوتا اور ہم کشکول لے کر فیڈرل گورنمنٹ کے پیچھے چلتے۔

میڈم چیئرپرسن: شکریہ نبیل گبول صاحب، kindly wind up کریجئے almost 15 minutes ہوئے ہیں۔

سردار نبیل احمد گبول: آپ نے کہا کہ کراچی کے لیے K-IV, مجھے نہیں پتا۔ ابھی میری colleague نے کہا کہ کسی منسٹر نے کہا کہ K-IV اگلے سال جو ہے، پانی کی لائن جو ہے وہ complete ہوگا۔ یہ تو آپ پچھلے پانچ سال سے سن رہے ہیں۔ کراچی میں آپ پانی جو ہے K-IV کے ذریعے لانا چاہتے ہیں، پچھلے پانچ چھ سال سے یہ project ہے، لیکن وہ مکمل نہیں ہوا۔ تو میرے جو کراچی سے دیگر ممبر elect ہو کر آئے ہوئے، جو میرے اس right side پہ بیٹھے ہیں، تو آپ K-IV کے حوالے سے بھی بات کریں، آپ کراچی کی development کے حوالے سے بھی بات کریں، لیکن مجھے افسوس ہے کہ کسی نے کراچی کے اوپر۔

میڈم چیئرپرسن: شکریہ نبیل گبول صاحب، last few seconds۔

سردار نبیل احمد گبول: Few seconds میں تو میں سانس نیچے نہیں لے کر جا سکتا۔

میڈم چیئرپرسن: شکریہ نبیل گبول صاحب۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

مولانا عبدالغفور حیدری: شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ، میں کافی دنوں سے طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے قومی اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا ہوں۔ آج بھی اس مقصد کو سامنے رکھ کر حاضر ہوا ہوں کہ قومی بجٹ پیش ہوا ہے، اس پہ بحث ہو رہی ہے اور حکومت اس کو پاس کر رہی ہے، چلو دیکھیں کہ ہمارے لیے اس میں کیا ہے۔ محترمہ چیئرپرسن! بجٹ کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ گزشتہ بجٹ سے کتنا مختلف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ

بجٹ ایک سال کے لیے ہوتا ہے۔اس میں public کے لیے کیا ہے، نوجوانوں کے لیے کیا ہے، بے روزگاروں کے لیے کیا ہے اور جو پسماندہ علاقے ہیں ان کی ترقی کے لیے کیا اقدامات کیے جارہے ہیں۔ میں آپ کا وقت زیادہ لینا نہیں چاہوں گا۔ لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ بلوچستان سے میرا تعلق ہے اور میرے حلقے میں تین اضلاع ہیں، اور اڑھائی سو کلو میٹر لمبا، اس حلقے کی لمبائی ہے، اور تقریباً ڈیڑھ سو کلو میٹر اس کی چوڑائی ہے، اور پسماندگی کا عالم یہ ہے کہ جو بہت ساری انسانی ضروریات ہیں وہ وہاں پر مفقود ہیں۔ یہاں تو کہا جاتا ہے کہ پاکستان چار صوبوں پر مشتمل ہے یا پاکستان چار بھائی ہیں اور سب کے حقوق برابر ہیں۔

پرائم منسٹر صاحب سے میں اور میرے دوست بھائی جناب بادینی صاحب دو مرتبہ ہم ملے ہیں اور ہم نے ان سے گزارش کی ہے کہ ٹھیک ہے ہم اپوزیشن میں ہیں، لیکن ہماری عوام کا، ہمارے علاقے کا، کیا قصور اور کیا جرم ہے۔ تین سال گزر گئے ہیں ان کے لیے آپ ایک روپیہ بھی نہیں دے رہے ہیں۔انہوں نے ہمیں جواب نہیں دیا اور آج تک ہمیں یہاں سے ایک روپیہ بھی میسر نہیں۔ پھر میں بلوچستان کی بات کروں، یہاں موٹروے کی بھی بات ہوئی۔ آپ یقین جانیے، میں دعوے سے کہتا ہوں اگر میری یہ بات غلط ثابت ہو جائے تو میں پارلیمنٹ کی رکنیت سے بھی استعفیٰ دے دوں گا اور سیاست سے بھی دستبردار ہو جاؤں گا۔ موٹروے ہر جگہ بن رہے ہیں، کہیں زیادہ، کہیں کم، بلوچستان پاکستان کا آدھا حصہ ہے، ایک کلو میٹر بھی موٹروے کوئی بھی مجھے دکھادیں، بس جو میں نے بات کہی آپ سے میں اس پر عمل کروں گا۔ بلوچستان کے ساتھ اس قدر ظلم اور زیادتی، ژوب سے لیکر کراچی، اس شاہراہ کا تین مرتبہ افتتاح ہوا ہے، بلکہ سنگ بنیاد رکھا گیا ہے، میاں نواز شریف صاحب ان کے ساتھ مولانا فضل الرحمٰن صاحب، ان کے ساتھ اس وقت کے آرمی چیف راحیل شریف صاحب، سنگ بنیاد رکھا گیا کہ یہاں سے کراچی تک موٹروے ہوگا، چھوٹا سا موٹروے دو لائنوں کا۔ وہ وقت گزر گیا، پھر عمران خان آیا۔ پھر اس نے جاکر سنگ بنیاد رکھا، پھر تین چار سال وہ گزار دیے، اس کے بعد میاں شہباز شریف صاحب آئے اس نے بھی جاکر سنگ بنیاد رکھ دیا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کام نہیں کرتے تو مذاق نہ کریں بلوچستان سے، بلوچستانی قوم سے مذاق تو نہ کریں، ان کی تضحیک تو نہ کریں۔

اب جب بجٹ پیش ہوا ہے، میں پوچھنا چاہوں گا کہ بلوچستان کے بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لیے کتنی رقم رکھی گئی ہے، پتہ نہیں یہاں ہے فنانس منسٹر یا نہیں، لیکن کم از کم میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ اس کے لیے ایک روپیہ بھی نہیں ہے، پورے بلوچستان میں یہ بتائیں کہ کوئی mega project, موٹروے کے علاوہ کوئی بہت بڑا ڈیم، کوئی بہت بڑی صنعت جس سے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار دیا جائے، کوئی تو اٹھ کر بتائے۔ خواجہ آصف صاحب تھے وہ بھی تشریف لے گئے، پتہ نہیں اب کوئی ذمہ دار ہے یا نہیں، یہ جو ٹرکیں جل رہی ہیں، کل جو بادینی صاحب بتا رہے تھے اب تک چالیس ٹرکیں جل گئی ہیں، یہاں سے وہ سارے دھات، چاہے وہ سونے کی شکل میں ہوں یا لوہے یا تانبے کی شکل میں ہو، Reko Diq سے، Saindak سے اور جو دیگر ہمارے بلوچستان کے پہاڑوں سے جو کاپر وغیرہ اس طرح کی چیزیں وہاں کے مقامی لوگوں کا کوئی اختیار نہیں۔ میرے اپنے حلقے میں گیس نکلا ہے۔ یقین جانیئے میلوں دور تار لگی ہوئی ہے۔ ہمیں قریب جانے نہیں دیتے۔ پھر ہمارا تو قبائلی معاشرہ ہے۔ نہ ان کو آپ روزگار دیں، نہ ان کو آپ تعلیم دیں، نہ آپ ان کی معیشت کا کوئی انتظام کریں۔ تو پھر وہ کیا کریں، آپ بتائیں اس کا حل کیا ہے۔ یہ نواب بگٹی کے قتل کی بات

نہیں ہے یہ تو 75 سال سے یہ سلسلہ مسلسل زیادتیوں کا سلسلہ چلا آ رہا ہے تو یہ کب ختم ہو گا؟ میں تحسین پیش کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے اور بالخصوص آرمی چیف نے جو امریکہ اور ایران کی مصالحت میں کردار ادا کیا۔ پہلے پاکستان کا قد بڑھا، انڈیا کے ساتھ جنگ ہوئی، انڈیا کو شکست ہوئی پاکستان کا قد بہت اونچا ہو گیا اور اس کے بعد اس مصالحتی عمل میں جو کردار ادا کیا پاکستان نے، اس سے قد اور اونچا ہو گیا۔ لیکن اب ہم اونچائی پہ تو دیکھ رہے ہیں کہ عالمی سطح پہ جو ایک عزت ملی ہے وہ تو اپنی جگہ پہ، لیکن اپنے گریبان میں جھانک کے دیکھیں کہ صوبہ خیبر پختونخوا کی کیا صورتحال ہے، بلوچستان کی کیا صورتحال ہے اور سندھ کے کچے کے علاقوں کے ڈاکو جو تعداد میں چند تھے اور جب میں پڑھتا تھا اس زمانے میں سندھ میں۔ اسی زمانے سے سنتے آ رہے ہیں کچے کے ڈاکو، کچے کے ڈاکو۔

اب حکومت اتنی بے اختیار ہے۔ ایک طرف یہ اعزاز اور یہ عزت اور ساری چیزیں اور دوسری طرف جب گھر کی طرف آپ دیکھیں تو گھر تو آپ کا جل رہا ہے۔ گھر کو آگ لگی گھر کی چراغ سے۔

ہمارے جو پالیسیاں ہیں، ہمارا جو کردار ہے، یہ سارا کچھ اس کی وجہ سے ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم تو یہاں بولتے رہتے ہیں، مجھے تو 30 سال ہو گئے اس پارلیمنٹ میں۔ سینیٹ میں، قومی اسمبلی میں بولتے رہتے ہیں (عربی) بہرے، گونگے اور اندھے۔ اب اندھے کے سامنے وہ کہتے ہیں کہ بین بجانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اب یہاں یہ صورتحال ہے۔

اب بلوچستان تباہی کی طرف چلا گیا ہے۔ اگر میرا حلقہ 250 kilometers کا فاصلہ رکھتا ہے، اس میں نہ بجلی ہے، نہ گیس ہے، نہ water supply ہے۔ سڑک تو ویسے ہی نہیں ہے، نہ امن ہے۔ تو پھر پورے بلوچستان کا جو آدھا پاکستان ہے اس کا کیا حال ہو گا۔

تو یہ بڑے سنجیدہ مسائل ہیں جن کا ہم ذکر کرتے ہیں، کوئی جذبات سے ہٹ کر جو حقائق ہیں۔ اب وہ وزیراعظم صاحب فرماتے ہیں کہ ہم 4 بھائی ہیں، ٹھیک ہے۔ جی، 4 بھائی ہیں۔ تو پنجاب بڑا بھائی ہے۔ تو پنجاب پھر بڑے بھائی ہونے کا ثبوت بھی دے نہ کہ صرف موٹروے اور ترقیاتی کام پنجاب میں ہوں۔ آپ خیبر پختونخوا میں داخل ہو جائیں تو ایک آدھ جگہ کے علاوہ بدامنی ہے، border تک۔ بلوچستان میں تو کہیں آپ کو موٹروے نہیں ملے گا اور سندھ کا بھی یہ حال ہے جو آپ کے سامنے رکھا سکھر تک اس سے آگے موٹروے نہیں ہے۔

میں تو حیران ہوں پیپلز پارٹی پہ کہ یہ حکومت کا حصہ ہوتے ہوئے وہ بھی رو نا رو رہے ہیں۔ حکومت میں شریک ہیں، حکومت کا حصہ دار ہیں۔ تو کم از کم تمہارا کردار تو ہونا چاہیئے اور اسی طرح ہم اگر ہر طرف دیکھتے ہیں تو یقین جانیے کہ دل دکھتا ہے کچھ کر بھی نہیں سکتے کہ یہ کیا ہونے جا رہا ہے۔

ابھی آپ کا جو لک پاس کے قریب جو Custom warehouse جل گیا۔ کسٹم کے ملازمین بھی وہاں سارا کچھ، 2,3 دن تک جلتا رہا۔ یہاں زیر بحث بھی آیا۔ آپ بتائیں مجھے کوئٹہ شہر میں Train پہ حملہ ہوتا ہے اور سینکڑوں لوگ جاں بحق ہوتے ہیں۔ کہاں ہیں ہماری رٹ؟ کہاں ہے ہماری حکومت؟ یہ جو سارا پیسہ اگر ہم غریبوں پہ خرچ کرتے، اپنے سڑکوں پہ خرچ کرتے، لوگوں کو پانی دیتے، لوگوں کو خوراک دیتے۔ تو شاید لوگ کچھ مطمئن ہوتے۔

تو یہ ساری تباہی و بربادی ہو رہی ہے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔یقین جانیے ہمیں برداشت نہیں ہو رہا،دل دکھتا ہے۔لیکن کہیں تو کس کو کہیں ؟اور مجھے خدشہ ہے کہ جو بلوچستان کی جو صورتحال ہے،یقین جانیے یہاں کسی کو اس کاادراک بھی نہیں ہے۔چونکہ ہماراتو گھر ہے،ہمارا علاقہ ہے، کبھی کبھار آنا جانا بھی ہوتا ہے۔یہی خیبر پختونخوا کی صورتحال ہے۔

اب اس صورتحال میں اگر امریکہ ایران کے مذاکرات کامیاب ہوتے ہیں،افغانستان سے کامیاب ہوتے ہیں۔تو ان کے ساتھ بھی سر جوڑ کے بیٹھو، کوئی سنجیدہ مذاکرات، کوئی بامقصد مذاکرات کوئی ایساراستہ کوئی ایسا حل نکالو تاکہ پاکستان میں امن آجائے۔والسلام۔

میڈم چیئرپرسن: بہت شکریہ آپ کا thank you so much۔جناب انجم عقیل صاحب۔

جناب انجم عقیل خان: Thank you چیئرمین صاحب۔بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔۔آج تقریر تو بجٹ پہ کرنی ہے۔لیکن اس سے پہلے جو پاکستان کو عزت، پاکستان کے وزیراعظم میاں محمد شہباز شریف صاحب کی وجہ سے، فیلڈ ماشاءاللہ عاصم منیر صاحب کی انتھک کوششوں کی وجہ سے اور پھر ڈپٹی وزیراعظم اسحٰق ڈار صاحب کی وجہ سے پوری دنیا میں نصیب ہوئی ہے اور پاکستان کی image بہتر نہیں بلکہ بلند ہوا ہے۔

پاکستان جو سفارتی طور پر کسی وقت تنہا تھا، آج اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے امریکہ جیسے ملک کا صدر دن میں 4 دفعہ پاکستان کے فیلڈ مارشل کا اور پاکستان کے وزیراعظم کا نام لیتا ہے۔اور اس پر میں اپنے وزیراعظم اور فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب کو، اسحٰق ڈار صاحب کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں اور خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں، نہ صرف اپنی طرف سے اپنے پورے قوم اور پورے پاکستان کی طرف سے اس ایوان کی طرف سے کہ آج پاکستان نے ایک دوبارہ نیا جنم لیا ہے اور ان شاءاللہ اب پوری دنیا کو یہ علم ہو گیا ہے کہ پاکستان کہاں پر ہے ؟اور پاکستان کیا ہے ؟

پاکستان امن کا داعی ہے اور وہ ملک جو پاکستان کو بدنام کرنے کی کاوش میں رہتا تھا، آج اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے وہ سفارتی طور پر تنہا ہو گیا ہے۔آج وہ 10 مئی کے معرکہ حق کی شکست کے بعد آج وہ پاکستان کے خلاف مختلف proxy war کر رہے ہیں۔آج بلوچستان کی بات کی گئی، آج خیبر پختونخوا کی بات کی گئی۔آج ان کے پاس proxy war کے علاوہ کوئی ہتھیار نہیں ہے کہ پاکستان کو destabilize کریں، پاکستان کو نقصان پہنچائیں۔لیکن میں یہ کہوں گا کہ پاکستان کی فوج کی قربانیاں، ہمارے نوجوانوں اور افسر کی شہادتیں، ان کی یہ سازش کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گی۔

اور آج پاکستانی قوم اس پر فخر کرتی ہے کہ آج وہ ممالک جو ہم سے زیادہ امیر ہیں، جن کے پاس ہم سے زیادہ dollar ہیں، ہم سے زیادہ تیل ہے۔میں ان ممالک کا نام لیتا ہوں، میں عمان، قطر، سعودی عرب کی بات کروں یا میں ایران کی بات کروں۔وہاں تیل کے ذخائر تو بہت ہیں، وہاں پیسہ تو بہت ہے، لیکن ان کا دفاع مضبوط نہ ہونے کی وجہ سے آج وہ مشکلات کا شکار ہیں۔آج اس موقع پر میں اپنے لیڈر میاں محمد نواز شریف صاحب کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ان کا وہ 28 مئی کا فیصلہ، جس میں انہوں نے اربوں ڈالر reject کیے تھے، آج پوری قوم کو احساس ہو رہا ہے کہ وہ فیصلہ پاکستان کے لیے عظیم فیصلہ تھا۔اس کے بعد پاکستان کا دفاع ناقابل تسخیر بھی ہوا، اور پھر ہمیں 10 مئی کو جو فتح ملی، وہ بھی آج دنیا کے سامنے ہے۔

میں ان ساری کامیابیوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یہ ساری کامیابیاں مسلم لیگ (ن) کے وقت میں آئیں، مسلم لیگ (ن) کے حصے میں آئیں۔ چاہے ایٹمی دھماکے ہوں، چاہے 10 مئی کا دن ہو، یا آج پاکستان کو دنیا میں جو سفارتی فتح ملی ہے، یہ ساری مسلم لیگ (ن) کی قیادت اور میاں محمد نواز شریف کی مرہونِ منت ہے۔

اب میں بجٹ پر بات کرتا ہوں تو میں یہ انہیں یہ کہوں گا کہ یہ Budget جن حالات میں بنایا گیا ہے، جو کہتے ہیں کہ اس میں عوام کے لیے بہت کچھ نہیں رکھا گیا، میں انہیں یہ ضرور کہوں گا کہ جن حالات میں یہ Budget بنایا گیا ہے، آپ اِن کو بھی مد نظر رکھیں۔ آپ افغانستان کے ساتھ حالتِ جنگ میں ہیں، ہندوستان کو آپ نے 10 مئی کو شکست دی، اس کے بعد مسلسل وہ آپ کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ آپ نے جو فتح حاصل کی، اس کو قائم رکھنے کے لیے آپ نے قربانیاں دینی ہیں، اپنے دفاع کو مضبوط کرنا ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو میرے وزیر اعظم کی خواہش ہے کہ اس ملک کو دنوں میں ہم Switzerland بنا دیں، ہم اس کو UAE اور Dubai بنا دیں، لیکن اس کے لیے ملک کے اندر استحکام چاہیئے۔ اور پاکستان کو آج اللہ تعالیٰ نے جو ترقی اور سفارتی طور پر فتح دی ہے، اس کو ہم نے قائم رکھنا ہے اور اُس کو قائم رکھنے کے لیے پوری قوم قربانیاں دے گی۔ انشاء اللہ یہ وقت دور نہیں ہے، یہ مشکل Budget ہے آپ اگلے سال دیکھیں گے، اس سے ہزار گنا بہتر Budget آئے گا ان شاءاللہ۔

اس بجٹ میں بھی نوجوانوں، ملازموں، صنعتکاروں، خواتین اور کم آمدنی والے طبقات کے لیے relief اور ترقی کے مواقع موجود ہیں۔ یہ ایک نئی بنیاد ہے، پاکستان کو مستحکم اور مضبوط کرنے کی بنیاد ہے اور ان شاءاللہ یہ پاکستان کو آگے لے کر جائے گی۔ میں اس Budget کی تیاری میں اپنے وفاقی وزیر احسن اقبال صاحب، وزیر خزانہ صاحب اور پھر وزیر اعظم پاکستان شہباز شریف صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ان مشکل حالات کے باوجود پاکستان کی عوام کے لیے بہت کچھ رکھا ہے۔ لیکن اس سے ایک کام لینا ہے۔

میری چند تجاویز ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میرا وزیر اعظم دن رات اپنی عوام کے لیے کام کرتا ہے لیکن تھوڑا سا ground level پر implementation تھوڑی سست ہے۔ اس میں عوامی نمائندوں کو شامل کیا جائے۔ جب ہم Budget تیار کرتے ہیں تو ہمیں ان لوگوں کو، کسانوں کو شامل کرنا چاہیئے۔ آئیں، مشورہ دیں کہ Budget میں آپ کے لیے کیا رکھیں۔ زمینداروں کو بلائیں کہ آئیں اس Budget میں آپ کے لیے کیا رکھیں۔ صرف یہ نہیں کہ اپنی مشکلات کو بتائیں، یہ مشکلات ہیں کیسے آپ کو ہم اس میں maximum relief دے سکتے ہیں۔ صنعتکاروں کو بلائیں، یہ Ministries کا کام ہے کہ اُن لوگوں کو بلا کر اُن سے مشاورت کریں تاکہ جب Budget پیش ہو تو جو stake-holders ہیں ان کو پتہ ہو کہ ہمیں اعتماد میں لیا گیا ہے۔

میں آخر میں، میں اپنے حلقے کی بات کروں گا۔ میرے حلقہ زیادہ تر اسلام آباد کے sectors ہیں، اور اکثر لوگ جانتے ہیں کہ یہاں پر CDA اور FGEHA نے یہ سارا development کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ لیکن FGEHA میں تو میں اپنے وفاقی وزیر جناب ریاض پیرزادہ صاحب کو مبارک باد پیش کروں گا کہ انہوں نے بار بار تقریروں کے باوجود، آج الحمدللہ وہاں کام شروع ہو گیا ہے۔ میں سیکرٹری ہاؤسنگ احمد محمود

صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے آکر دوبارہ اس محکمے میں جان ڈالی ہے۔آج F-14 اور F-15 میں ہزاروں سرکاری ملازمین کے، میرا خیال ہے دہائیوں سے plots پڑے ہوئے تھے، development نہیں ہو رہی تھی۔ تو آج وہ بھی خوش ہیں اور ہم متاثرین بھی خوش ہیں کہ ہمیں ہمارا حق مل رہا ہے۔

میڈم چیئرپرسن: بہت شکریہ۔Please صرف ایک منٹ، بس پھر wind up کر دیں۔انجم عقیل صاحب آپ کا point آگیا۔

جناب انجم عقیل خان: ایک منٹ۔ میں CDA کی بات کرتا ہوں۔

میڈم چیئرپرسن: آپ کی بات آگئی، انجم صاحب بہت شکریہ، بس یہ last 30 seconds ہیں، آپ بات کر لیجئے بس wind up کر لیجئے۔ last بات کر دیجئے۔

جناب انجم عقیل خان: CDA نے میرے حلقے میں بھی sectors شروع کیے ہوئے ہیں۔ سابقہ regime نے تو کچھ نہیں کیا، اب نئی regime آئی ہے، مجھے امید ہے کہ وہ کام کریں گے، لیکن ابھی میں ان پر شکوہ نہیں کر رہا ہوں۔

میڈم چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ جناب محمد اسلم گھمن صاحب۔

جناب محمد اسلم گھمن: نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ میڈم چیئرپرسن! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا ہے۔ میں زیادہ تر بات بجٹ پر کروں گا۔IMF کا قید و بند میں جکڑا ہوا بجٹ جو صرف ایک figures کا گورکھ دھندہ ہے اس کو پڑھ کر سنانے پر فنانس منسٹر کا شکریہ۔

بجٹ 2026-27 کا اگر غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے تو میں یہ کہوں گا دعوؤں، منصوبوں اور خشک نعرے سے بھرپور ہے لیکن مہنگائی، بے روزگاری اور غربت کے بوجھ تلے دبے عوام کیلئے کوئی ریلیف نہیں دیا گیا۔ میں سب سے پہلے مزدور کی بات کروں گا، ایک عام آدمی کی بات کروں گا۔ ایک غریب آدمی نے کم از کم صبح ایک کلو دودھ بچوں کیلئے یا چائے بنانے کیلئے لینا ہے تو وہ دو سو روپے سے لے کر 250 روپے تک ہے، اس کو آپ 30 دن سے multiply کریں، سات یا ساڑھے سات ہزار بنتے ہیں۔ اُس کے بعد اُس نے سات یا ساڑھے سات ہزار بجلی کا بل دینا ہے۔ اس کے بعد اُس نے بچوں کو سکول بھیجنا ہے، اپنے روزمرہ کی چیزیں کھانی ہیں۔ مجھے یہ بتائیں یہاں غربت کی لائن 8500 روپے رکھی گئی ہے۔8600 والے غریب نہیں ہیں جبکہ جو انٹرنیشنل تجزیہ ہے اس کے مطابق ہماری 44 فیصد آبادی غربت کی لائن سے نیچے ہے۔ اب بتائیں، یہ کیسے غریب نواز ہیں، یہ غریب کے قتل کے مترادف ہیں۔ اس کے بعد ہر حکومت نے نوجوانوں کی بات کی ہے۔ ہمارے نوجوان آنیوالی نسلوں کا سرمایہ ہیں۔ مجھے بتائیں یہ بار بار کہتے ہیں کہ سرمایہ ہیں، آپ سیکھو اور کمال کرو ترقی کا راستہ یہی ہے لیکن یہ Finance Bill سکھا رہا ہے، سیکھو، ملک چھوڑ اور ہجرت کر جاؤ، کیونکہ جو لوگ یہاں رہ کر اس ملک کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں ان کیلئے اس میں کچھ نہیں ہے۔

وزارت IT نے Digital Pakistan کے لیے 71.8 ارب روپے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس بل میں انہیں 20 ارب تھما دیے گئے ہیں جو چوتھائی حصہ ہے۔ وزارت خزانہ نے Digital معیشت کی طرف جانے کے لیے کشادہ ہائی وے مانگی تھی۔ ان کو فٹ پاتھ دے دیا گیا ہے ایک پگ ڈنڈی دے دی گئی ہے چلنے کے لیے اور پھر اس پر چلنے لیے جوتوں پر ٹیکس بھی لگا دیا۔ ایک جملے کا نچوڑ، ہم پاکستان کے نوجوانوں کو اپنا سب سے بڑا اثاثہ قرار دیتے ہیں۔ اس بجٹ میں اتنی قلیل رقم رکھتے ہیں جیسے وہ ہماری کوئی معمولی ضرورت ہو۔ ہمارا IT Sector کسی بھی حکومت میں سرپرستی کے بغیر اربوں ڈالرز کما رہا ہے۔ سوچیں اگر حکومت اس کی سرپرستی کرے وہ کتنا زرمبادہ کما سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارا یہ freelancer اس معیشت کو اپنے کندوں پر اٹھا رہا ہے۔ بجلی کی تحویل بندش، انٹرنیٹ کی کٹوتی اور ایک ایسا بجٹ جو ان کو بھول گیا ہے ان کا بھی کوئی وجود ہے ہم ان سے کوئی خیرات نہیں مانگ رہے ہیں۔ یہ جوان نسل کی میں بات کر رہا ہوں یہ ان کا مطالبہ ہے، وہ اڑان بھرنے کے لیے ایک رن وے مانگ رہے ہیں لیکن ہم نے ان کے برعکس ان کے رستے میں ایک دیوار کھڑی کر دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت پر فرد جرم عائد ہونا چاہیے کہ تعلیم پر 1 فیصد سے بھی کم 0.8 رکھا گیا ہے جو پاکستان کی GDP کا محض 0.8 فیصد بنتا ہے جو دنیا کی کم ترین شرح میں سے ہے جس کا عالمی معیار 4 سے 6 فیصد ہے۔ ہم اپنے بچوں کے ذہنوں اور ان کے مستقبل کے لیے 100 میں سے ایک روپے سے بھی کم خرچ کر رہے ہیں اور پھر ہم اس وقت حیران ہونے کا ڈرامہ کر رہے ہیں کہ جب دنیا کی تیز ترین معیشت ہمیں میلوں پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ نہیں یہ تو سیدھا سادا ہتھیار ڈالنے کے مترادف ہے۔ میں اب آؤں گا۔ آج Artificial Intelligence کا دور ہے۔ دنیا تیزی سے Artificial Intelligence کی طرف دوڑ رہی ہے۔ ڈاکٹر عطاالرحمٰن نے آج سے چار سال پہلے کہا تھا کہ اس حکومت کو اس پر serious ہو کر کیونکہ آنے والا وقت Artificial Intelligence کا ہے، دنیا data centers تعمیر کر رہی ہے اور ہماری حکومت آج بھی تیز رفتار انٹرنیٹ کی فراہمی پر بحث کر رہی ہے۔ اسی House میں کتنی دفعہ بات ہوئی ہے کہ ہمارا انٹرنیٹ نہیں چلتا۔ دنیا کہاں پہنچ گئی ہے۔ آپ نوجوانوں کو فاقہ کشی پر مجبور کر کے کبھی AI کی دوڑ میں نہیں جیت سکتے۔ اس حکومت کا کڑا احساب ہونا چاہیے۔ اس حکومت کو ہر چیز کے لیے پیسہ مل گیا۔ حال کا تحفظ فراہم کرنا ہے جو دو پارٹیوں کے درمیان مک مکا ہوا ہوا ہے۔ آپ مجھے اپنا بجٹ دکھائیں میں آپ کو بنا کر دیتا ہوں۔ یہ بجٹ نوجوانوں کو اپنے الفاظ سے بتا رہا ہے کہ تمہارے خواب اور تمہاری امنگوں کو کوئی ترجیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں مخالفت برائے مخالفت نہیں کروں گا۔ 24 کروڑ عوام کے لیے کھڑا ہوں، digital مستقبل کے لیے 20 ارب روپے رکھا گیا ہے۔ یہ بھونڈا مذاق ہے۔ وزارت IT کے funds بحال کیے جائیں۔ تعلیم کا بجٹ 2 فیصد سے بڑھا کر 4 فیصد کر دیں۔ جو ملک اپنے روشن ترین ذہنوں پر سرمایہ کاری کرنے سے انکار کرتا ہے تو پھر اس کے بھیانک نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔

ابھی میں آؤں گا جو ہمارے پنجاب میں کسانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ جو ہماری زراعت کے ساتھ ہو رہا ہے جو ہمارے رزق کے ساتھ ہو رہا ہے۔ کیا ترجیح ہے؟ کسان کے آلو تو جانوروں نے کھانا چھوڑ دیا ہے ان کے پیٹ بھر گئے ہیں۔ 20 روپے کلو میں رل رہے ہیں۔ مکئی 2000 میں بک رہی

ہے۔ گندم کا جو پچھلے تین سال میں حال ہوا ہے اور جو چاولوں کا حال ہوا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ صدر، پنجاب کسان، کی بات سن رہا تھا وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعونَ کہہ رہا تھا کہ ہم کسانوں کے جنازے اٹھائیں گے۔ یہ حالت ہے لیکن ہم نے ان کو بھی کچھ نہیں دیا۔ دیکھیں کپاس ہوتی تھی جس سے ہمارے کارخانے چلتے تھے فیصل آباد، جو ہمارا مانچسٹر ہوتا تھا وہ آج کہاں کھڑا ہے۔ عمران خان کے دور میں جب کرونا تھا اس وقت یقین کریں وہاں labour نہیں مل رہی تھی سارے کارخانے چل رہے تھے۔ آج کیا ہے جو یہ دعوے کر رہے ہیں۔ اس کے بعد بجلی پر آ جائیں۔ لاکھوں لوگ پنجاب میں واپڈا کے نام پر رو رہے ہیں۔ تھوڑی سی آندھی چلتی ہے بجلی غائب۔ ابھی صحت کے حوالے سے دیکھیں۔ کہتے ہیں Health is wealth کہاں wealth ہے۔ غریب کو under nutrition کر دیا ہے۔ اس کا بجٹ 0.8 فیصد ہے۔

اس کے بعد agricultural growth wealth ہوتی ہے پورے area کو امیر کر دیتی ہے۔ ہم نے اس کا کیا حشر کر دیا ہے۔ کسان کو اس کی قیمت نہیں ملتی۔ تو یہ خدارا کس طرح کہہ رہے ہیں کہ یہ عوام کا بجٹ ہے۔ ہاں مراعات والوں کا بجٹ ہے۔ کیا کوئی وزارتیں کم ہوئی ہیں۔ جو 55 وزیر ہیں ان کی luxury کم ہوئی ہے۔ کیا ان کے پیچھے چلنے والے ڈالے بند ہو گئے ہیں۔ پیٹرول کا بوجھ کس پر ڈال دیا ہے غریب آدمی پر۔ ابھی میں اپنے علاقے پر دو سے تین منٹ لوں گا۔ مجھے بتائیں کہ بھیک مانگنے والے کی کوئی عزت ہوتی ہے۔ ہم نے 97 ہزار ارب روپے قرضہ دینا ہے۔ میرے اس مادر وطن کو میری ماں کو انہوں نے بھکاری بنا دیا ہے۔ خدارا 18trillion سے 8 trillion قرضہ دینا ہے۔ بھیک مانگنے والوں کی عزت ہوتی ہے۔ کیا سپیکر صاحبہ آپ اور میں چوراہے میں کھڑے ہو کر بھیک مانگنے کی جسارت کریں گے۔ ہماری غیرت اجازت دے گی۔ لیکن ہم لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اس کے بعد آیئے۔

میڈم چیئرپرسن: میں نے کہا کہ آپ کا یہ آخری منٹ چل رہا ہے۔ Wind up کریں۔

جناب محمد اسلم گھمن: مجھے ذرا ٹائم دیں ہم اس لیے بیٹھتے ہیں سال کے بعد موقع ملتا ہے۔ ہم نے پچھلے سال 9 مئی کو اللہ نے ہماری بڑی عزت رکھی۔ 7 سے 11 مئی کو پاک افواج نے بلکہ تینوں افواج پاکستان نے دنیا میں اپنا لوہا منوایا۔ انڈیا کو شکست دی۔ میں تینوں افواج کے سربراہان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ آج بھی جو انہوں نے امریکہ اور ایران کا معاہدہ کرایا ہے۔ اللہ کرے یہ پایۂ تکمیل تک پہنچے۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اپنے گھر میں امن پیدا کرنا چاہیئے۔ باہر تو ہم صلح کراتے ہیں۔ خان کا کیا قصور ہے؟ خان کا قصور یہ تھا کہ اس نے اقوام متحدہ میں بین الاقوامی برادری کو بتا دیا تھا کہ میرا ایک لیڈر ہے اور اس کا نام حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمَ النَّبِیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصحٰبِہٖ وَسَلَّم ہے۔ انہوں نے حرمت رسول کا Act بنوایا۔

خدارا اس ملک میں بھی امن پیدا کریں۔ دنیا میں آپ کا مقام بڑھے گا۔ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اپنے گھر میں stability لائیں۔ اگر سیاسی اور معاشی stability ہو گی، سیاسی stability تو ان شاءاللہ یہ ملک آگے بڑھے گا۔ میں اپنے علاقے کے دو تین points پر بات کروں گا۔ میرے حلقے میں 2021 میں ایک یونیورسٹی کا افتتاح ہوا تھا Applied Engineering and Emerging Technology یہ یونیورسٹی 2023 میں مکمل ہونی تھی۔ یہ جو حکومت تعلیمی قاتل ہے، مزدور کی قاتل ہے، اس یونیورسٹی کے لیے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا۔ چائنہ کمپنی

آدھی بلڈنگ کھڑی کر کے پیسوں کا انتظار کر رہی ہے۔ اس یونیورسٹی نے وہاں کی انڈسٹری کو ہنر مند لوگ دینے تھے۔ سیالکوٹ کا چیمبر آف کامرس 4 ارب روپے زرمبادلہ کماتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا fixed tax کریں، ہم آپ کو دیتے ہیں۔ پہلے ایک فیصد تھا۔ اسی حکومت نے پہلے دور میں کیا تھا وہ بحال کیا جائے۔ اور اس یونیورسٹی کے funds بحال کیے جائیں۔

سمبڑیال سے کھاریاں موٹروے بننی تھی، جو 2023 میں مکمل ہونی تھی اور وہ بھی ابھی تک شروع نہیں ہوئی۔

تیسرا، وہاں سب سے بڑا مسئلہ بجلی کا ہے۔ ہمارے گاؤں میں بجلی کا مسئلہ ہے، transformer under capacity ہے۔ میں وزیر خزانہ اور وزیر پاور سے درخواست کروں گا کہ خدارا واپڈا ہاتھی کو ہم اٹھہتر سال سے نہ سنبھال سکے۔ لوگوں کو نظر آئے کہ کچھ ہو رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ نوکریاں دیں گے۔ میرا طارق بڑا پیارا بھائی ہے۔ اس بجٹ میں سوائے elite class کو خوش کرنے کے لیے اور اپنی مراعات۔۔۔

میڈم چیئرپرسن: شکریہ۔ شیخ آفتاب احمد صاحب۔

جناب محمد اسلم گھمن: جب تک اس ملک کا غریب نہیں اٹھے گا، جب تک کسان کو اپنی پیداوار پوری نہیں ملے گا، اس کو حق نہیں ملے گا اور اس کو price نہیں ملے گی، یہ ملک آگے نہیں جا سکتا۔

اٹھو میرے کسانوں کو جگا دو

کاخ امراء کے درودیوار ہلادو

بہت شکریہ۔

(اس موقع پر میڈم چیئرپرسن نے کرسی صدارت خالی فرمائی اور جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ آفتاب صاحب۔

شیخ آفتاب احمد: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے وقت دیا۔ سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور شکرادا کرتا ہوں کہ آج کے دن پوری دنیا میں پاکستان کی ایک عظمت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہت عظیم کام پاکستان سے لینا تھا اور وہ یہ تھا کہ امریکہ اور ایران کی جنگ کو رکوانے میں ہمارے قائدین نے ایک بہت اہم کردار ادا کیا۔

جناب سپیکر! اگر خدانخواستہ اس جنگ کے شعلے بڑھ جاتے تو پوری دنیا اس کی لپیٹ میں آجانی تھی، کیونکہ آج کل atomic دور ہے اور خاص طور پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس نہج پر ایران، امریکہ اور اسرائیل آپس میں اُلجھ پڑے تھے، اگر خدانخواستہ یہ جنگ نہ رکتی تو آج پوری دنیا کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہوتی۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد نواز شریف صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کیونکہ انہی کی guideline پر یہ پارٹی چلتی ہے، اس کے بعد Prime Minister of Pakistan کا، Deputy Prime Minister of Pakistan کا اور خاص طور پر Field Marshal عاصم منیر صاحب کا اور اس کے بعد اپنے Interior Minister کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس جنگ کو رکوانے میں بڑا

اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے دیکھا کہ ہمارے قائدین دورے کرتے رہے ایران کے اور پھر Field Marshal Sahib کو امریکہ بھی جانا پڑا اور اس طرح سے ان کی مسلسل کوششوں سے یہ جنگ رُک گئی اور آج پاکستان دنیا میں ایک بہت بڑے ملک کی طرح اُبھرا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ان شاءاللہ اب حالات بدلیں گے۔ انڈیا کے ساتھ بھی جنگ میں ہماری جیت ہوئی۔ ان شاءاللہ اب اگلی جنگ ہم معیشت کی لڑنے جا رہے ہیں اور معاشیات کی دنیا میں بھی ہم بہت جلد ایک ترقی یافتہ ملک بننے جا رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ کرے بہت جلد ہمیں وہ دن دیکھنا پڑے کہ اس ملک کا غریب دو وقت کی عزت کی روٹی کھا سکے، اس ملک کا مریض اپنا علاج کروا سکے اور اس ملک کا کسان اپنی ضروریات کو پورا کر سکے۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب یہ ملک معاشی طور پر مضبوط ہو جائے گا اور انشاءاللہ ہو گا۔

جناب سپیکر! ابھی بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ یہ تو ایک گورکھ دھندا ہے کہ کہاں سے پیسہ لینا ہے اور کہاں پر خرچ کرنا ہے۔ اگر غور سے اس بجٹ کو پڑھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑا متوازن بجٹ ہے، اس لیے کہ ملکی حالات کی وجہ سے ہماری معیشت زیادہ بہتر نہیں ہے۔ ہمارے خزانے میں اتنا پیسہ نہیں ہے کہ ہر مکتبۂ فکر کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے، لیکن اس کے باوجود بھی کوشش کی گئی ہے کہ جتنے بھی sectors ہیں، کسان، مزدور، تاجر اور students ہیں، ان سب کے لیے اتنا کر دیا جائے کہ وہ اپنے معاملات کو چلا سکیں۔ اگرچہ یہ بہت کم ہے۔ اگر ہم سارے بجٹ کو غور سے دیکھیں تو یہ کسان کی ضروریات کو بھی پورا نہیں کرتا۔ آج ہمارا کسان بیچارہ ایک پریشانی کے عالم میں ہے۔ نہ وہ diesel خریدنے کی position میں ہے، نہ وہ کھاد خریدنے کی position میں ہے اور جب وہ اپنی product منڈی میں لے کر جاتا ہے تو وہاں خریدار موجود نہیں۔ Export totally بند ہو چکی ہے، کیونکہ جس طرح سے پہلے یہاں بھی ذکر کیا گیا کہ خاص طور پر ہمارے آم زیادہ export ہوتے تھے، امریکہ میں بھی جاتے تھے اور ملکوں میں بھی جاتے تھے، لیکن وہ بھی نہیں جا رہے کیونکہ راستے بند تھے۔ اس طرح سے بہت سی اور مشکلات ہیں۔ آلو کی فصل کو آپ دیکھیں تو وہ بکنے کا نام نہیں لیتی، بلکہ آلو گائے اور بھینسوں کو کھلاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی کافی زیادہ نقصان ہو چکا ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا ملک جو ہے، وہ ابھی بہت پیچھے ہے۔ اب ہمیں اپنی economy کی جنگ لڑنی ہو گی۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے انڈیا کے مقابلے میں پاکستان کو فتح دی اور ایران اور امریکہ کے جھگڑے میں پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے عزت سے نوازا۔ مجھے اللہ پہ یقین ہے کہ اس ملک کے غریبوں کی، اس ملک کے کسانوں کی، اس ملک کے مزدوروں کی دعا ضرور سنے گا اور یہ جتنے طبقات ہیں، ان شاءاللہ سب کو relief ملتا چلا جائے گا۔

جناب سپیکر! ملازمین کی تنخواہ میں سات فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ میری اپنی سوچ کے مطابق یہ کم ہے، اور زیادہ نہیں تو کم از کم دس فیصد تنخواہ ضرور بڑھنی چاہیئے، کیونکہ ملازم پیشہ لوگوں کا انحصار تنخواہ ہی پر ہوتا ہے۔ جو مہنگائی کا عالم ہے اور خاص طور پر جو diesel اور petrol کی قیمتیں ہیں، اس میں ایک عام سرکاری ملازم گزارہ نہیں کر سکتا۔ ایک litre petrol اگر وہ motorcycle میں بھی ڈالتا ہے تو اس کا دو سو روپے وہیں پر چلا جاتا ہے۔ اس لیے میری یہ ایک recommendation ہے parliamentarian کی حیثیت سے کہ ان کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے۔

یہاں پر جتنے بھی ہمارے ملازمین اسمبلی میں کام کرتے ہیں،ان کو پانچ bonuses ہمیشہ دیے جاتے تھے۔ ابھی چونکہ منسٹر صاحب نے اعلان تو نہیں کیا، لیکن میرا خیال ہے اور میں نے ان سے request بھی کی ہے کہ جب ان کی final speech ہو گی اور وہ wind up کر رہے ہوں گے تو مجھے یقین ہے کہ وہ اسمبلی کے ملازمین کو پانچ bonuses انشاءاللہ ضرور دیں گے۔

جناب سپیکر! جس طرح پاکستان، شہباز شریف صاحب کو ملا تو یہ default کرنے کے قریب تھا اور ہر طرف سے یہ آوازیں آ رہی تھیں کہ آج پاکستان default کر جائے گا، کل پاکستان default کر جائے گا، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شہباز شریف صاحب کی نیک نیتی، ان کی محنت، اور ان کے رفقائے کار کی محنت کی وجہ سے پاکستان نہ صرف default سے بچ گیا، بلکہ پاکستان بہتری کی طرف چلا گیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پاکستان اپنے target achieve کر چکا ہے۔ Target achieve کرنے میں تو اب بھی بڑا وقت لگے گا اور بڑی محنت کی ضرورت ہے، لیکن انشاء اللہ چونکہ international حالات پاکستان کی favour میں جا رہے ہیں، تو مجھے یقین ہے کہ وہ وقت بھی قریب ہے کہ پاکستان کے جتنے بھی targets ہیں انہیں ہم achieve کرنے میں کامیاب ہوں گے خواہ وہ student کے ہوں، سرکاری ملازمین کے ہوں کسان کے ہوں مزدور کے ہوں۔ جناب سپیکر! جس وقت صبح کے ٹائم پر آپ چوکوں میں جائیں اور یہ مزدور وہاں پر انتظار میں ہوتے ہیں کہ کوئی ہمیں مزدوری کرنے کے لیے لے جائے اور کوئی شام تک وہ بیٹھتے ہیں جب کوئی نہیں آتا تو وہ اس حالت میں گھر جاتے ہوں گے جس گھر میں پھر دو وقت کھانے کی روٹی بھی نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی سخت ضرورت ہے کہ ملک میں industry چلے کیونکہ روزگار سرکاری اداروں میں کتنا ہوتا ہے وہ تو ایک محدود ہوتا ہے لامحدود جو ملازمتیں ہیں وہ تو industries میں ہیں۔ اب industry ہماری بند پڑی ہے۔ اب industry کو چلنا چاہیئے۔ industry چلے گی تو مزدور کا پہیہ بھی چلے گا، مزدور کو مزدوری بھی ملے گی۔

اگر کسان خوشحال ہو گا، تو میں سمجھتا ہوں کہ کسان جو ہے وہ ملک کے اندر ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ کسان خوشحال ہو اور وہ اپنے target achieve کرے اور وہ جو product اگائے اس کو اس کا بہتر معاوضہ ملے۔ پاکستان میں بڑے گھمبیر مسائل ہیں جنہیں میں سمجھتا ہوں کہ بڑی تیزی کے ساتھ حل کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن چونکہ مالی وسائل ہمارے اتنے زیادہ نہیں ہیں جتنے ہمارے مسائل ہیں اس لیے وہ target ہم achieve نہیں کر سکے۔ مجھے یقین ہے کہ اب ان شاءاللہ یہ target بھی ہم achieve کریں گے کیونکہ پاکستان اب دنیا کے اندر ایک مقام حاصل کرتا جا رہا ہے اور مقام حاصل کر چکا ہے اور مزید ان شاءاللہ کرے گا۔

جناب سپیکر! یہ بڑی خوشی ہوتی کہ یہ جو انیس تاریخ کا یہ function ہے یہ اگر پاکستان میں ہوتا اسلام آباد میں ہوتا کیونکہ اس کے پیچھے تمام کے تمام efforts جو ہیں وہ ہمارے قائدین کی ہیں تو ہمیں زیادہ خوشی ہوتی اس قوم کو خوشی ہوتی لیکن جس طرح سے وزیراعظم صاحب نے کہا کہ جنیوا میں بھی host ہم ہی ہیں تو چلیں ٹھیک ہے۔ لیکن بہر حال زیادہ خوشی تب ہوتی کہ اگر یہ اسلام آباد کے اندر ہوتا۔

آخر میں یہی کہوں گا کہ مجھے خوشی ہے کہ جس طرح سے سپیکر صاحب اور آپ اس House کو چلا رہے ہیں یہ ایک بہتر انداز ہے۔ آپ کے جو طریقہ کار ہیں میں ان کو welcome اور appreciate کرتا ہوں۔ آخری بات یہی ہے جناب سپیکر کہ اللہ کے حضور دعا ہے کہ اللہ پاکستان کو ایک ترقی یافتہ خوشحال پاکستان بنائے اور پاکستان کے اندر پچیس کروڑ عوام بسنے والے لوگوں کو وہ آسائشیں ملیں وہ زندگی ملے کیونکہ انسان دنیا میں ایک ہی دفعہ پھر نہیں آنا تو میری سب کے لیے دعا ہے کہ اللہ سب کو خوشحال رکھے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، فتح اللہ خان صاحب۔

جناب فتح اللہ خان: شکریہ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے پاکستان کی سولہویں اسمبلی کے تیسرے بجٹ میں مجھے موقع فراہم کیا۔ آج کا بجٹ یہ unique قسم کا بجٹ ہے اور بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس میں کئی دہائیوں سے ہمارے ملکی دفاع کے لیے کبھی فنڈ کو زیادہ نہیں کیا گیا۔ خاص کر اس بجٹ میں میں خراجِ تحسین پیش کروں گا وزیر اعظم پاکستان کو اور اس موجودہ اسمبلی کو کہ اس دفعہ تمام اپنی جماعتوں کے لوگوں نے مل کر قومی دفاع کی خاطر جو فنڈ ہیں ان کو زیادہ رکھا گیا۔ اس میں میں اس government کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ ہمارے دشمن ممالک ہمیشہ پاکستان کو ختم کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔ اور ہمارا دس مئی کا جو معرکہ تھا جو India نے پہلگام کو بہانہ بنا کر ہمارے ملک پر حملہ کیا تو اس میں میں اپنی پاک افواج کے تمام Chiefs, Chief of Air Staff and Chief of Naval Staff اور ہمارے Field Marshal سید عاصم منیر صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ جن کی حکمت عملی سے دس مئی کی جو بھارت کی شدت تھی اس کو جس طریقے سے ان کا آپریشن سندور، جو انہوں نے ایک mission رکھا تھا، اس کو تندور بنایا اور پوری دنیا میں پاکستان کا نام روشن کیا۔

آج اس حوالے سے میں سید عاصم منیر صاحب کا، میں وزیر اعظم پاکستان کا اور ان کی پوری team کا مشکور ہوں کیونکہ ہمارے سر پر آنے والے دنوں میں یہ جنگ عظیم کے بادل منڈلا رہے تھے اور اس حکمت عملی سے، صبر سے، تمام اپنی قومی جماعتوں کو، اپنے رفقاء کو، اپنے تمام سرکاری اہلکاروں کو ساتھ لے کر یہ جو اقدام کیا ہے، جو آج پورے پاکستان کا اگر آپ Facebook کھولیں یا X (twitter) کھولیں تو اس میں پاکستان کو خراجِ تحسین پیش کیا جا رہا ہے کہ پوری دنیا کے امن میں جو پاکستان کا کردار رہا ہے۔ میں پوری قوم کو آج اس پاکستان کی کامیابی پر، ہر بچے، بوڑھے کو، تمام بہنوں کو، ماؤں کو، میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ پاکستان کی یہ فتح پورے عالمِ اسلام کی فتح ہے۔

سر! اس بجٹ میں، میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ ایک طرف تو دفاعی صورت میں بہت اہمیت کا حامل ہے لیکن جہاں پر ہمارے علاقے کی بات آتی ہے، میں نے اس ایوان میں کئی بار اپنے اس ایوان کے اس تمام بیٹھے ہوئے بھائیوں کو، حکومت سے کئی بار اپیل کر چکا ہوں کہ میرا علاقہ بہت پسماندہ علاقہ ہے۔ وہاں پر مجھے سرائیکی بیلٹ کے لوگوں نے اور پشتونوں نے دونوں نے مل کر یہاں پر اسمبلی میں بھیجا کہ میں ان کی تمام جو مشکلات ہیں ان کا تحفظ کر سکوں۔ میں جناب سپیکر ایک شعر پڑھوں گا سرائیکی کا، اس کو تھوڑا سا متوجہ ہو کر سنیں:

(سرائیکی اشعار)

میں ابھی اپنے علاقے کے جو مسائل ہیں، خاص کر میں نے کئی بار یہاں پر اسمبلی میں اپنے 2022 کے سیلاب زدگان کے لیے آواز اٹھائی اور میرے سوالوں کا جواب تین دفعہ NDMA نے دیا اور انہوں نے اپنے جواب میں مانا کہ چالیس لوگ جو فوت ہوئے ان کو پیسے دے دیے اور 38 ہزار گھر تباہ ہوئے ہیں۔ لیکن میں آج اس فورم سے اپنی حکومت سے اپیل کروں گا اور وزیر اعظم صاحب کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ انہوں نے مولانا فضل الرحمٰن صاحب، ہمارے قابلِ احترام international leader ہیں، ان کے ساتھ ڈی آئی خان میں تین بار وہاں پر جا کر اعلان کیا اور لوگوں کے bank accounts کھلوائے گئے کہ چار لاکھ ساٹھ ہزار ان افراد کو دیا جائے گا جن کے گھر مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔

لیکن میں آج اس House کی وساطت سے دوبارہ اس بات پہ آتا ہوں کہ وہاں پر اس flood سے تمام roads and infrastructure اور 83 ہزار ایکڑ زمین برباد ہوئی، 38 ہزار گھروں کی inquiry کی جائے کہ ڈی آئی خان میں لوگوں نے accounts کھلوائے اور لوگ آج تک منتظر ہیں اور پچھلے اجلاس میں میں نے یہ کہا تھا کہ شاید ان غریبوں کی آپ کو آہ لگ جائے تو خدا نہ کرے پنجاب ہمارا بھائی ہے، لیکن وہ آہ اس وقت لگی جب پنجاب میں flood آ گیا، لیکن پنجاب کے لوگ بھی سلامت رہیں، ان کو تمام relief ملا اور اسی طرح گلگت ہمارے اپنے پاکستان کا حصہ ہے، جب وہاں پہ flood آیا ان کو بھی تمام relief ملا۔

اور اسی طرح ڈیرہ اسماعیل خان اور سندھ میں 2022 کو جو سیلاب آیا تھا، میں اپنے جوان لیڈر بلاول بھٹو صاحب کو بھی خراجِ تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے اپنے سندھ کے لوگوں کے لیے اسی حکومت سے وہی سیلاب زدگان کو اپنے پیسے دلوائے۔ لیکن میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا ڈیرہ اسماعیل خان اس پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ اس کی ایک inquiry ہو کہ وہ پیسہ گیا کہاں ہے؟ تو میں اس بار آپ کو CRBC کے حوالے سے بتاؤں گا۔ ہم شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے مشکور ہیں، جنہوں نے ہمارے ڈیرہ اسماعیل خان کو CRBC کا وہ تحفہ دیا جس سے آج ہمارا ڈی آئی خان خوشحال ہے، لیکن اس سیلاب کے دوران جو CRBC اربوں روپے کی بنی ہوئی ہے۔ اس کی حالت آج 3800 کیوسک پانی کے بجائے وہ 500 کیوسک پانی نہیں گزار سکتی۔ ہمارا ہمسایہ پنجاب، تونسہ، ڈیرہ غازی خان بھی اس پانی سے محروم ہے۔ تو اس حکومت، یہ جو ایوانوں میں بیٹھے ہیں، یہ عقل کے اندھے، ان کو اتنی نہیں سمجھ کہ ایک منصوبہ جو اربوں کھربوں سے بنا ہوا ہے، 2022 سے لے کر چار سال ہو گئے، اس کی rehabilitation کے لیے کوئی single penny نہیں رکھی گئی۔

اسی طرح جناب والا، Lift Canal میں یہاں پر بڑے لوگوں کی توجہ چاہتا ہوں۔ Lift Canal ڈیرہ اسماعیل خان کے لیے نہیں، پورے پاکستان کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ کئی دہائیوں سے اس Lift Canal کے منصوبے پر کئی وزرائے اعظم گئے، افتتاح کر کے آئے، لیکن کیوں؟ کیونکہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پورے KP میں 67% اراضی جو agriculture ہے، اور اتنی plain land ہے کہ شاید اس پر C-130 بھی اتر سکتا ہے، لیکن وہ اس Lift Canal کی وجہ سے محروم ہے۔ اور اس سال بھی Budget نہیں رکھا گیا، پچھلے سال بھی Budget نہیں تھا، تو ہم کہاں جائیں؟

میں اس لیے آپ کے سامنے یہ لایا ہوں۔ اگر میں جو اپنے چند مطالبات بتا رہا ہوں، جو حقیقت پر مبنی ہیں، اگر یہ میرے مطالبات نہ مانے گئے تو میں ان شاءاللہ تعالیٰ باہر جا کے ابھی بھوک ہڑتال بھی کروں گا۔ اس سے economy میں سبز انقلاب آئے گا، لیکن کس سے ہم پوچھیں؟

دوسرا، fund آپ کہاں خرچ کر رہے ہیں؟ کئی بار میں چیخا ہوں کہ ترقیاتی جو علاقے ہیں، وہ ترقی پذیر ہو چکے۔ خدارا، ہم سے پوچھیں کہ مجھے پانی کی ضرورت ہے، مجھے agriculture کی ضرورت ہے، مجھے صحت کی ضرورت ہے، لیکن ایوان والوں کے کان پر بالکل جوں بھی نہیں رینگتی کہ وہ کچھ سنیں۔

میں پینے کے پانی کی بات کروں گا، اور اس پر خاص کر میں بلاول بھٹو صاحب کا مشکور ہوں جس نے ہمیں اس پانی کی وجہ سے، میں کئی بار کہہ چکا ہوں کہ آج اس دور میں، میں قسم اٹھاتا ہوں، میں حلف اٹھاتا ہوں کہ گدھے، گھوڑے، جانور اور انسان اسی جوہڑوں سے پانی پی رہے ہیں، اور وہاں پر پانی کی جو صفائی، اس میں 55% سنکھیا، جس سے اموات واقع ہو رہی ہیں، لوگوں کے گردے فیل ہو رہے ہیں۔

میں بلاول بھٹو صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک ارب روپے دے کر ہمارے ان غریب لوگوں کے لیے، جن کے اس پانی کی وجہ سے گردے خراب ہوتے تھے، ہمیں Kidney Hospital دیا ہے، جس کے ہم تہہ دل سے اپنی پارٹی کے مشکور ہیں۔ اسی طرح گیس کے حوالے سے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں۔

جناب فتح اللہ خان: سر، مجھے please, میں بہت پسماندہ علاقے سے ہوں اور میں پورے KP کو اپنی پارٹی سے represent کرتا ہوں۔ سر please, شاہ صاحب، لوگوں کی میں سن رہا ہوں، لیکن مجھے سر time دے دو، تین باتیں میری رہ گئی ہیں۔

اب گیس کا ذخیرہ میرے NA-45 میں، تحصیل درازندہ میں ایسا گیس کا خزانہ نکلا ہے جو اگر پورے پاکستان کو وہ گیس supply کریں تو میرے خیال میں اس میں کمی نہیں آئے گی۔ ہم قطر کی بات کرتے ہیں، دوسرے ممالک کی بات کرتے ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ نے میرے حلقے میں وہ ذخیرہ دیا ہے جو پورے پاکستان کی گیس کی قلت کو ختم کر سکتا ہے۔

لیکن میں یہاں پر کہاں آواز اٹھاؤں؟ جو وہاں سے pipeline گزر رہی ہے، میری تحصیل درابن، میری تحصیل درازاندہ، میری تحصیل کلاچی، وہ اس گیس سے محروم ہیں۔ اس کے لیے میں نے تین خط لکھے ہیں اپنے احسن اقبال صاحب کو کہ مہربانی کریں، وہاں پر unit دیں تاکہ وہ لوگ مستفید ہوں۔ وہ دن نہ آجائے جس طرح سوئی میں بگڑے لوگ کھڑے یا دوسرے لوگ کھڑے۔ مہربانی کریں، ان لوگوں کو اپنا حق دیں۔

تو میں حکومت سے اپیل کر رہا ہوں، اپیل ہی کر سکتے ہیں، تو مہربانی کر کے ان کے لیے خصوصی ایک package دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Please wind up کریں۔

جناب فتح اللہ خان: بجلی کے حوالے سے اس نئی جدید دنیا میں ایسے شہر بھی ہیں میرے حلقے میں جہاں پر ابھی تک بجلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی package نہیں ہے۔ یہ کہاں جارہا ہے fund یہ اربوں روپے اسی طرح ترقیاتی علاقوں میں لگاتے رہیں گے؟ کیا ہم اس پاکستان کا حصہ نہیں ہیں؟

مہربانی کریں، میں بھوک ہڑتال پر جارہا ہوں۔ اگر ان پر غور نہ کیا گیا تو میں تادم بھوک ہڑتال کروں گا۔ میری FIRs کا میں نے پہلے ذکر کیا ہوا ہے۔ اسی طرح صحت کے حوالے سے، ڈیرا اسماعیل خان خان۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری بات کریں۔

جناب فتح اللہ خان: سر! نوجوانوں کی بات رہ گئی ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان تین صوبوں کے سنگم پر پڑتا ہے۔ ادھر بلوچستان ملتا ہے، ادھر آپ کا پنجاب ہے، ادھر KP کی boundary ہے۔ اور اس پر صحت کے حوالے سے لیہ، بھکر، میانوالی، بنوں، لکی، وزیرستان، ژوب، تونسہ، ڈیرہ غازی خان، تمام کا بوجھ ہے۔

میں حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک Federal کے ماتحت hospital بنایا جائے تاکہ وہاں پر ان لوگوں کو بھی وہی سہولیات ہوں جو آج ہمارے Capital میں ہیں، جو آج میرے لاہور میں ہیں، جو آج میرے پشاور میں ہیں۔ ان کا بھی حق بنتا ہے۔ پورے تینوں صوبوں کے سنگم پر ہے۔ اس کے لیے میں مشکور ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ شکریہ۔ جی ایک منٹ ہے پلیز wind up کریں۔

جناب فتح اللہ خان: بس سر تو دو پیپر ہیں چھوٹے چھوٹے ان شاءاللہ۔ سر! میں نوجوانوں کے حوالے سے اگر ہم نے اپنے دفاع کو مضبوط کرنا ہے، اپنے ملک کو مضبوط کرنا ہے۔ تو پہلے آپ کو نوجوانوں کو روزگار دینا ہوگا۔ یہاں پر آئی ٹی منسٹر صاحب کئی بار کہہ چکے ہیں کہ ہم نوجوانوں کے لیے IT programme ہے۔ مجھے یہ دکھائیں دیں ڈیرہ اسماعیل خان کا ایک بچہ جو اس سے مستفید ہو رہا ہے۔ یہ ایک طبقہ ہے جنہوں نے سارے پاکستان کو control کرر کھا ہے۔ ہمارے نوجوان اب Talibanization کی طرف جارہے ہیں۔ وہ مایوس ہیں اس ملک سے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اگر دفاع کو مضبوط کرنا ہے ان نوجوانوں نے آگے باگ ڈور سنبھالنی ہے۔ انہوں نے آ کر اس اسمبلیوں میں بیٹھنا ہے ان کے لیے توجہ دیں اور IT programme ڈیرہ اسماعیل خان میں کوئی خاص ایک ادارہ بنایا جائے۔ اب میں آؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ بس ہو گیا۔ آپ نے چار پانچ منٹ زیادہ لیے، مائیک کھولیں۔ آخری بات کریں پلیز۔

جناب فتح اللہ خان: پوری دنیا میں سر چلغوزے سپلائی ہوتے ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ آپ کے پاس تخت سلیمان ہے، آپ tourism کے لیے وہاں پر کوئی پیسے لگائیں۔ خدا کی قسم سے گورے لوگ ادھر رہیں گے اور اس پر سیر و تفریح کریں گے۔ اسی طرح سر عوام کو وہاں

پر پانی پینے کا مسئلہ نہیں ہے۔ سر، آپ ہی ان کو اپیل کریں میری اپیل کو آگے لے جائیں اور ہمیں کچھ حقوق دلوائیں۔ Thank you very much, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ honourable مولانا فضل الرحمن صاحب۔

مولانا فضل الرحمٰن: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ۔ جناب سپیکر!

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House ڈوگر صاحب، please شور نہ کریں۔ honourable Member بول رہے ہیں، آپ سنیں۔

مولانا فضل الرحمٰن: جناب سپیکر! 2026-27 کا بجٹ اپنے روایتی بندوبست کے ساتھ پیش ہو چکا ہے اور روایات کے مطابق حکومت اس بجٹ کو ایک کامیاب بجٹ قرار دے رہی ہے۔ لیکن کچھ حقائق ہیں کہ جس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اور جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ اپوزیشن کی تقریریں black out ہو رہی ہیں اور ہمارا PTV جو اسمبلی کی تقریروں کو قوم تک پہنچانے کا واحد channel ہے۔ اس میں اپوزیشن کے نقطہ نظر کو پیش نہیں کیا جا رہا۔ اور میں بار بار آپ سے عرض کر چکا ہوں کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ ایک Parliament ہے، اور جب ہم Parliament میں آتے ہیں تو ہم سب colleague ہیں اور سب کی حیثیت ایک Member Parliament کی ہے۔ پھر کیوں Opposition کی تقریریں عوام تک نہیں پہنچنے دی جا رہی؟ ہمارا نقطۂ نظر قوم تک کیوں نہیں پہنچایا جا رہا؟

میں کوئی زیادہ معاملات میں تکرار نہیں کرنا چاہوں گا۔ ہمارے بہت سے معزز اراکین نے بجٹ کے حوالے سے گفتگو کی ہے، اور شاید وہ مجھ سے اچھی گفتگو کر چکے ہیں، اس کی کمزوریوں کی نشاندہی کے حوالے سے بھی اور بہتر تجاویز کے حوالے سے بھی۔ بنیادی بات یہ ہے کہ معیشت یقیناً پاکستان کا مسئلہ ہے، اور جناب شہباز شریف صاحب جب کسی زمانے میں ہمارے ساتھ container پر ہوتے تھے تو اس وقت بڑے جوش و جذبے کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں ملکی معیشت کو 6 مہینے کے اندر ٹھیک نہ کر دوں تو پھر میرا نام شہباز شریف نہیں۔ اس طرح کہتے تھے، یہ سارے مناظر ہم نے دیکھے اور سنے ہیں۔

ہمیں اگر عمران خان سے شکوہ تھا کہ انہوں نے اپنی حکومت میں تاریخ کے سب سے بڑے قرضے لیے، آج اگر ہم ان کی پالیسیوں سے اختلاف کرتے تھے تو ہمیں اصلاحات کی طرف بڑھنا چاہیئے تھا۔ ہم نے تیسرا بجٹ پیش کر دیا، لیکن قرضے کہیں زیادہ ہیں، بیرونی قرضے ہیں، ملک کے اندر کے قرضے ہیں، اور اس وقت ہمارا ہر پاکستانی 3 لاکھ 25 ہزار روپے کا مقروض ہے، بلکہ بوجھ میں ہے۔

اس ساری صورتحال میں جب غریب آدمی اپنی صبح و شام کی نانِ جویں کے لیے ترستا ہو گا، وہ اپنی تنخواہ میں گھر کا کرایہ بھی دے رہا ہے، وہ اپنی تنخواہ میں بچوں کے سکول کی فیس بھی ادا کر رہا ہے، وہ اپنی تنخواہ میں بجلی کا بل بھی دے رہا ہے، وہ اپنی تنخواہ میں گیس کا بل بھی دے رہا ہے، اور اس کی جو

ادائیگیاں ہیں اور اخراجات ہیں، وہ اس کی آمدن سے بڑھ جاتے ہیں، ذرا تھوڑا سا سوچ لینا چاہیئے کہ اس غریب انسان کی زندگی کا کیا حال ہوگا؟ غربت اگر پہلے % 25 تھی تو اس سال % 29 غربت کی لکیر سے نیچے چلے گئے ہیں، اور ظاہر ہے کہ جب ہم عوام کو روزگار کے مواقع فراہم نہیں کر سکتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک کے اندر بدامنی ہے اور روزگار کے لیے لوگ گھروں سے باہر نہیں جا سکتے۔

میں یہ بات کسی تعصب کی بنیاد پر نہیں کہہ رہا، میں مسلسل یہ باتیں کر رہا ہوں ایک پاکستانی کی حیثیت میں اور ایک Parliamentarian کی حیثیت میں کہ ملک کا امن وامان انتہائی حد تک خراب ہے۔ جناب سپیکر! آپ لوگ سندھ سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کے ہاں مسئلہ ہے، کچے کے ڈاکوؤں کا مسئلہ ہے۔ ہمارے ہاں تو حکومتی رٹ ختم ہو چکی ہے، تھانوں پر قبضے ہو رہے ہیں، Police Stations تباہ کیئے جا رہے ہیں، چھاؤنیوں پر حملے ہو رہے ہیں، ہماری فوج کے جوان، ہمارے FC کے جوان اور ہماری پولیس کے جوان آئے روز حملوں کا شکار ہیں اور شہید ہو رہے ہیں۔

مناسب نہیں کہ ہم اس forum پر یہ بات کہیں، لیکن میں یہ تجویز دے چکا ہوں کہ یہ مسئلہ اس حد تک گھمبیر ہے کہ ہمیں In-camera ایک اجلاس بلانا چاہیئے اور Parliament کے اراکین کو بتانا چاہیئے کہ یہ صورتحال کیوں درپیش ہے۔ اصل حقائق سامنے لائے جائیں۔ افغانستان کی صورتحال اور اس کے ساتھ ہمارے تعلقات کی نوعیت اس وقت کیا ہے؟ ایران کے ساتھ ہمارے تعلقات کی نوعیت کیا ہے؟ انڈیا کے ساتھ ہمارے تعلقات کی نوعیت کیا ہے؟ ملک کے اندر دو چھوٹے صوبوں کو خصوصیت کے ساتھ ہم دیکھیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

ہم نے تو صرف ایک سوال کیا تھا کہ ہمیں صرف اتنا بتایا جائے کہ پاکستان کہاں کھڑا ہے۔ لیکن آج تک یہ نہیں بتایا جا رہا کہ پاکستان کہاں کھڑا ہے۔ اب معاملہ کشمیر کی طرف چلا گیا ہے۔ وہ کشمیر جہاں ہر کشمیری کا دل پاکستان کے ساتھ دھڑکتا تھا، آج وہاں باغیانہ تقریریں ہو رہی ہیں، public اس میں شریک ہو رہی ہے۔ اس کا معنٰی یہ ہے کہ ان 78 سال میں ہم نے کشمیریوں کو مایوس کیا ہے۔ ہم نے وہاں کی ماؤں، بہنوں کی عزتوں اور ان کے ناموس پر 78 سال صرف سیاست کی ہے۔ ہم نے ان کا مقدمہ نہیں لڑا ہے اور آج جو صورتحال وہاں نظر آ رہی ہے، یہ تشویشناک ہے۔ یہ نہیں کہ میں صرف حکومت پر تنقید کروں، میں یہ تجویز کروں گا کہ اس حوالے سے ہمیں غور و فکر کرنا چاہیئے، Opposition کو اس میں involve کرنا چاہیئے، In-camera اجلاس بلائیں اور ہمیں بتائیں حقائق کیا ہیں۔

ان الفاظ سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوگا اور نہ اُس سے وہ فریق متاثر ہوتا ہے شاید آپ public کے سامنے کہہ سکیں کہ یہ اس قسم کے مجرم ہیں، یا ملک کے مجرم ہیں، یا دینِ اسلام کے مجرم ہیں، یا عقیدے کے مجرم ہیں، لیکن کیا اس سے مسئلہ حل ہوتا ہے؟

ہم تاثر کی بات نہیں کر رہے۔ اگر آپ نے انڈیا کے خلاف جنگ لڑی ہے، اگر آپ نے فتح حاصل کی ہے، سب سے پہلے حمایت کرنے والا میں تھا۔ میں نے یہ نہیں سوچا کہ جس حکومت سے مجھے اختلاف ہے، آج میں کسی ایک مسئلے پر ان کو support کروں یا نہیں۔ ہم نے کہا نہیں، ہم ایک صف ہیں، پوری قوم ایک صف ہے، ہم فوج کے شانہ بشانہ ہیں۔

اگر آپ نے ایران اور امریکہ کے درمیان مصالحت کی بات کی، ہم نے support کیا ہے، کیونکہ اس کے علاوہ پاکستان کے پاس اور کوئی بہتر راستہ نہیں تھا۔ لیکن اگر ہم امریکہ اور ایران کے درمیان اس لیے مصالحت چاہتے ہیں کہ ہمیں خطے میں جنگ نہیں چاہیئے، ہم خطے کے لوگوں کو امن دینا چاہتے ہیں، تو اِس کی ضرورت افغانستان کے ساتھ بھی ہے۔ دہشت گردوں کے مراکز افغانستان میں ہیں، وہاں پر بمباریاں کی جا رہی ہیں، تو کیا اس سے پاکستان کے اندر مسلح گروہوں کی کارروائیوں میں کوئی کمی آئی یا اس میں اضافہ ہوا؟ ذرا اپنی حکمتِ عملی پر نظر تو ڈالنی چاہیئے۔ افغانستان کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے اور پاکستان کو ایک مستحکم ہمسایہ کی ضرورت ہے۔ جب ہمیں کچھ نہیں ملتا، 78 سال کے بعد ہم افغانستان کو طعنہ دیتے ہیں کہ پاکستان کے خلاف سب سے پہلا ووٹ افغانستان نے دیا تھا۔ وہ ظاہر خان کی حکومت تھی۔ افغانستان ہندوستان کی تقسیم کے خلاف تھا، اس میں کوئی شک نہیں۔ یہاں کے قوم پرست اور افغانستان کی حکومت کا مؤقف ایک تھا۔ آپ اس کا طعنہ تو افغانستان کو دیتے ہیں، آج کی حکومت کو، لیکن کیا آپ نے ایک لمحے کے لیے یہ سوچا کہ سن 1965 میں جب ہندوستان نے آپ پر جنگ مسلط کی اور آپ کی مشرقی سرحد پر جنگ ہو رہی تھی، تو اسی افغانستان نے آپ کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنی مشرقی سرحد پر جنگ لڑیں، مغربی سرحد کی محافظ ہم ہیں، اور آپ کی پوری مغربی سرحد پر آپ کا ایک سپاہی بھی جانے کی ضرورت نہیں پڑی، اور افغانستان آپ کو سپورٹ کرتا رہا۔

آج آپ ان کو ظاہر شاہ اور نادر شاہ کے زمانے کے طعنے دے رہے ہیں۔ کیا 1971 میں، جب آپ بنگال میں پھنس گئے تھے، لڑائی ہو رہی تھی ہندوستان کے ساتھ، کیا اس وقت افغانستان کی حکومت نے آپ کو پیغام نہیں بھیجا کہ اگر آپ جنگ لڑ رہے ہیں تو مغربی سرحد سے بے نیاز ہو جائیے؟ ایک سپاہی آپ کو افغانستان کی سرحد پر بھیجنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ میرا پشتون ہو یا بلوچ، مقامی ہے۔ اگر وہ مقامی لوگوں کے ساتھ جنگ لڑے گا تو ان کی دشمنیاں نسلوں تک جائیں گی۔

آج ان حالات میں، اگر میرے اوپر تین خودکش حملے ہوئے ہیں، میرے گھر پر کئی راکٹ حملے ہوئے ہیں، میرے بچوں کے اوپر حملے ہوئے ہیں، میرے بچوں کو گاڑیوں سے اتارنے کی کوشش کی گئی ہے، میری پارٹی کے senior لوگوں کے اوپر خودکش حملے ہوئے ہیں، ایک ایک حادثے میں پچیس پچیس اور تیس تیس لوگ شہید ہوئے ہیں، ان حالات سے ہم گزر رہے ہیں۔ اس کے باوجود ہمیں تو ایک بندوق رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ ملبہ قوم پر ڈالنا، ملبہ لشکروں پر ڈالنا، یہ کون سی حکمتِ عملی ہے؟

کشمیریوں کے تشدد کی طرف جانے کے ہم حق میں نہیں ہیں، لیکن ان کے charter of demand کو ذرا پڑھ لیجیئے۔ کون سی اس کے اندر ایسی بات ہے جس پر negotiate نہ کیا جا سکتا ہو، جس پر حکومت ان کے ساتھ بیٹھ نہ سکتی ہو، بات نہ کر سکتی ہو؟ ایک point بتایا جائے۔ جب ساری باتیں اس قابل ہیں کہ ہم اس پر گفتگو کریں اور بات چیت سے معاملات کو حل کریں، تو پھر تشدد کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے؟ لوگوں کو بغاوت کی طرف لے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ حالات ایک دن میں پیدا نہیں ہوئے۔ یہ ہماری 78 سال کے رویوں کے نتیجے میں آج لوگوں کے اندر یہ احساسات پیدا ہوئے۔

میرے علماء شہید ہو رہے ہیں۔ میرے علماء اس لیے شہید ہو رہے ہیں کہ وہ جمہوریت کی بات کیوں کرتے ہیں؟ وہ پارلیمنٹ کی سیاست کیوں کرتے ہیں؟ پھر جمہوریت کفر ہے؟ اگر جمہوریت کے راستے سے اور پارلیمنٹ کے راستے سے قوم کو کچھ دیا جاتا، جو کہ ہمارے آئین کا تقاضا ہے، قرآن و سنت کی بات میں بطور ایک انفرادی حیثیت کے نہیں کر رہا ہوں، قرآن و سنت کی بات میرا آئین کرتا ہے۔ اس حوالے سے حکومتوں کی پیش رفت زیرو ہے۔ اس پیش رفت کے ساتھ ملک کے اندر بغاوتیں نہیں اٹھیں گی تو کیا ہوگا؟ بالآخر صبر کے پیمانے لبریز ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کو مطمئن کرنا یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس کی policies کا اثر ہوتا ہے۔ اگر آپ نہیں کریں گے تو پھر الٹا ردِ عمل ملتا ہے۔ تو کبھی اس کے بارے میں بھی سوچا ہے؟

اسی ایوان میں آئین میں ترمیم ہوئی کہ یکم جنوری 2028 سے ملک کے اندر سود ختم ہوگا۔ کیا آج بھی، جب میں Government کی طرف مخاطب ہو کر کہوں گا کہ صاحب، کہیں کسی محکمے میں، کسی بینک میں، کسی سطح پر کوئی پیش رفت ابھی تک ہوئی ہے، تو جواب نفی میں آئے گا۔ یہ ہے سنجیدگی کا عالم۔ اگر میں شریعت کورٹ کو مؤثر بنانے کی بات کرتا ہوں تو zero percent ابھی تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ ہم نے آئین میں ترمیم کی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات، وہ debate کے لیے ایوان میں پیش کی جائیں گی۔ دو سال ہو رہے ہیں، ہم آج تک ایک سفارش بھی debate کے لیے ایوان میں نہیں لا سکے۔ یہ ہیں معاہدے، یہ ہیں پارلیمنٹ کے فیصلے، یہ ہے پارلیمنٹ کے فیصلوں کی توقیر، یہ ہے اپنی زبان کو عملی جامہ پہنانے کے مناظر۔ اب آپ بتائیں کہ ان حالات میں آپ کس طرح عام آدمی کو مطمئن کر سکیں گے؟

میں نے تو آپ کے ساتھ مذاکرات کیے تھے۔ ہم نے تو بات چیت کی تھی۔ کوئی ڈنڈے تو نہیں اٹھائے تھے، کوئی ہنگامے تو نہیں کیے تھے۔ اور مذاکرات میں آپ نے جو کچھ تسلیم کیا، چھبیسویں ترمیم میں جو کچھ آپ نے تسلیم کیا، ستائیسویں ترمیم میں، اس سب کو چھانٹ لیا، واپس لے لیا۔ یہ ہوتی ہے commitment؟ اور آج اٹھائیسویں ترمیم کی باتیں ہو رہی ہیں۔ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ اٹھارویں ترمیم کو واپس کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ افواہیں ہیں، ابھی تک کوئی چیز منظرِ عام پر نہیں آئی، لیکن باتیں ہو رہی ہیں، اور باتیں بلاوجہ نہیں ہوتیں۔

اسی لیے میں سوچتا ہوں کہ جہاں میں حکومت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں، جنابِ سپیکر! آپ کی وساطت سے، وہاں میں خاص طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ سن 1973 کا آئین، یہ پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد ذوالفقار علی بھٹو نے دیا تھا۔ میرے والد نے اس پر دستخط کیے تھے، خان عبدالولی خان نے اس پر دستخط کیے تھے، اور غوث بخش بزنجو نے اس پر دستخط کیے تھے، چھوٹے صوبوں نے اس کو قبول کیا تھا۔ کیا حشر کیا گیا اس کا؟ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی، جب اٹھارہویں ترمیم کے لیے پارلیمنٹ کی کمیٹی بنی تو 9 مہینے ہم بیٹھے رہے اور 9 مہینے کے بعد ہم نے آئین کی اصلاح کی۔ سو فیصد نہ سہی، لیکن بہت حد تک ہو گئی۔ ہم نے صوبوں کو حقوق دیے، NFC accord ہوا اور طے ہوا آئین کے اندر NFC کے حصص میں صوبوں کے حصوں میں اضافہ تو کیا جا سکے گا، لیکن کمی نہیں کی جا سکے گی۔ آج صوبوں کا حق ہماری حکومت کے لیے گلے کی ہڈی بن گیا ہے۔ غریب صوبے کو آپ اگر حق دینا چاہتے ہیں تو اس کے لیے صوبوں کو توڑو۔

یہ فکر اور سوچ ہے کہ اگر روز ہم آئین کو کھلواڑ بناتے رہیں گے تو پھر پاکستان کے اندر استحکام نہیں آئے گا۔ ہمیں ملک کے اندر استحکام کی طرف جانا چاہیئے۔ امن و امان کیسے لایا جائے؟ کیا صرف طاقت ہی اس کا مسئلہ ہے؟ افغانستان کے ساتھ معاملات، میں خود وہاں جا چکا ہوں اور پاکستانی نظام کو اعتماد میں لے کر گیا ہوں۔ ایک ہفتہ مذاکرات ہم نے کیے۔ میں مکمل کامیابی کے ساتھ واپس لوٹا۔ الیکشن کے بعد میں اپوزیشن میں بیٹھ گیا۔ یہ ہے آپ کی استعداد و صلاحیت کہ ہماری حاصل کی ہوئی کامیابیوں کو آپ تسلسل نہیں دے سکے اور اس کو آپ کامیابی کے نتائج تک نہیں پہنچا سکے۔ یہ صلاحیتیں ہیں آپ کی، یہ خارجہ پالیسی ہے آپ کی؟ کون بیٹھے ہوئے ہیں خارجہ پالیسی طے کرنے میں کہ طے شدہ معاملات آپ سے دوبارہ بگڑ گئے؟ اگر آپ ملک کو نہیں چلا سکتے، تو ہم پہلے سے کہہ رہے ہیں کہ آپ عوام کے نمائندے نہیں ہیں۔ سو، جب آپ عوام کے نمائندے نہیں ہیں، آپ کے اندر خود اعتمادی کیسے آسکے گی؟

ذرا سوچیے، تعلقات کی نوعیت اور تعلقات میں کشیدگی کی جو نوعیت آج حکومتی پارٹیوں اور PTI کے درمیان نظر آرہی ہے، یہ کوئی میرے لیے آج پہلا منظر نہیں ہے۔ خواجہ آصف صاحب مجھ سے عمر میں بھی بڑے ہیں، میں احترام کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ خود جانتے ہیں۔ پرویز اشرف صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میرے لیے قابل احترام ہیں۔ یہ سارے مناظر انہوں نے دیکھے ہیں۔ جو کشیدگی کی نوعیت اور ایک دوسرے کے خلاف رویوں کی جو انتہا پسندی ہے، یہ مناظر ہم نے مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے بیچ میں نہیں دیکھے تھے؟ میاں نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کے درمیان ہم نے نہیں دیکھے تھے؟ آج ہم انہی مناظر کو دوبارہ دوسری شکل میں دہرا رہے ہیں۔ میں ان رویوں کے حق میں نہیں ہوں۔ میں حجم کے مطابق ردعمل دینے کے حق میں ہوں۔

اگر عمل چیونٹی کے برابر ہے تو ردعمل چیونٹی کے برابر ہونا چاہیئے، لیکن ہم ہیں کہ عمل چیونٹی کے برابر اور ردعمل ہاتھی کے برابر ہوتا ہے۔ مسائل کو اس کے اپنے خاص حدود کے اندر ہمیں سوچنا چاہیئے۔ اپوزیشن کی جماعتیں بیٹھی ہیں۔ محمود خان اچکزئی Leader of the Opposition ہیں۔ مجھ سے انہوں نے ووٹ نہیں مانگا، لیکن میں نے ان کو support کیا ہے۔

میں آج بھی یہ سوچتا ہوں کہ جس طرح Prime Minister صاحب نے خطاب کیا اور اس میں انہوں نے میثاقِ جمہوریت کی بات کی، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کے درمیان دوریاں اور تلخ رویوں کی ایک تاریخ ہے اور وہ میثاقِ جمہوریت پر جا کر ختم ہوئی۔ میں اس کا signatory نہیں ہوں، غالباً عمران خان بھی اس کے signatory نہیں ہیں، لیکن بعد کے جو seminars ہوئے، All Parties Conferences ہوئیں، ان کے جو اعلامیے سامنے آئے، ہم سب کی تائید ان کو حاصل ہوئی اور آج وہ ایک متفقہ دستاویز ہے۔ ہم نے جو عہد کیا تھا، ہم نے جو میثاق کیا تھا کہ ہم اختلاف رائے کریں گے، جو حکومت کر رہے ہیں، اس کو حکومت کرنے دیجیئے۔ ملکی معاملات میں تعاون کی ضرورت ہو گی تو وہ بھی کریں گے۔ ایک دوسرے کی حکومت کو گرائیں گے نہیں۔

اگر میں بڑی وضاحت کے ساتھ اور اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ کے ساتھ عرض کروں کہ Opposition, Opposition کرے گی، آج وہ ساری چیزیں بگڑ گئیں اور دوبارہ معاملات خراب کر دیے گئے۔

میں تو آج بھی کہتا ہوں کہ عمران خان کو باہر آنے دیں۔ سیاست میں اگر ان کی گرفتاری کی وجہ سے تلخی ہے تو ہمیں ملک کی بہتری کے لیے اور ملک کے اندر مجموعی طور پر ایک برادرانہ اور ہم آہنگی کی فضا پیدا کرنے کے لیے ایک شخص کی قربانی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آ جائیں باہر اور میدان میں سیاست کریں۔ مجھ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ عمران خان پر بہت تنقید کرتے تھے، آج کل کیوں نہیں کر رہے؟ میں نے کہا، یہ میرا مزاج نہیں مانتا کہ میرا مخالف جیل میں ہو، اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوں اور میں کھل کر تنقید کرتا رہوں۔ وہ بھی باہر آئیں گے، وہ بھی بات کریں گے، ہم بھی بات کریں گے اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ آداب کے اندر کریں گے۔ یہی تعلقات میں حزبِ اختلاف اور حکومت کے بھی چاہتا ہوں۔ میثاقِ جمہوریت کی طرف آئیں ہم دوبارہ چلیں۔ اس کے لیے یقیناً Opposition کو بھی آمادہ کرنا ہوگا۔ وزیر اعظم نے کوئی بات کی ہے، لیکن کچھ تو معاملات کے حل کے لیے ہمیں بتایا جائے کہ پاکستان کہاں کھڑا ہے اور آپ لوگ کر کیا رہے ہیں؟ اگر آپ کو یہ خطرہ ہے کہ in-camera meeting ہوگی اور PTI والے کوئی ہنگامہ کریں گے، میں اس Floor پر PTI والوں کی ذمہ داری خود لیتا ہوں، PTI والے کوئی ہنگامہ نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب، گزارش ہے کہ ہر ممبر کا دس منٹ کا ٹائم ہوتا ہے۔ آپ Chair کو direction نہ دیں۔ گزارش صرف یہ ہے کہ اور کتنا بولیں گے؟

مولانا فضل الرحمٰن: حضرت! بولنے کو تو اتنے درد ہیں کہ ہر درد کے لیے ایک گھنٹہ چاہیئے۔ جب آپ کے اوپر ایک بوجھ آ گیا ہے تو مجھے آپ کے درد کا بھی احساس ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ درد آپ کا اکیلا نہیں ہے، یہ درد کہیں سے آ جاتا ہے۔ اس اعتبار سے ہمارے مسائل ہیں۔ امن و امان کا مسئلہ ہے، ہمارے ملک کے اندر معیشت کا مسئلہ ہے، سیاست دانوں کا، حکومت اور اپوزیشن کے درمیان تعلقات کا معاملہ ہے اور پڑوسی ممالک کے ساتھ معاملات کو معمول پر لانے کی طرف جانا ہے۔ اگر میں پی ٹی آئی کے ساتھ شدید اختلافات کے باوجود اس پارٹی کے ساتھ اپنے تعلقات کو معمول پر لانے کے لیے سفر شروع کیا اور کافی سفر میں نے کیا ہے تو آپ بھی اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کے لیے سفر شروع کریں۔ تلخی اور شدت سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ یہ شکر ہے کہ ہم باہر ایک دوسرے سے مل رہے ہیں، تو اس حوالے سے صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ یہ بھی میں ایک بات عرض کروں کہ یہ واحد بجٹ اجلاس ہوتا ہے جناب سپیکر! یہ ایک بجٹ اجلاس ہی ہوتا ہے کہ جس میں ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ آسمان تلے آپ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ اگر یہاں پر بھی قدغنیں لگ جائیں کہ پانچ منٹ بولنا ہے اور دس منٹ بولنا ہے، تو پھر ہم ملک کے مسائل پر بحث نہیں کر سکیں گے۔ تشدد کے راستے چھوڑ دینے چاہییں۔

محبت گولیوں سے بو رہے ہو

وطن کا چہرہ خون سے دھو رہے ہو

گماں تم کو کہ رستہ کٹ رہا ہے

یقین مجھ کو کہ منزل کھو رہے ہو

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، رمیش لال صاحب۔

جناب رمیش لال: شکریہ جناب سپیکر! آج آپ نے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ پہلے تو میں اپنے اللہ تعالیٰ اور آنریبل ہمارے صدر آصف علی زرداری صاحب، چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب، معزز بہن فریال تالپور صاحبہ، اور محترمہ آصفہ بھٹو صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد آج جو issue ہے۔ خاص طور پر USA and Iran کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے وہ پوری قوم کی خوشی کا باعث ہے۔ اس پر میں حکومت کو بھی appreciate کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں۔ خاص طور پر Field Marshal سید عاصم منیر صاحب کو بھی اور پوری ٹیم کو بھی، خاص طور پر وزیراعظم صاحب اور محسن نقوی صاحب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس سے پاکستان کا معیار بلند ہوا ہے اور پوری قوم کی جو توقعات تھیں، وہ پوری ہوئی ہیں۔ دنیا دیکھ رہی تھی کہ یہ credit پاکستان کو جا رہا ہے۔ آج واقعی خوشی کا دن ہے۔

اس کے بعد میں بجٹ پر آتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس حکومت کو اڑھائی سال ہو چکے ہیں۔ خاص طور پر اقلیتوں کے بہت سے مسائل ہیں۔ اس پر جو development ہمارے مندر، درگاہیں، گرجا گھر، مختلف عبادت گاہیں اور کمیونٹی ہالز کے لیے ہمیں بجٹ نہیں دیا جا رہا تھا۔ پھر ہم نے متعلقہ اراکین نے وزیراعظم صاحب اور چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب سے درخواست کی۔ اس کے بعد اس سال، میرا خیال ہے کہ دو ماہ ہوئے ہیں، تیرہ کروڑ روپے وفاقی حکومت نے منظور کیے ہیں۔ اس پر میں شکریہ ادا کرتا ہوں، لیکن میری گزارش یہ بھی ہے کہ کم از کم 13 کروڑ میں اتنی مہنگائی بڑھ گئی ہے، جیسے تمام ممبران کو آپ بجٹ دے رہے ہیں تو منیارٹی کے جو دس MNAs ہیں ان کو دینے سے کوئی قیامت نہیں آئے گی۔

اگر کوئی فنانس والے یا وزیراعظم کا نمائندہ بیٹھا ہے تو ان کی ٹیم کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بجٹ میں یہ رقم رکھی ہے، لیکن میری درخواست ہے کہ اسے بڑھا کر کم از کم پچیس کروڑ کیا جائے۔

اس کے بعد جناب سپیکر! خاص کر کے ہمارے علاقے میں بہت مسائل ہیں، بجلی، گیس، اور پانی کے۔ خاص طور پر قمبر، شہداد کوٹ میں گیس نہیں ہے، بجلی کی لوڈشیڈنگ ہے، اور پانی بھی نہیں ہے۔ زرعی زمینوں کے لیے بھی پانی کی کمی ہے۔ اس پر حکومت کو توجہ دینی چاہیئے۔ اس بجٹ میں مجھے عوامی بجٹ نظر نہیں آ رہا، لیکن اس میں ایسی کوئی چیز نظر مجھے نہیں آ رہی ہے، مگر حالات بھی ایسے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جو لوگ jobs کر رہے ہیں، ان کی تنخواہ میں سات فیصد اضافہ کیا گیا ہے، لیکن میری درخواست ہے کہ اسے مزید بڑھایا جائے تاکہ مہنگائی کے اس دور میں غریبوں کا گزارہ ہو سکے۔

اس کے علاوہ federal کے حساب سے سندھ میں کوئی بڑا project نہیں دیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ آج تک کراچی-حیدرآباد موٹروے نہیں بنی ہے۔ جناب سپیکر! اس پر صرف جی ٹی روڈ ہی بہتر ہے۔ خاص طور پر سکھر سے حیدرآباد تک کے لیے ہم تین سال سے سنتے آ رہے ہیں کہ اس پر

بجٹ رکھا جارہا ہے، لیکن پتہ نہیں یہ کب بنے گی۔ دوسرا خاص طور پر flights کا مسئلہ ہے۔ سکھر ائیر پورٹ کو دیکھیں، پورے بلوچستان اور پنجاب کے مسافر بھی استعمال کرتے ہیں، خاص طور پر رحیم یار خان کے لوگ بھی۔ اس پر بھی میری گزارش ہے کہ اس پر کام کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں اقلیتوں کے لیے بھی اضافہ کیا جائے۔ جب ہماری حکومت پاکستان پیپلز پارٹی کی 2008 سے 2013 تک تھی تو دیوالی کے لیے package رکھا جاتا تھا، کرسمس کے لیے package ہوتا تھا، بابا گرونانک کے جنم دن پر سکھوں کے لیے بھی package ہوتا تھا۔ ابھی یہ صورتحال ہے کہ تین ماہ کے بعد ایک بار وظیفہ ملتا ہے، ایک لاکھ بیس ہزار روپے۔ آپ بتائیں کہ پاکستان میں اقلیتی برادری کتنی ہے، اور ہم کس کس کو دیں؟ اس سے میں سندھ حکومت اور چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک ایک minority کے MNA کو پچاس پچاس کروڑ روپے ترقیاتی فنڈز دیے۔ اسی طرح دیوالی package اور کرسمس package بھی دیا جارہا ہے۔ پرائم منسٹر صاحب سے میری گزارش ہے، ان کی جو ٹیم ہے خاص کر کے ان کا پرسنل سیکرٹری جو محب ہے اس کو بھی میں گزارش کررہا ہوں کہ آپ اس پر بھی کام کریں۔ جیسے میں نے پہلے کہا تھا کہ 13 کروڑ روپے ملے۔ 13 کروڑ میں نے اسی وقت ایک ہمارا مندر رہے رہڑکی صاحب میں دیے اور تین کروڑ روپے سماداا شرم ہے شکار پور میں، تین کروڑ شہداد کوٹ میں باباہر دارا مندر کے لیے اور دو کروڑ شیوالا مندر شہداد کوٹ میں اور باباسندر داس مندر ایک کروڑ میں نے ادھر دیا تو یہ 13 کروڑ ہی جو پرائم منسٹر صاحب نے مہربانی وہ ہم نے اقلیتی بھائیوں کو دیے۔ ابھی میری گزارش ہے کہ جس طرح سندھ گورنمنٹ دے رہی ہے، ایسا ہی کوئی package دے تو میں گورنمنٹ کا شکر گزار رہوں گا اور خاص کر کے اقلیتوں کے لیے نوکریوں میں کوٹہ پانچ فیصد ہماری حکومت نے رکھا تھا۔ ہمارے Co-Chairman آصف علی زرداری صاحب نے 2008 میں جب ہماری حکومت تھی اس میں رکھا۔ اب اس پر implement نہیں ہورہا ہے۔ منیارٹی والوں کو کوئی اچھی نوکری مل تو نہیں رہی تو میری گزارش ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔

دوسرا میرا مسئلہ ہے کہ جیسے میں نے پانی کا ذکر کیا اس پر کوئی Ruling دیں جناب سپیکر! اور اقلیتوں کے لیے بھی اور خاص کر جو نوکری کررہے ہیں، ایک گزارش اور ہے کہ سینیٹ میں ان کو over time مل رہا ہے، اسمبلی میں نہیں مل رہا ہے۔ میری گزارش ہے جناب سپیکر! آپ مہربانی کر کے جیسے سینیٹ میں ان کو مل رہا ہے یوسف رضا گیلانی چیئرمین سینیٹ دے رہا ہے۔ ادھر بھی دیں گے تو یہ غریب دعا دیں گے آپ کو۔ یہ ذاتی نہیں ہے کس کا، کیونکہ یہ غریب staff جو ہے وہ آپ کو دعا دے گا۔ آپ کی بڑی مہربانی جناب سپیکر! میں یہ امید کرتا ہوں جو نوٹ لکھ رہے ہیں، اس پہ اقلیتوں کے لیے کچھ اس پہ نظر ثانی کریں گے۔ جیئے بھٹو، جیئے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ، جیئے چیئرمین بلاول بھٹو زرادری صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب چنگیز احمد صاحب۔

جناب چنگیز احمد خان: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ (عربی) جناب ڈپٹی سپیکر صاحب شکریہ۔ سب سے پہلے میں اللہ کا شکر گزار ہوں اور اس کے بعد اپنے عظیم قائد، مسلم امہ کے عظیم لیڈر، پاکستان کے حقیقی لیڈر جناب عمران احمد خان نیازی کا شکر گزار ہوں اور اپنے حلقہ این اے 102 کی غیور عوام کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھ پر اعتماد کیا۔ آج ان کے دیے ہوئے اعتماد پر میں اس ایوان میں بجٹ کے موقع پر لب کشائی کررہا ہوں۔

توسب سے پہلے میں گزارش کروں گا جناب سپیکر صاحب! کہ ہمیں ایک سال بعد بولنے کا موقع ملتا ہے۔ تو ہمارے جو دس منٹ ہیں وہ ہمیں پورے 10منٹ دیے جائیں بلکہ دو تین منٹ اگر اوپر بھی دیے جائیں تو ہم آپ کے ممنون ہوں گے۔

یہ بات 2022ء سے شروع ہوتی ہے جب ایک legitimate حکومت، عوام کی منتخب کردہ حکومت اور ایک ایماندار ترین شخص عمران احمد خان نیازی اس ملک کا وزیر اعظم تھا اور اس ملک کو ترقی کی راہ پہ لے کر چل رہا تھا۔ اس وقت کچھ عالمی طاقتوں نے اس ملک کے سازشیوں کے ساتھ مل کر ایک چلتی ہوئی حکومت جبکہ وہ حکومت جو غریب عوام کا درد رکھتی تھی، وہ لیڈر جو کسان کا درد رکھتا تھا، وہ لیڈر جو مزدور کا درد رکھتا تھا، وہ لیڈر جو چھوٹے دکاندار کا درد رکھتا تھا۔ اور اس وقت صحیح معنوں میں ترقی کی راہ پر گامزن تھا۔ اس دور میں GDP 6% تھی، اس دور میں بے روزگاری تین پرسنٹ تھی، اس دور میں مہنگائی بالکل نہیں تھی۔ اس دور میں پٹرول 158روپے لیٹر تھا، اس دور میں وہ واحد دور تھا جب پیٹرولیم لیوی ختم کی گئی تھی۔ اس دور میں کسان خوشحال تھا، اس دور میں صنعت کار خوشحال تھا، اس دور میں سرمایہ دار، کاروباری شخص خوشحال تھے، اس دور میں مزدور خوشحال تھا۔ لیکن ان سازشیوں کو یہ ملک ترقی کرتا پسند نہ آیا۔ پھر انہوں نے ایک سازش کی اور اپریل 2022 میں ایک legitimate حکومت کو illegitimate طریقے سے ختم کیا گیا۔ ہماری ٹکٹوں پہ منتخب ہوئے وہ لوٹے جو ضمیر فروش تھے ان کے ضمیر خرید کر ایک غیر قانونی، ایک بیرونی طاقت کی مداخلت پہ ایک cipher کی بنیاد پر عدم اعتماد لا کر ایک legitimate حکومت کو گرا دیا اور اس کے بعد چار سال سے یہ جو اپنے آپ کو ارسطو کہتے ہیں، یہ جو اپنے آپ کو economy کے پروفیسر کہتے ہیں، یہ جو اپنے آپ کو تجربہ کار کہتے ہیں، یہ جو اپنے آپ کو بڑے فہم وفراست والے کہتے ہیں۔ ان کو زبردستی ہم پر مسلط کیا اور پھر انہوں نے ملک کا حال کیا کیا۔ جی ڈی پی صفر، پیٹرول کی قیمت آج سوا چار سو روپے، ڈالر 150روپے کا تھا آج 300 کے قریب، بے روزگاری تین پرسنٹ تھی آج خود مانتے ہیں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ بے روزگاری کی سطح اس لیول پر پہنچی ہے، خود تسلیم کیا انہوں نے اور پھر غربت کو چھپایا اور خود تسلیم کیا 29پرسنٹ ہے حالانکہ 47پرسنٹ ہے۔

ان تجربہ کاروں نے ان نام نہاد ارسطوں نے اس ملک کے ساتھ کیا کر دیا۔ جناب والا پاکستان کی تاریخ میں صرف 40 ماہ ایسے تھے جو صحیح معنوں میں آزادی کے بعد پاکستان کی عوام کو ایک آزاد پاکستان محسوس ہوا۔ ورنہ ان نام نہاد ارسطوں نے پاکستان کی عوام کے ساتھ جو سلوک کیا ہے۔ پاکستان کے بچوں کو پیدا ہوتے ہی کاسہ گدائی دے دیا اور انہیں اس عوام کو اس طرح سے ان پر ظلم وستم کیے کہ ان کو اس عوام کو دولے شاہ کی چوڑیاں بنا دی گئیں۔ اور اس عوام کی عکاسی میں پنجابی کی ایک نظم سے کروں گا شاید ان کو کوئی غیرت آجائے کہ (پنجابی نظم)

جناب والا! میں اب تھوڑی سی بات کروں گا اپنے بھائی جو یہاں پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں کہ یہ نوٹ کریں کہ ملک کی معیشت کیسے مضبوط ہو سکتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ کریں گے۔ پہلی بات ٹیکسٹائل کا شعبہ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں پلیز۔

جناب چنگیز احمد خان: سر! یہ بجٹ کی تجاویز دینے لگا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں پلیز۔

جناب چنگیز احمد خان: سر! پھر میں بس کرتا ہوں۔ پہلی بات ٹیکسٹائل۔ فیصل آباد سے میرا تعلق ہے، فیصل آباد ٹیکسٹائل کا hub ہے۔ 2018ء میں ہماری حکومت آئی 2022ء تک جائیں، textile جو ہماری معیشت میں زراعت کے ساتھ ساتھ ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔اُس میں کتنی بڑھوتری آئی تھی، ذرا اس کا مطالعہ کریں۔ آج ٹیکسٹائل کی export میں کمی آئی ہے؟ مگر ہم نے اُن کو tax free کیا تھا۔ ہم نے انہیں energy کم قیمت پر دی تھی۔اُن کی cost of production میں کمی آئی تھی، جس وجہ سے ٹیکسٹائل کی ترقی ہوئی اور فیصل آباد میں ایک مزدور نہیں ملتا تھا۔ دوسری بات، معیشت کی مضبوطی کیلئے چار سال بعد آپ کو یاد آیا کہ construction کے شعبے میں اور property, real estate کے شعبے میں taxation کی کمی کرنی ہے۔ ہم نے اُس وقت کی تھی، آپ کو پتہ ہے کہ construction کے شعبہ کے ساتھ دیگر 80 شعبے منسلک ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، 12 منٹ ہوگئے ہیں۔ آپ دو منٹ زیادہ بول گئے ہیں، آپ ہی کے ممبران نے بولنا ہے، 30 سیکنڈز میں wind up کریں، مائیک کھولیں۔

جناب چنگیز احمد خان: چلیں آپ اس کو چھوڑیں، میرا خیال ہے کہ نہ یہ چاہتے ہیں اور نہ ہمارے ڈپٹی سپیکر صاحب چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک ترقی کرے۔ ایک ہی گزارش کروں گا کہ پاکستان کو اس وقت صرف عمران خان کی ضرورت ہے جس کو ناحق قید کیا ہوا ہے۔ جس کو ناجائز طور پر جیل میں ڈالا ہوا ہے۔ عمران خان آئے گا تو ایک دفعہ پھر اس ملک میں ترقی ہوگی، اس ملک میں rule of law ہوگا، اس ملک کی عدلیہ آزاد ہوگی، آپ صرف اس سے ڈرتے ہیں، میں نے last Budget speech میں کہا تھا کہ عمران خان آپ کے لئے ڈرائونا خواب ہے اور اِسی وجہ سے آپ نے اُس کی ملاقاتیں بند کیں، اس کی بہنوں کی ملاقاتیں بند کیں، اس کی پارٹی کی لیڈرشپ کی ملاقاتیں بند کیں، اس کے وکلاء کی ملاقاتیں بند کیں۔ اگر آپ میں اتنی courage ہے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ ملک ترقی کرے تو پھر جیسے مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کہا ہے کہ اگر میں یہ اختلاف ختم کرتا ہوں تو ملک کی بہتری کیلئے، آپ بھی ملک کی بہتری کیلئے یہ اختلافات ختم کریں اور اس مرد قلندر کے پاس جائیں اور اُس سے معافی مانگیں جس کو آپ نے ناجائز جیل میں رکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، پُلین بلوچ صاحب۔

جناب پُلین: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج ہم بجٹ اجلاس کے حوالے سے کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے جو عالمی منظر نامہ سامنے آیا ہے، میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے وزیراعظم پاکستان میاں شہباز شریف صاحب، اسحاق ڈار صاحب، عسکری قیادت اور اس حکومت کے جو اہم mediator تھے، اُن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ ایک تاریخ رقم کر گئے۔

جناب والا! یقیناً جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو اس حوالے سے ملک اور ملک میں موجودہ جو صورتحال ہوتی ہے اس کے بارے میں بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ چونکہ میں بلوچستان سے تعلق رکھتا ہوں، میں بلوچستان کی نمائندگی کر رہا ہوں، میں اپنی پارٹی کی نمائندگی کر رہا ہوں، تو میں بلوچستان کے حوالے سے زیادہ بولنا پسند کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس میں میرا ٹائم مکمل کریں گے بلکہ تھوڑا extra time بھی دیں گے۔

جناب والا! بلوچستان رقبے کے لحاظ سے اس ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور بلوچستان کے پاس بہت سے وسائل، معدنیات اور معاشی ترقی کے لیے بے پناہ مواقع ہیں، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود بلوچستان آج بھی ترقی کے بنیادی شعبوں میں سب سے پیچھے کھڑا ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ پاکستان کی مضبوطی بلوچستان کی ترقی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر صاحب! بلوچستان کی پسماندگی اور محرومی صرف ایک تاثر نہیں ہے بلکہ مختلف رپورٹس بھی اس صورتحال کی نشاندہی کرتی ہیں۔ حال ہی میں UK International کی ایک رپورٹ میں پاکستان کے غریب ترین اور بنیادی سہولتوں سے محروم اضلاع کی نشاندہی کی گئی تھی۔ مجھے انتہائی افسوس اور دُکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس رپورٹ میں پاکستان کے 20 اضلاع کا ذکر ہوا تھا اور اس میں 17 اضلاع بلوچستان میں واقع ہیں۔ تو جناب والا! یہ صورتحال ہمیں سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ ایک ایسا صوبہ جو پاکستان کو گیس، معدنیات، وسائل اور قدرتی وسائل فراہم کر رہا ہے، وہاں کے عوام آج بھی غربت، پسماندگی اور بنیادی سہولتوں کی کمی کا شکار ہیں۔ وفاقی بجٹ کو صرف اعداد و شمار کا حجم نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس میں علاقوں کی ترقی کو ترجیح دینی چاہیئے۔ عوام کو سب سے زیادہ ضرورت ترقی کی ہے۔

جناب والا! میں سب سے اہم بات کرنے لگا ہوں۔ وفاقی اداروں میں بلوچستان کی نمائندگی ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس آئین کے تحت تمام صوبوں کو برابری کا موقع ملنا چاہیئے اور نمائندگی بھی ہونی چاہیئے، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ حال ہی میں اسٹیبلشمنٹ کے ایک اعداد و شمار کے مطابق وفاقی سیکرٹریٹ میں بلوچستان کے لیے مخصوص 6 فیصد کوٹہ میں تقریباً 60 فیصد نشستیں خالی پڑی ہیں۔ بعض جگہوں پر یہ نشستیں دوسری جگہ یا دوسرے صوبوں کے ڈومیسائل رکھنے والے افراد کو دی گئی ہیں۔

اس طرح وفاقی سیکرٹریٹ اسلام آباد کے ماتحت ادارے اور بلوچستان کے کوٹے کی تقریباً 30 فیصد نشستیں خالی پڑی ہیں۔ وفاقی حکومت کے خودمختار اور نیم خودمختار اداروں میں بلوچستان کے کوٹے کی تقریباً 30 فیصد نشستیں خالی پڑی ہیں۔ یہ صورتحال اس بات کا ثبوت ہے کہ بلوچستان کے آئینی حقوق پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا بلوچستان کے نوجوان اس ملک میں برابر کے شہری نہیں ہیں؟

جناب سپیکر! وفاقی اداروں میں بلوچستان کی نمائندگی صرف ملازمت تک محدود نہیں بلکہ فیصلہ سازی کے تمام اداروں میں ان کی موجودگی ضروری ہے۔ وفاقی حکومت کے SOEs میں تقریباً 40 سے 50 بڑے اداروں کے Board of Directors تشکیل دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف وفاقی اداروں، banks, corporations, Board of Governors اور Board of Directors موجود ہیں، مگر ان تمام boards کا جائزہ لیا جائے تو چند اداروں کے علاوہ باقی کسی board میں بلوچستان کی نمائندگی نہیں ہے۔ یہ تمام ادارے قومی پالیسیاں

بناتے ہیں، اربوں اور کھربوں کے فیصلے کرتے ہیں، لیکن بلوچستان کو ان فیصلوں میں شامل نہیں کیا جاتا۔ جناب سپیکر! Saindak, Reko Diq اور سوئی، جب اور دیگر بڑے منصوبے بلوچستان کی ترقی، خوشحالی اور زندگیوں میں بہتری کا ذریعہ بن سکتے تھے۔ بلوچستان کے عوام کو امید تھی کہ ان منصوبوں سے روزگار پیدا ہوگا، مقامی معیشت مضبوط ہوگی اور نوجوانوں کو بہتر مواقع ملیں گے۔ لیکن انتہائی دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جن منصوبوں سے سوئی گیس، تیل، سونا، تانبہ اور دیگر قیمتی معدنیات نکلتی ہیں، ان میں بلوچستان کے لوگوں کا حصہ انتہائی محدود ہے۔ بڑی بڑی کمپنیاں جو اربوں روپے کا کاروبار کر رہی ہیں، وفاقی حکومت کو آمدن حاصل ہو رہی ہے، لیکن بلوچستان کا پڑھا لکھا نوجوان آج بھی چوکیداری اور پٹواری کی پوسٹوں کے لیے line میں لگا ہوا ہے۔

جناب والا! گوادر اور CPEC کے حوالے سے ضرور کچھ کہنا چاہوں گا۔ گوادر پورٹ کے سامنے رہنے والی بستی کے لوگ آج بھی بے روزگاری کا شکار ہیں۔ Saindak جہاں یہ منصوبہ واقع ہے، آج بھی اس علاقے کے لوگ پانی اور علاج کے لیے کوئٹہ جاتے ہیں، اور پانی حاصل کرنے کے لیے دور دراز علاقوں کا رخ کرتے ہیں۔ جنابِ والا! بلوچستان۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، Time up ہو گیا۔ مہتاب راشدی صاحبہ۔

محترمہ مہتاب اکبر راشدی: شکریہ جناب والا، بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ جناب! میں اپنی تقریر کا آغاز احمد فراز کے اس شعر سے کروں گی:

"میرا اس شہرِ عداوت میں بسیرا ہے جہاں
لوگ سجدوں میں بھی لوگوں کا برا سوچتے ہیں"

خیر، یہ اس حکومت کا تیسرا بجٹ ہے، جسے پیش کرتے ہوئے وزیرِ خزانہ صاحب نے اس بات پر تو خوشی کا اظہار کر دیا کہ پاکستان دنیا بھر میں ایک ملک کی حیثیت حاصل کر چکا ہے، جس کی آواز سنی جاتی ہے، اس سے دوستی کی خواہش کی جاتی ہے۔ اس بات کی وضاحت میں انہوں نے 4 صفحے پڑھ دیے، باقی 50 صفحے اقتصادی اہداف کے حصول میں ناکامی کے دفاع میں بیان کر دیے۔ ابھی بہت فخر سے وہ اداروں کی نجکاری کا ذکر کرتے ہیں۔ PIA کی نجکاری، First Women Bank کی نجکاری، مستقبل میں کئی دوسرے محکموں کی نجکاری، جن میں بینک، Insurance Companies اور ہوائی اڈے تک شامل ہیں۔ اور اس پر حیران مت ہوئیے گا، ہرگز نہیں، اگر کل PTV کی نجکاری بھی ہو جائے، جنابِ والا! لیکن بات یہاں تک نہیں ٹھہرتی کہ:

خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا۔

بالکل اسی طرح جس طرح ایران کو Trump کی کسی بات پر اعتبار نہیں آتا، اسی طرح ہمیں بھی حکومت کی کسی بات پر بھروسہ نہیں۔ اسے آپ deficit of trust کہہ سکتے ہیں۔

جناب والا! آزاد کشمیر سے لے کر گلگت بلتستان، پھر سندھ اور بلوچستان تک بداعتمادی کی بے شمار داستانیں موجود ہیں، جو مجبور کرتی ہیں کہ 55صفحات پر مشتمل وزیرِ خزانہ کی کسی بات پر بھی بھروسہ نہ کیا جائے۔

اس کا اعتراف تو خود حکومت کر رہی ہے کہ جن اقتصادی اہداف کو حکومت نے پچھلے سال کے بجٹ میں حاصل کرنے کا وعدہ کیا تھا، وہ ان کو حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ تو اس کے بعد پوچھنے کو رہ کیا جاتا ہے، جناب والا؟ یہ مثال تو سب نے سنی ہو گی، "اونٹ کے منہ میں زیرہ"۔ اس کی اعلیٰ ترین مثال اس بجٹ میں یوں پیش کی گئی ہے کہ تنخواہوں کی مد میں 7 % کا اضافہ کر کے حاتم طائی کی قبر پر لات ماری گئی۔ یہاں بھی معاشرے کا سفید پوش طبقہ ہی مارا جائے گا، لیکن بادشاہ سلامت، امیروں، وزیروں کی شان و شوکت، پروٹوکول، گاڑیوں کی تعداد اور پیٹرول کی کفایت شعاری کی کوئی scheme ہمیں بجٹ میں نظر نہیں آئی۔ اس کے لیے یقیناً IMF نے اجازت دی ہو گی، کیونکہ اس طرح ان کا کاروبار بھی چلتا رہے گا۔ اگر ہم نے IMF کا قرضہ اتار دیا تو ان بیچاروں کا گزارہ کیسے ہو گا؟

لیکن یہاں پوچھنے والے تو ہو کہ جناب والا! ہم تو آئینِ پاکستان کے تحت بنائے گئے Planning Commission کی اس بات کو عملی جامہ نہیں پہنا سکے، جس کے تحت ہر صوبے سے ایک رکن لے کر ایک platform پر بیٹھا جائے گا اور مشترکہ مفادات میں فیصلے کیے جائیں گے۔ بتایئے، اس فیصلے کے تحت کبھی کوئی meeting ہوئی؟ نہیں ہوئی۔ جنابِ والا! ہم بھول جاتے ہیں کہ کامیاب سیاست، ریاست کی کامیابی کی راہ دکھاتی ہے، لیکن غلام گردشوں کی سازشیں راستے بند کرتی ہیں۔ آج ان سازشوں کا شکار پاکستان کے سب صوبے ہیں۔ مت بھولیں کہ اس ملک پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا تو پورا ملک، عوام کی تکلیف میں مبتلا علاقے یا صوبے کی تکلیف دور کرنے کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں 2005ء کے زلزلے کو یاد کیا جائے جو آزاد کشمیر میں آیا تھا، جس کے لیے سندھ کا بچہ بچہ اٹھ کھڑا ہوا، اور کراچی میں چندہ دینے کے لیے کیمپوں پر لوگ گھنٹوں کھڑے رہتے تھے۔ پاکستان سے لوگوں کی مکمل وفاداری غیر مشروط تھی، لیکن وفاق اپنی ذمہ داریاں نبھانے سے قاصر ہے۔ ماہرِ اقتصادیات Mahbub ul Haq نے کہا تھا۔ "Money should be placed for human development."

پیسہ وہاں رکھو جہاں انسانی ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔ لیکن وفاق نے کیا کیا؟ Industry بند ہے، زراعت دفن ہو گئی ہے، لیکن Swindler Industry زور و شور سے جاری ہے۔ نہ زمین چل رہی ہے، نہ مشین۔ یہ آفاقی اصول ہے کہ دنیا کھیت سے ہی بنتی ہے اور منڈی تک پہنچتی ہے، لیکن آپ کی پالیسی نے تو گوادر اور کراچی کی بندرگاہوں کو motorway تک پہنچنے ہی نہیں دیا۔ آج اگر گوادر اور کراچی کی بندرگاہیں motorway تک پہنچتیں تو پاکستان کی ترقی کی کہانی کچھ اور ہوتی۔ ہمارے ہاں پنجاب میں تو motorway بنے اور بنتے رہیں گے، لیکن سکھر سے کراچی کی motorway کو بننے اور مکمل ہونے میں شاید 10 سال لگیں گے۔

ہم نے تو یہ بھی دیکھا کہ بعض لوگوں کی bus service کو چلوانے کے لیے پاکستان کے پورے Train system کو تباہ کر کے رکھ دیا گیا۔ 1970 کا Railway Budget اٹھا کر دیکھیں، جنابِ والا۔ اس زمانے میں Railway کا بجٹ ساڑھے تین کروڑ کا منافع دکھاتا

ہے، اور آج حال دیکھیں۔ جناب والا! ہم بھول چکے ہیں کہ پاکستان ایک ملک ہے، ووٹروں کی مچھلیاں پکڑنے کا جال نہیں ہے۔ صاف لفظوں میں بات کرتے ہیں، وفاق اور صوبوں کے درمیان اعتماد اور اعتبار کا فقدان ہے۔ سندھ اور پنجاب کے درمیان پانی کا تنازع چشمہ جہلم link canal کے تحت حل کیا گیا بھٹو صاحب کے زمانے میں، لیکن یہ کینال جو صرف برسات کے موسم میں کھلنا ہوتا ہے، وہ بارہ مہینے کھلا رہتا ہے اور سندھ کے نشیبی علاقے پانی کی بوند بوند کو ترستے ہیں اور وہاں کے کھیت ہریالی کو ترس رہے ہیں۔ تعلیم کا یہ حال ہے کہ وفاقی اردو یونیورسٹی کے کراچی campus کے اساتذہ اپنے مطالبات کے لیے سال بھر سے احتجاج کر رہے ہیں اور سننے والا کوئی نہیں ہے۔ PTV کراچی کا studio ویرانی کی اعلیٰ مثال ہے۔ سندھی زبان، دوسرے صوبوں کی زبانیں تو ہیں ہی نہیں، ہم ایسے ہی ہیں، ہماری زبانیں نہیں ہیں، لیکن اس کے لیے سندھی زبان کے لیے پورے ہفتے میں صرف تین دن مختص ہیں کراچی studio سے اور ہر دن صرف ایک گھنٹے کا کوئی پروگرام ہوتا ہے اور اس میں بھی اشتہارات کی بھرمار ہے۔ نہ سندھی موسیقی، نہ سندھی ڈراما، نہ ہی بچوں اور نوجوانوں کے لیے وقت یا پروگرام ہے۔ وسائل کی کمی نہیں ہے۔

جناب والا! لیکن بدانتظامی عروج پر ہے۔ نہ marketing اور نہ ہی گزشتہ اور موجودہ ملازمین کی تنخواہ اور pension کی ادائیگی۔ Higher Education Commission، اس کا بجٹ پچھلے تین سال سے ایک ہی جگہ آکر freeze ہو گیا ہے، نہ آگے، نہ پیچھے، نہ کم، نہ زیادہ۔ Academy of Letters کے پاس کتابیں چھاپنے کے لیے بجٹ نہیں دیا گیا ہے۔ اسلام آباد کا تو کیا کہنا۔ یہاں پر CDA کا راج ہے۔ اس نے جو لوگوں کا حال کیا ہوا ہے، وہ داستانیں ختم ہونے والی نہیں ہیں۔ سرکاری سکیموں میں G-13, F-12, F-15 ، بارہ کہو، اور جو سکیمیں بنیں اور لوگوں نے اپنی زندگی بھر کی جمع پونجی اس میں جمع کروادی، ان کا کیا حشر ہوا؟ Minister of Housing نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر جو بڑھک ماری تھی۔ آپ کو اس کے بعد کہیں وہ نظر آئے ہیں؟ جناب والا! یہ ہے ہمارے ایوان کی اوقات۔ Population Welfare، نہ حکومت کی ترجیح ہے اور نہ حکومت کو اس کا احساس ہے۔ 25 کروڑ کی آبادی کو آپ نے IMF کے حوالے کر دیا ہے۔ وزیراعظم سے ملکی ترقی کے لیے سوال پوچھتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ IMF سے پوچھ کے بتاؤں گا۔ جناب والا! ہمیں IMF سے پوچھ کے بتائیے کہ پاکستان کی عوام پوچھتی ہے کہ وہ زندہ رہیں یا مر جائیں۔

آخر میں صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ گزشتہ سال کی طرح اس سال 50 صفحات پر مشتمل یہ بجٹ ناقابل یقین وعدوں کا پلندہ ہے۔ یہاں پر یہ حال ہے کہ نہ کوئی کسی کو پوچھنے والا ہے، نہ accountability ۔ بدترین انتظامیہ، اسلام آباد، کشمیر، سندھ اور بلوچستان میں آپ کو بے چینی، بدامنی اور احتجاج ہی نظر آئے گا۔ سیاسی معاملات ایک ساتھ مل بیٹھ کر ہی حل ہوتے ہیں، اس کے لیے فضا ہموار کی جاتی ہے۔ وفاق کو صوبوں سے بات کرنی پڑے گی۔ اب اگر وفاق کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اسے صوبوں سے مدد مانگنی پڑ رہی ہے تو پھر صوبوں کی طاقت کا اس کو صحیح اندازہ لگانا پڑے گا، ورنہ پھر سندھ والوں کے پاس ببر لو کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مبین عارف صاحب۔

جناب محمد مبین عارف: بڑی مہربانی، سپیکر صاحب! شہباز شریف صاحب کی حکومت کا پانچواں بجٹ ہے۔ یہ پہلا دوسرا بجٹ نہیں ہے۔ وزیر اعظم نے آج تقریر میں کہا ہے کہ مجھے ایڑیاں رگڑنے دیں، چشمہ یہیں سے نکلے گا۔ سر! اب تک تو نکل آنا چاہیئے تھا، پتہ نہیں چشمہ کب نکلے گا۔ اب ان کے لیٹنے سے نکلے گا، ایڑیاں رگڑنے سے نہیں نکلے گا۔

اس Budget میں انہوں نے tax revenue کا target 2300 ارب سے بڑھادیا ہے اور جو انہوں نے total revenue collect کرنا ہے، non-tax اور tax کا ملا کے، اس کا ہدف تقریباً 21 ہزار ارب روپے کے قریب رکھا گیا ہے۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں بتائی گئی کہ industry کو relief دے کے، کاروبار کو چلا کے یا tax base broaden کر کے tax collect کریں گے۔

پچھلے 2 سال سے industry کو lollipop دے رہے ہیں کہ ہم بجلی سستی کر رہے ہیں۔ phone call بھی ملاتے ہیں تو Prime Minister کہتا ہے کہ میں نے بجلی سستی کر دی، Twitter پر دیکھتے ہیں کہ بجلی سستی کر دی، Facebook پر سستی کر دی۔ آج تک industry کو سستی بجلی نہیں ملی۔ بجلی کی وہی قیمتیں ہیں بلکہ مزید بڑھ رہی ہیں۔ مہربانی کر کے Facebook اور Twitter سے باہر آئیں اور industry کو بجلی کی مد میں relief دیں اگر آپ نے مزید tax collect کرنے ہیں۔ جو complied sector ہے ان لوگوں سے اگر آپ نے tax لینا ہے تو جو کاروبار چل رہے ہیں وہ بھی بند ہو جائیں گے۔

پچھلے Budget میں Finance Bill میں ان لوگوں نے e-commerce customs میں ڈالا، sales tax میں، income tax میں، اس دفعہ ان لوگوں نے faceless اندر ڈالا ہے۔ faceless audit ہو گا، assessment ہو گا، adjudication ہو گا۔ پہلے تو یہ بتائیے کہ e-commerce سے آپ نے کتنے پیسے اکٹھے کیے اور یہ جو faceless والا کام آپ کرنے جا رہے ہیں، National Faceless Center بنا کے اور وہاں DG appoint کر کے، آپ کاروباری لوگوں کو harass کریں گے۔ آپ لوگ tax officer کی وہاں پر identity secret رکھنے جا رہے ہیں۔ اگر آپ کا مقصد corruption ختم کرنا ہے تو مہربانی کر کے tax officer کی آپ نے identity secret رکھی ہے تو taxpayer کی بھی identity secret رکھی جائے اور اس کو پتہ نہ ہو کہ میں کس کا audit کر رہا ہوں۔

کل ایک وزیر صاحب کا بیان سن رہا تھا۔ ماشاءاللہ آج کافی وزیر بیٹھے ہیں۔ شکر ہے اللہ کا کہ اتنے مل گئے ہیں ورنہ اکٹھے ملتے نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سفارش not acceptable ہے۔ جو سفارش کرتا ہے اس کو ہم suspend کر دیتے ہیں۔ سر! اگر سفارش not acceptable ہے تو corruption کو not acceptable کریں۔ اللہ کے ناموں کے نیچے کھڑے ہو کے کہتا ہوں کہ audit کا بھی FBR میں rate ہے، assessment کا بھی rate ہے، refund کا بھی rate ہے، stock taking کا بھی rate ہے۔

میں خود کاروبار کرتا ہوں۔اللہ کی قسم پہلے کام کروالیتے تھے اور بعد میں پیسے دیتے تھے۔اب جبکہ میں MNA بنا ہوں تو کہتے ہیں کہ پہلے پیسے دو پھر کام کریں گے۔

سر! یہ حالات ہیں۔میرے ساتھ اگر یہ ہو رہا ہے تو پاکستان کی عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہو گا۔سر! تین سال میں بڑی technical باتیں کی ہیں ان تین سال میں۔انہیں بالکل سمجھ نہیں آئی۔اب دیسی باتیں کرنی ہیں جن کی ان کو سمجھ بھی آئے۔غریب آدمی کی بات کرنی ہے۔

(پنجابی)

میں قصیدے پڑھنے نہیں آیا۔یہاں نوحے پڑھنے چاہئیں جیسا آپ نے Budget پیش کیا ہے۔غریب آدمی کے لیے کوئی ایک relief دکھادو۔اگر تنخواہ کے اوپر tax exemption دی ہے تو وہ بھی ایک لاکھ اسی ہزار سے اوپر والوں کو دی ہے۔مجھے بتائیں کہ کون سا غریب آدمی ایک لاکھ اسی ہزار تنخواہ لیتا ہے؟ کون سا غریب آدمی electric vehicle منگواتا ہے؟ مہربانی کر کے غریب آدمی کا بھی سوچیں۔بجلی سستی کریں، تیل سستا کریں، آٹا، چینی اور گھی سستا کریں۔غریب آدمی کو کچھ بھی نہیں،الٹا پنجاب حکومت کی پالیسیاں ایسی ہیں کہ جو غریب آدمی کاروبار کرتا ہے، کبھی ان کی ریڑھی الٹی کر دیتے ہیں، کبھی encroachment کے چکر کے اندر ان کی دکانیں گرائی جاتی ہیں، غریب آدمی کہاں جائے، جناب سپیکر! غریب آدمی مر جائے۔غریب آدمی کہاں جائے؟ غریب آدمی سے یہ ووٹ لیکر تو آئے نہیں،یقین کرو ان کو پتہ ہے کہ دوبارہ بھی ہم ووٹ لیکر نہیں آئیں گے ہم ایسے ہی آئیں گے۔

سر! Health Sector تباہ کر دیا، ہیلتھ پنجاب ٹھیکے پر دے دیا، تعلیم پنجاب کی ٹھیکے پر دے دی، تین تین مریض ایک ایک بیڈ کے اوپر، کونسی ترقی ہوئی ہے، وزیر صاحبان بتادیں کہ کونسی ترقی ہوئی ہے۔چار دوائیاں ٹوٹل گجرانوالہ سول ہسپتال میں ملتی ہیں، کسی بھی مرض کا اگر کوئی مریض آجائے تو وہی دے دیں گے۔اگر ڈاکٹر باہر کی لکھ کر دے دیں تو بھی ڈاکٹر معطل، اگر مریض مر جائے تو ڈاکٹر کیا کرے، دوائیاں ہی تین چار ہیں۔اس کے بعد ادھر کتنے ممبر بیٹھے ہیں، جس سے مرضی پوچھ لیں، پتے کی تکلیف بہت زیادہ ہوتی ہے، پتے کا آپریشن نہ ہو بندے مرنے کے لیے دعا کرتے ہیں، گجرانوالہ ہسپتال میں جائیں تو پتے کی آپریشن کے لیے ڈیڑھ سال کا ٹائم دیتے ہیں، بھائی کونسی ترقی کر رہے ہو؟ آپ لوگوں نے تو ہمارے ملک کر تباہ کر دیا ہے، مہربانی کر کے ستھرا پنجاب میں سے کرپشن کم کرو۔ملازم گھر کے لئے آپ لوگوں نے بھرتی کیے ہیں ستھرا پنجاب کے اندر۔لوٹ کر کھا گئے ہیں، دس دس لاکھ روپے ایک point کا، وہی dumper بار بار جاتا ہے، بار بار پیسے لیکر آتا ہے۔ہر جگہ کرپشن کر رہے ہو، تو ملک نے کیسے ترقی کرنی ہے، ادھر ہر بندہ ویسے ہی default ہو گیا ہے، ادھر علاج عوام کا آپ لوگوں نے ٹھیک کر دیا ہے، اب مہربانی کر کے ہماری جان چھوڑ دو۔ہمیں آپ لوگوں کی اب حکومت نہیں چاہیئے، خدا کے لیے ہماری جان چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عارف صاحب یا انگلش میں بات کریں یا اردو میں بات کریں، یہ آپ کے Rules ہیں۔

جناب محمد مبین عارف: سر ان کو میری بات کی سمجھ بالکل ٹھیک آرہی ہے، ان کو نہ انگریزی آتی ہے نہ اردو آتی ہے۔ سر! austerity کی باتیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: عارف صاحب اگر آپ rule 281 نکال لیں تو اس میں واضح لکھا ہے کہ جب تک Chair سے permission نہ ملے you can only speak in English or Urdu تو kindly پابندی کیجئے۔ Wind up کریں دو منٹ رہتے ہیں۔

جناب محمد مبین عارف: سر! مجھے مزید اجازت دے دیں میں بات کر لوں۔ سر! ٹوٹل اگر PSDP value دیکھیں۔ بیس ہزار ارب روپے کا ہے اور صوبوں نے بھی کوئی پانچ، پانچ چھ، چھ سو ارب روپے collect کرنے ہیں ٹیکس کے، سر! چوبیس ہزار ارب روپے کی collection لگا لیں آپ چاروں صوبوں کی اور وفاق کی، tax and non-tax ملا کر اور PSDP صرف ایک ہزار ارب روپے کا، عوام کے اوپر صرف ایک ہزار ارب روپے لگانا ہے، مگر صوبوں میں کہیں پر چار سو، کہیں پر تین سو، کہیں چھ سو ٹوٹل ملا لیں تو دو ہزار 25 سو ارب روپے کی development ہے public sector کے اندر صوبوں کی اور وفاق کی ملا کر۔ مجھے بتائیں سر! کہ اتنے بڑے جو آپ نے ہاتھی پال رکھے ہیں پچیس پچیس ہزار ارب روپے کی collection کرتے ہیں اور عوام کو واپس دو ہزار دیتے ہیں، سر! یہ تو بہت بڑی زیادتی ہے ملک کے ساتھ۔

آخر میں گجرانوالہ کو PSDP کے اندر کچھ بھی نہیں دیا گیا۔ مجھے تو حیرانگی ہوتی ہے کہ یہاں پر گجرانوالہ کی نمائندگی میرے علاوہ بھی کوئی نہ کوئی ہوگی تو وہ یہاں پر کیا لینے نہیں آتے۔ اگر اپنے شہر کی بات نہیں کر سکتے، اپنے پیسے نہیں لیکر جا سکتے ان سے چھین کے، بڑے بڑے وزیر ہیں، اپنی مرضی سے اپنے ضلعوں کے اندر پیسے لے جاتے ہیں، باقی MNAs کا کیا قصور ہے۔ ان کو حق دیں، میں آپ لوگوں کی بھی جنگ لڑ رہا ہوں تو کیا یہ وزیروں کا ہی حق ہے کہ وہ سارے پیسے اپنے ضلعوں میں ہی لیکر جائیں۔ سر! BRT کا منصوبہ ہمارے شہر کے اندر شروع کیا ہے، تقریباً پندرہ سے بیس ارب روپے کا infrastructure پہلے ہمارے شہر کا تباہ کیا ہے، اس کے بعد 63 billion کا وہ منصوبہ ہے کل ملا کر 85 ارب روپے بن جاتے ہیں اور سارا شہر انہوں نے اکھاڑا ہوا ہے اور یہ نہیں پتہ کہ وہ کدھر جائے گا، وہ کیسے complete ہوگا اور ہمارے کسی شہر کے MNA, MPA چاہے حکومت کے ہیں، میں اپنی بات چھوڑتا ہوں ان سے بھی مشورہ نہیں لیا گیا، لاہور میں بیٹھ کر یہ فیصلے کر دیے جاتے ہیں اتنے پیسوں میں اور بھی بہت کچھ ہو سکتا تھا۔

ہمارے شہر میں یونیورسٹی جو انہوں نے دی ہے کافی سال کے بعد اس کے لیے پانچ کروڑ روپے release کرتے ہیں، ایک بھی public sector university نہیں تھی ہمارے شہر کے اندر، سر! اس کے اندر 63 ارب روپے میں ہسپتال بن جاتے ہیں، یونیورسٹیاں بن جاتی ہیں، میں یہ NFC کے دعوے کرنے والوں کو یہ کہتا ہوں کہ یہ بالکل ڈرامہ ہے NFC، اگر واقعی غریب لوگوں کو اور چھوٹے شہروں کو ان کے حقوق نہیں ملنے تو اس کا پھر کوئی فائدہ نہیں ہے۔

آخر میں شعر پڑھنے سے پہلے بلوچستان کی آبادی جو ہے وہ دو کروڑ سے نیچے ہے تو وہ صوبہ ہے۔ تو آج کل ادھر صوبہ بننے کی باتیں ہو رہی تھیں۔ خدا کا واسطہ ہے کہ ہمارا جو گجرانوالہ ڈویژن ہے اور گجرات اس کی بھی آبادی دو کروڑ سے زیادہ ہے۔ ہمیں بھی صوبہ بنا دیں، ہماری لاہور سے جان چھڑوائیں، لاہور والے ہمیں لیکر بیٹھ گئے ہیں، سارے پیسے ادھر لگ جاتے ہیں اور آخر میں شعر پڑھ کر اجازت چاہوں گا۔ (پنجابی اشعار)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا محمد قاسم نون صاحب۔

رانا محمد قاسم نون: شکریہ جناب سپیکر! بجٹ تقریر سے پہلے میں پوری پاکستانی قوم کو honourable Prime Minister of Pakistan کو Deputy Prime Minister کو اور specially سپہ سالار Field Marshal, Chief of Defense Forces کو ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ historic moment ہے آج پوری پاکستان کے لیے آج پاکستان کی international relevance ہوئی ہے، آج پاکستان پہ پوری international community کا focus ہو گیا ہے، اللہ نے پاکستان کا بازو پکڑا ہے اور آج mediation کراکے parlays کراکے اور ایران امریکہ کا جو یہ truce ہوا ہے یہ بہت بڑا credit ہے قوموں کی تاریخ میں، یہ معمولی واقعہ نہیں ہے، جہاں اس region میں political stability آئے گی peace آئے گا economic activity ہو گی وہاں پر ایک third world war سے بھی ہم بچے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں یہ historic moment ہے اور جہاں اس کے ثمرات پوری دنیا میں آئیں گے جہاں economic recession ہے اور پھر ہمارے region میں جو inflation ہوا ہے اور specially petroleum products کے حوالے سے اور پھر oil and gas sector میں energy sector میں تو اس سے پاکستان بھی متاثرین میں سے تھا ہمارے تو چاروں طرف آگ لگ گئی ہے جب سے بنیانِ مرصوص میں اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو فتحِ مبین دی ہے، معرکہ حق میں ہم نے جھنڈے گاڑے ہیں۔ ہم نے اپنی civil and military leadership کی majority کو دیکھتے ہوئے مودی سرکار کی نخوت، تکبر اور غرور کو خاک میں ملایا ہے۔ ہماری armed forces نے Field Marshal کی قیادت میں جس بہادری سے یہ معرکہ حق کو جیتا ہے This is the golden chapter in the history of the wars. اور پھر befitting respond دی ہے۔

آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں internationally عزت دی ہے، وقار دی ہے، dignity میں اضافہ ہوا ہے، پاکستان کا نام بلند ہوا ہے۔ تو اتنا ہی ہمارے ملک کے اندر سازشیں جنم لے رہی ہیں، insurgency ہو رہی ہے، Balochistan is bleeding, KP میں کیا ہو رہا ہے؟ اور اب انہوں نے چنا ہے میدان Azad Jammu & Kashmir. Kashmir تو ایک noble cause ہے جی۔ شہداء کا ورثہ ہے، ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ کشمیر کے بغیر پاکستان ادھورا ہے pay stands for Kashmir اور آج جو وہاں آگ لگائی گئی ہے یہ معرکہ حق سے گھبرا گئے ہیں Hindutva, RSS مودی سرکار۔

ہم فاروق عبداللہ کی جو اس نے recently statement دی ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں، شدید ترین مذمت کرتے ہیں۔ آج جہاں پہ علی گیلانی کا خون بہہ، جہاں پہ برہان وانی کی شہادت ہوئی، جہاں حریت کانفرنس کی لیڈرشپ تہاڑ جیل میں دور دراز جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ جہاں پہ آزادی کی جدوجہد 78 سال سے جاری ہے۔

Pakistan always supported, politically, morally, diplomatically to the Kashmiris brothers and sisters. ہم یہ سمجھتے ہیں کہ Kashmir is integral part of Pakistan, it has never been the integral part of India. Kashmir geographically, politically, morally, religiously, historically is a part of Pakistan. Kashmir is a flesh bones in blood of Pakistan.

کشمیریت اور پاکستانیت جو ہے یہ یک جان دو قالب ہیں، اس کو کوئی جدا نہیں کر سکتا۔ ہم مذمت کرتے ہیں چند مٹھی بھر شر پسند عناصر کی جنھوں نے کشمیر میں جو current situation میں آگ لگانے کی کوشش کی۔ مہاجرین کے بغیر Kashmir cause ادھورا ہے۔ K.H Khurshid بھی مہاجر تھا جو پریذیڈنٹ، پرائم منسٹر رہا، چوہدری غلام عباس بھی تھا اور آزادی کشمیر کا hero مقبول بٹ شہید جس کو تہاڑ جیل میں شہید کر دیا گیا اس نے بھی کے پی میں ایبٹ آباد اور شنکیاری کی سیٹ پر مہاجر سیٹ سے الیکشن لڑا تھا۔ مہاجرین کے بغیر تو کشمیر ادھورا ہے۔ ہم ان تمام elements کی اور vagabonds کی مذمت کرتے ہیں کہ جو Kashmir cause کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک پاکستان کی اور AJ&K Government کی وہاں پہ writ نہیں ہوتی اس وقت تک چیزیں بہتر نہیں ہو سکتی اور ہم Kashmiri diaspora کو بھی سلام پیش کرتے ہیں remittances کے حوالے سے، Kashmir cause کے لیے voices raise کرنے کے حوالے سے۔

ہماری استدعا یہ ہے کہ مماثلت دیکھیں کہ Indian Illegally Occupied Jammu & Kashmir میں 8 to 10 lac army deployed ہے، paramilitary forces ہیں۔ انہیں پولیس کے اختیارات دے دیے گئے ہیں۔ Custodial killings ہیں، وہاں پر abductions ہیں۔ Bulldozes of the houses ہیں، rapes ہیں اور پھر ہزاروں لوگوں کو وہاں سے اٹھا کے انڈین کی دور دراز جیلوں میں پھینک دیے گئے ہیں۔

Human rights کی grass violation ہے۔ ہم آج بھی کہتے ہیں کہ جب تک right of self-determination to the Kashmiris اور fair, free and transparent plebiscite نہیں ہوتا اس وقت تک اور جب تک Kashmir dispute resolve نہیں ہوتا اس وقت تک South Asia میں peace and stability نہیں آ سکتی۔ تو ہم آج بھی کشمیریوں کے ساتھ ہیں۔ کشمیری ہمارے بھائی ہیں، بہنیں ہیں، قائداعظم محمد علی جناح founder of the nation نے کہا تھا کہ کشمیر ہماری

شہ رگ ہے۔اور ہم سمجھتے ہیں کہ کشمیریوں کے دل بھی ہمارے ساتھ دھڑکتے ہیں۔اور ہم علی گیلانی کو salute پیش کرتے ہیں جنہوں نے سری نگر کے لال چوک پہ بولا کہ ہم پاکستانی ہیں، پاکستان ہمارا ہے۔

جناب سپیکر! جس economic conditions میں economic recessions میں یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے، تو ہم سمجھتے ہیں کہ بہت balanced Budget ہے۔موجودہ حالات میں اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں ہو سکتا تھا۔ جہاں پر IMF کی conditionalities ہوں، جہاں پر آج ہم دیکھتے ہیں کہ چار پانچ سال میں جو affect ہے، ہماری economy stable ہوئی ہے۔ Issue growth کا ہے، growth اس وقت ہوتی ہے جب ہو foreign investment ہو، industrialization ہو، unemployment کا خاتمہ ہوئے اور economic prosperity grass-root تک جائے۔

یہ دیکھتے ہیں کہ جس طرح salaried class کا خیال رکھا گیا ہے اس بجٹ میں، pensioners کو relief دیا گیا اور اس کے بعد صوبوں نے جس طرح کھلے دل سے وفاق کو کچھ عرصے کے لیے defence میں اور debt servicing میں funds مہیا کیے ہیں، یہ قابل تحسین ہے۔

اس کے بعد جناب والا! ہمیں چاہیئے There is always room for the improvement, Mr. Speaker Sir, as you know ہمیں privatization پر زور دینا چاہیئے، ہمیں growth پہ زور دینا چاہیئے، ہمیں industrialization پہ زور دینا چاہیئے اور پھر جو Benazir Income Support Programme میں funds کو enhance کیا گیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے جو poverty alleviation ہے وہ ممکن ہو سکے گی۔ غربت کا خاتمہ ہو گا، تخویف غربت ہو گی اور ہمارا ملک خوشحالی کی طرف بڑھے گا۔

یہ جو واقعہ ہوا ہے historic امریکہ ایران جنگ کسی کے وہم و گمان میں نہیں تھا۔اس کے بعد پاکستان ان شاءاللہ economic front پہ ترقی کرے گا۔ جہاں ہم نے military diplomacy پہ اپنا مقام پیدا کیا، foreign diplomacy میں ہم نے اپنا مقام پیدا کیا اور ہماری civil and military leadership نے جس طرح maturity کا مظاہرہ کیا۔آج پاکستان زمین سے اٹھ کے اللہ کے فضل سے آسمانوں پہ چلا گیا ہے اور اس کو نظر نہ لگے۔

نظریہ کشمیر جو کچھ ہو رہا ہے، یہ نظر بد ہے۔اللہ پاکستان کو بچائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ sanity prevail ہو، بیٹھ کے بات کی جائے، سڑکوں پہ constitutional issues کبھی حل ہوئے؟ سڑکوں پہ آپ کہتے ہیں کہ حلف ناموں سے پاکستان کا نام نکالو۔ ہم ان تمام nefarious designs کی جو Indian support سے ہو رہا ہے، مذمت کرتے ہیں۔

مسٹر سپیکر سر! ہم یہ سمجھتے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس۔آخری بات کریں، پلیز۔

رانا محمد قاسم نون: جناب ڈپٹی سپیکر صاحب I need few more minutes, If you allow me, I will be grateful.

جناب ڈپٹی سپیکر: حاضر، حاضر، مگر آخری بات کرلیں۔

رانا محمد قاسم نون: کیا10 منٹ اور دیے ہیں میں سمجھا نہیں مسٹر سپیکر سر؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گیارہ منٹ۔

رانا محمد قاسم نون: آخری نہیں جی، آخری سے پہلے تھوڑا بولنے دیں۔اس میں سب سے پہلے مسٹر سپیکر سر! ہم یہی سمجھتے ہیں کہ Agriculture is a bone of economy of Pakistan, آپ یقین کریں کہ کسان بدحال ہے، مشکل میں ہے، مخدوش حالت ہے اس کی کئی سال کی فصلیں اس کو برباد کر گئی ہیں۔ہم تو یہ سمجھتے رہے ہیں کہ جب تک کسان کی economic back holding مضبوط نہیں ہوگی پاکستان میں ترقی کا پہیہ آگے نہیں جاسکتا۔جب تک rural economy strengthen نہیں ہوگی اس وقت تک شہروں میں چکاچاند روشنی نہیں آسکتی۔

خدارا ایک کاشتکار کو، کسان کو، زمیندار کو بچالیں، وہ جہاد کر رہا ہے۔قدرت کی آفات سے بھی لڑتا ہے، زمینی آفات سے بھی لڑتا ہے اور at the end اس کو ذلت ملتی ہے۔

مسٹر سپیکر سر! میری گزارش یہ ہے کہ agriculture پہ In House ایک کمیٹی constitute کی جائے۔اس میں بحث ہو، agriculture sector کو اٹھایا جائے۔ تمام stakeholders کو اس میں شامل کیا جائے، on board لیا جائے۔ تو شاید agriculture sector میں بہتری ہو۔جناب سپیکر! میرا حلقہ NA-153 ہے، ڈسٹرکٹ ملتان، تحصیل شجاع آباد اور تحصیل جلال پور پیر والا، یہ دو تحصیلوں پر محیط MNA کا حلقہ ہے۔پسماندگی ہے، غربت ہے، جہالت ہے، بے روزگاری ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ وہاں جنوبی پنجاب کے حوالے سے دو mega projects ہیں۔ایک River Chenab پر inter-district bridge ہے، جس سے Motorway M-5 کے ساتھ connectivity ہوگی، ملتان اور مظفر گڑھ کے درمیان، تو اس سے ترقی کا پہیہ آگے ہوگا، socio-economic uplift ہوگی۔ایک project جو ہے۔thank you Chief Whip صاحب، thank you، یہ ایک ایسا دیرینہ خواب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دوسری بات بتائیں۔

رانا محمد قاسم نون: دوسرا ایک interchange ٹھٹھہ گھلواں، تحصیل شجاع آباد میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے آپ کے دونوں points آگئے، شکریہ۔اب چار منٹ زیادہ ہوگئے ہیں، کہنامان لیں please۔ابرار علی شاہ صاحب،ایک منٹ نون صاحب کا مائیک کھولیں، complete کریں please۔

رانا محمد قاسم نون: میاں نواز شریف انجینئرنگ یونیورسٹی ملتان، یہ تحصیل ملتان ڈسٹرکٹ سے 90 کلومیٹر دور ہے، ہمیں سب کیمپس دیا جائے تاکہ لوگوں کو skilled education ملے اور لوگ اپنا مقدر سنواریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، شکریہ۔ابرار علی شاہ صاحب۔

سید ابرار علی شاہ: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

خدا کرے کہ میری عرض پاک پر اترے
وہ فصل گل جس سے اندیشہ زوال نہ ہو

جناب سپیکر! آج میں اس ایوان کے توسط سے آپ کو، پوری قوم کو اور خاص طور پر صدر مملکت جناب آصف علی زرداری صاحب، وزیراعظم شہباز شریف صاحب، Field Marshal Asim Munir صاحب سمیت پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جن کی کوشش سے دنیا تیسری عالمی جنگ سے بچ گئی۔اس موقع پر میں افواج پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور شہداء کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اپنی قوت اور اپنے پاکستان کا نام روشن کیا ہے۔

اس بجٹ پر میرے کافی دوستوں نے بات چیت کی ہے، بجٹ 27-2026 پیش کیا ہے جس میں ظاہری طور پر عوام کو کوئی ریلیف نہیں دیا گیا لیکن ملک کی صورتحال اور حالات کی وجہ سے اس بجٹ کو بڑی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔میں پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت، کارکنان اور جیالوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے جمہوریت، آئین، پارلیمنٹ اور عوامی حقوق کے لیے بے مثال قربانیاں دی ہیں۔شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی جدوجہد پاکستان کی سیاسی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ وفاق کو مضبوط بنانے، عوامی خدمت اور جمہوریت کے فروغ کے لیے کردار ادا کرتی رہی ہے۔گلگت بلتستان کے عوام نے پاکستان پیپلز پارٹی پر اعتماد کا اظہار کیا ہے، اور ہمیں یقین ہے کہ عوامی خدمت، اور جمہوری سیاست کی بنیاد پر پاکستان پیپلز پارٹی آزاد جموں وکشمیر میں بھی عوام کی بھرپور حمایت حاصل کرے گی۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں FBR کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سال 15.26 trillion کا tax collection target رکھا گیا ہے جو پچھلے سال 12.98 trillion سے تقریباً 17 فیصد زیادہ ہے۔اس میں میری سوچ کے مطابق 8 سے 10 فیصد تو CPI سے cover ہو جائے گا، باقی tax target مجھے نظر نہیں آرہا۔اگر FBR tax collection میں کامیاب نہ ہوئی تو پھر وفاق اور صوبوں

کے درمیان نااتفاقی ہوسکتی ہے۔اس کے علاوہ تنخواہ دار لوگ 550 بلین روپے کے ٹیکس دے رہے ہیں، لیکن ان کو بجٹ میں کوئی ریلیف نہیں دیا گیا۔

غریب لوگوں کیلئے کوئی فائدہ اس بجٹ میں مجھے نظر نہیں آرہا۔آپ ایک گھر کا بجٹ بنالیں جس کی تنخواہ 50ہزار ہو، تو اس کا گزارہ کیسے ہوگا؟ ایک سال میں آپ نے 4مرتبہ پیٹرول بڑھایا ہے، اس سے ہر چیز پر ٹیکس بھی بڑھے گا اور کسی کا گزارہ بھی نہیں ہوسکے گا اور مہنگائی ہوجائے گی۔اس کے علاوہ میری یہ گزارش ہے کہ جو 15فیصد ٹیکس انہوں نے مزید چیزوں پر لگایا ہے جس میں روزمرہ کی اشیاء جو گھر پر استعمال ہوتی ہیں، چاول دالیں، آٹا اور گھی وغیرہ، یہ ٹیکس ختم ہونا چاہئیے تاکہ لوگوں کو فائدہ ملے۔میری گزارش یہ ہے کہ ملازمین کی جو 7فیصد تنخواہ بڑھی ہے تو 7فیصد سے کیا ہوتا ہے؟آج کوئی بچہ بھی 200یا500روپے نہیں لیتا۔میری وزیراعظم صاحب اور Finance Minister صاحب سے یہ گزارش ہے کہ کم از کم 30فیصد تنخواہ بڑھائی جائے۔

یہاں پر ہمیشہ بجٹ میں مجھے افسوس ہوتا ہے، جب بھی بجٹ پیش ہوتا ہے تو اپوزیشن احتجاج میں آکر کھڑی ہوتی ہے۔پاکستان بنے 75سال ہو گئے ہیں، لیکن ابھی تک ہمیں civic sense نہیں آئی۔بجٹ سنیں، اُس پر بحث کریں، لیکن بجٹ پیش کرتے ہوئے کسی کو پریشان کرنا، کسی سے بداخلاقی کرنا نامناسب ہے۔

کل میرے ایک بھائی نے یہاں پر مسز عمران خان اور عمران خان کے حوالے سے بات کی اور کہہ رہے تھے کہ ان کو آزاد کریں۔میں اُن کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بالکل اُن کو آزاد ہونا چاہئیے، پاکستان پیپلز پارٹی جمہوریت پر یقین رکھتی ہے لیکن جو ملک کی سلامتی کے خلاف بات کرے، اس کا تو اندر ہی رہنا بہتر ہے۔میری بہن ادیّ فریال تالپور صاحبہ اور آصف علی زرداری صاحب کو نیب کے جھوٹے کیسز میں پھنسا کر لے گئے اور ادی کو عید والی رات لے گئے تو اس میں ان کو شرم نہیں آئی اور آج ان کیلئے بول رہے ہیں کہ اُن کو رہا کیا جائے تو یہ غیر مناسب بات ہے۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں PSDP صرف ایک ارب روپے رکھا گیا ہے، ایک ارب روپے سے کیا ہوتا ہے؟میری یہ گزارش ہے کہ اِس کو بڑھا کر کچھ زیادہ رکھا جائے جس میں عوام کی بہتری ہو۔اس کے ساتھ ہی میں اپنے حلقے کی بات ضرور کروں گا۔ہمارے حلقے میں agriculture کا بڑا ایشو ہے۔اگر فصل ہوتی ہے تو ریٹ نہیں ہوتا۔Fertilizer and agriculture related چیزوں کا بڑا ریٹ ہوتا ہے۔پانی کی قلت ہے، جس سے وہاں کے لوگ بہت پریشان ہیں۔میرے علاقے میں جیسے شہر میراپور ہوگیا، ہالانی، ٹھاروشاہ، دربیلو، بھریا روڈ، خانوان، کنڈیارو، موبا دیرو، لاکھا روڈ، کوٹڑی کبیر، کمال دیرو، ان بڑے بڑے شہروں میں لائٹ کا بڑا problem ہورہا ہے، سر۔اس گرمی میں transformer جل جاتے ہیں، لیکن کچھ دنوں کے بعد ان کو ملتے ہیں یا ملتے نہیں ہیں۔تو میری یہ بھی التجا ہے آپ سے کہ خدا کے لیے، اور اس عوام کے مسائل کو ترجیحی بنیاد پر حل کریں۔سر!ایک شعر پڑھوں گا، پھر میں جاؤں گا۔

میرے مولا، میری دھرتی کو سلامت رکھنا،

لعل و یاقوت سے مٹی کو سلامت رکھنا،

بڑی مہربانی، پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ عالیہ کامران صاحبہ۔

محترمہ عالیہ کامران: بہت شکریہ محترم آپ کا۔ آپ نے مجھے بجٹ 27-2026 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ محترم بجٹ کے اچھے ہونے کا پیمانہ اس کا عوام دوست ہونا ہوتا ہے۔ جب بھی ہم اکانومی کی بات کرتے ہیں تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ ملک default ہونے والا تھا جب ہمیں ملا۔ ہم نے اس کو stability کی طرف گامزن کیا ہے۔ محترم جس stability کا ذکر کیا جاتا ہے وہ یقیناً اشرافیہ، وزیر، مشیر وغیرہ کی زندگی میں تو آئی ہے مگر stability ایک عام آدمی کی زندگی میں بالکل نظر نہیں آتی ہے۔ کیا مہنگائی بڑھی یا کم ہوئی۔ عوام کو روزگار کے مواقعے دیے گئے۔ کیا عوام کو ریلیف ملا ہے یا نہیں ملا۔ آپ کے اپنے سروے اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ غربت کی شرح 23 فیصد سے 29 فیصد تک پہنچ گئی۔ یعنی پاکستان کا ہر تیسرا فرد غریب ہے اور غربت کا پیمانہ جو set کیا گیا ہے جس کے پاس 8370 روپے ہیں وہ غریب نہیں ہے۔ تو اس stability کا جو راگ الاپا جاتا ہے وہ بے معنی ہو کر رہ گیا ہے۔

محترم آپ نے 5 بجٹ دیے ہیں۔ دو PDM کے دور میں اور ابھی تین اس دور کے اندر۔ مگر حال یہ ہے کہ معیشت 4 فیصد کی شرح نمود کو achieve نہیں کر پا رہی ہے۔ ہر سال قرضوں کی مد کے اندر ایک خطیر رقم نکل جاتی ہے بجٹ کے لیے ہمیں مزید قرضے لینے پڑتے ہیں وہ بھی سود کے اوپر۔ سارا توازن بگڑ جاتا ہے۔ محترم حکومت کی priority یہ ہونی چاہیئے کہ ان قرضوں کے حجم کو کم کیسے کیا جانا چاہیئے اس کے اوپر غور غوص کریں۔ اس چیز پر توجہ دینی چاہیئے کہ آمدن کو کیسے بڑھایا جائے۔ پاکستان کہنے کو تو ایک زرعی ملک ہے مگر یہ زرعی ملک اپنی پیداوار بڑھانے میں ناکام رہا ہے۔ ہم دالوں کا ایک بڑا حصہ باہر سے امپورٹ کرتے ہیں۔ اگر انڈسٹری کی بات کی جائے تو جہاں پر پاکستان میں نئی صنعتیں لگنی چاہئیں تھیں وہاں پر 125 کے لگ بھگ صنعتی یونٹ بند ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ مہنگی energy اور صنعتی امن کا نہ ہونا۔ بدقسمتی سے اس بجٹ میں ان دونوں معاملات کو address نہیں کیا گیا۔ ملکوں میں جب ہم نے آمدن کو بڑھانا ہوتا ہے تو آپ کی industries کا پہیہ رواں ہونا چاہیئے۔ لیکن حکومت پتہ نہیں اس کے اوپر کیوں توجہ نہیں دے رہی۔ اب اگر ہم ایکسپورٹ کی بات کرتے ہیں۔ تو پاکستان کی ایکسپورٹ گذشتہ دو دہائیوں سے جمود کا شکار ہے۔ ایک طرف تو اڑان پاکستان جیسے پروگراموں کو propagate کیا جاتا ہے اور دوسری طرف آپ تیسرا بجٹ پیش کر رہے ہیں اور اس وقت بھی export پاکستان کی 20 سال پہلے والی جگہ کے اوپر کھڑی ہے۔ اڑان پاکستان میں 60 ارب ڈالر تک کا ہدف مقرر کیا گیا۔ بجٹ میں کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔ دو سال پیچھے رہ گئے ہیں ایسی کون سی بڑی تبدیلی رونما ہو گی کہ ہم اس ایکسپورٹ کے ہدف تک پہنچ جائیں گے۔ FBR کی کارکردگی سب کے سامنے ہے۔ FBR ہر سال اپنے ہدف میں ناکام رہتا ہے۔ اس دفعہ بھی FBR نے petroleum levy میں اضافے کے ذریعے ممکن بنائی گئی۔ اس

میں جو IMF کی ظالمانہ شرائط ہیں اس سے بھی آگے چلا جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ کیا FBR نے اپنے tax net میں نئے لوگوں کو شامل کیا ہے تو وہ نفی میں ہے۔ سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ 550 ارب روپے تنخواہ دار طبقے سے وصول کیا جاتا ہے۔ آپ نے تنخواہوں کے اندر 7 فیصد اضافہ کیا ہے جو کہ مہنگائی کے تناسب سے کم ہے اس کو زیادہ ہونا چاہیے۔

دنیا بھر جن کی آمدن کم ہوتی ہے ان کی آمدن کو بڑھایا جاتا ہے۔ اگر کسی کی تنخواہ 35000 روپے ہے اور 7 فیصد اگر اس میں اضافہ کرتے ہیں تو کتنا اضافہ ہو گیا 3500 یعنی 40000 روپے بھی اس کو نہیں ملتے یعنی اس کو کم مل رہا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو 22 گریڈ والا جو بندہ ہے اس کی تنخواہ میں اگر 7 فیصد اضافہ کر دیا جائے تا تو اچھی خاصی تنخواہ بن جاتی ہے۔ ہمیں ان معاملات کو دیکھنا ہے تاکہ کم آمدن والے لوگوں کو ہم کس طرح سے accommodate کر سکیں۔ تو اس پر حکومت کو توجہ دینی چاہیئے۔ سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ اس بجٹ میں surcharge کو 1 فیصد کم کر دیا گیا ہے اور وہی لوگ ہیں جن کی تنخواہیں ایک کروڑ سے زیادہ لیتے ہیں۔ پنشن میں جو 7 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے وہ بھی مہنگائی کے تناسب سے کم ہے۔ اسے بھی بڑھانا چاہیئے۔ مزدور کی اجرت کم سے کم 60 ہزار سے کسی بھی صورت کم نہیں ہونی چاہیے۔ محترم تعلیم ملک کے لیے روح کا درجہ رکھتی ہے اور خاص طور پر وہ حصے جو research سے relate کرتے ہیں۔ مگر حکومت کا تعلیم میں دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ اس سال جو فنڈز مختص کیے گئے ہیں وہ پچھلے سال کے فنڈز سے کم ہیں۔ آپ دنیا کے ساتھ مقابلہ کرنے نکلے ہیں لیکن آپ تعلیم اور research کے بغیر کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں۔۔ دنیا بھر کے اندر اساتذہ اور جو Researcher ہوتے ہیں ان کا ایک خاص درجہ ہوتا ہے اور ان کو عزت دی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں اساتذہ اور Researcher کو بھی special rebate دیا جاتا تھا کچھ عرصہ پہلے۔ لیکن اب ان سے چھوٹ واپس لے لی گئی ہے۔ محترم معزز اساتذہ اگر بغیر کسی فکر کے وہ کام کریں گے تو بہترین نتائج دے سکیں گے۔ ان کی وہ چھوٹ برقرار رکھنی چاہیے۔ BISP کا پروگرام ایک نہایت محترم شخصیت کے نام کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اس پروگرام کو جب شروع کیا گیا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ عوام خاص طور خواتین کو خود کفیل بنانا اور ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ہے اور غربت کو ختم کرنا ہے۔ محترم ہر سال اس کے لیے ایک خاص مخصوص فنڈز بڑھائے جاتے ہیں اور اس میں مزید گھرانوں کو add کر دیا جاتا ہے۔ بڑی معذرت کے ساتھ جو اس چیز کے ساتھ indicate کرتے ہیں کہ جس مقصد کے لیے یہ پروگرام start ہوا تھا اس کو ہم achieve نہیں کر پا رہے ہیں۔ اگر خواتین خود کفیل ہوتی اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہوتی تو ان گھرانوں کی تعداد جو بڑھتی جا رہی ہے یا خواتین کی تعداد جو اس پروگرام کے تحت بڑھتی جا رہی ہے تو وہ کم ہونی چاہیے تھی۔ اس پروگرام کا از سر نو اس کے خدوخال کا مکمل جائزہ لیا جائے۔ جس مقصد کے لیے جس محترم شخصیت کے نام کے اوپر اس پروگرام کو start کیا گیا تھا تو اس کے رزلٹ ہمیں بہتر مل سکیں۔ ملک سے brain drain ہو رہا ہے جس کا حکومت کا کوئی ادراک نہیں ہے۔ ہمارے بچے ملک چھوڑ کر دربدر ہو کر جائز اور ناجائز طریقوں سے دوسرے ملکوں میں جا رہے ہیں۔ نوجوان ملک کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ یہ سرمایہ اب ہمارا نہیں ہے اور یہ سرمایہ دوسروں ملکوں میں جا کر serve کرتا ہے اور ان کے بھیجے ہوئے زرمبادلہ سے اپنی زندگی گزاریں۔ دوسرا ان کو روزگار میسر نہیں کر پائے۔ پچھلے بجٹ میں بھی اس معاملے کو نہیں address کیا گیا۔

پچھلے دو بجٹ میں سولر کے بہت فائدے گنوائے گئے ہیں اور پھر بعد میں IPPs کے کہنے کے اوپر اس کو مشکل بنا دیا اور یہ معاملہ بھی مجھے ملتا جلتا نظر آرہا ہے۔ بلوچستان میں غربت کی شرح 47 فیصد ہے۔ مطلب بلوچستان میں ہر دوسرا بندہ 8347 روپے سے کم رقم میں وقت گزارنے پر مجبور ہے اور یہ standard آپ کا مقرر کیا ہوا ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے اپنی تقریر میں یہاں پر کہا تھا کہ بلوچستان ان کے دل کے بہت قریب ہے۔ بلکہ یہاں پر جب بھی بلوچستان کا ذکر ہوتا ہے تو سب کہتے ہیں کہ بلوچستان ان کے دل بہت قریب ہے۔ بلوچستان اگر دل کے اتنے قریب ہے محترم! میرا سوال یہ ہے کہ بلوچستان اگر دل کے اتنے قریب ہے تو پھر میرے بلوچستان کے اندر ایک بھی motorway ابھی تک کیوں نہیں ہے؟ میرے بلوچستان کے اندر بے روزگاری کیوں ہے؟ میرے بلوچستان میں internet کی سہولت کیوں نہیں دی جا رہی ہے؟ میرے بلوچستان میں گیس کیوں نہیں؟ میرے بلوچستان میں بجلی کیوں نہیں؟ میرے بلوچستان امن کیوں نہیں قائم کیا جا رہا؟ سر! دلوں کے اتنے قریب ہونے کے باوجود میرے بلوچستان میں اس طرح کی ترقی نظر نہیں آتی جتنی اسلام آباد، لاہور اور کراچی کی ہے۔ محترم! اگر اتنا قریب ہے تو وہاں پر غربت کو ختم کرنے کے بجائے غریبوں کو ختم کرنے کا programme شروع کر دیا گیا ہے۔ Sir! NFC Award کو چھیڑے بغیر آپ دستور کی مخالفت میں صوبوں کا حق وہاں کے عوام کی مرضی کے بغیر لے رہے ہیں، جو کہ درست نہیں ہے۔ 47 % غربت کے صوبے سے رقم ہتھیانا وفاق کو بالکل بھی زیب نہیں دیتا۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب ارباب عامر ایوب صاحب۔

ارباب عامر ایوب: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صل عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ (عربی)۔ جناب سپیکر صاحب! قومی اسمبلی بجٹ .general discussion 2026-27 سب سے پہلے تو اس بجٹ کے لحاظ سے میں یہ بات کروں گا کہ اس میں جتنا بھی تخمینہ لگایا گیا ہے تنخواہوں کے مد میں، ہمارے جتنے بھی institutions ہیں پاکستان میں، ہمارے جتنے بھی ادارے ہیں جن کو آپ increment دینا چاہ رہے ہیں، جن کی salaries آپ raise کرنا چاہ رہے ہیں، سب سے پہلے یہ پوچھا جاتا ہے کہ آیا یہ ادارے اپنا حق ادا کر رہے ہیں یا نہیں؟ یہ انصاف دے رہے ہیں عوام کو یا نہیں؟ بالکل بھی نہیں۔ جناب! کیسے دیں گے۔ حکومت نے ہی جمہوریت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ ہماری live transmission ، ہماری آواز، سب پر آپ نے پابندی لگا دی ہے۔ آپ جب جمہوریت نہیں چاہتے ملک میں تو آپ کیا توقع رکھتے ہیں کہ یہ ملک ترقی کیسے کرے گا؟

میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہ بجٹ 84 ہزار ارب روپے deficit میں ہے۔ مجھے Prime Minister صاحب اس چیز کی ایک وضاحت کر دیں۔ میں ان کو مبارکباد میں دیتا ہوں کہ اللہ پاک نے عزت دی پاکستان کو کہ یہ جو جنگیں ہوئی ہیں، اس میں اللہ پاک نے ہمیں فتح نصیب کی، الحمدللہ۔ ایران کے معاملے میں اللہ پاک نے ایران کی مدد کی۔ اللہ پاک ہماری عزت رکھ رہا ہے۔ یہ پورے پاکستان کو مبارکباد ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ اپنے گھر کی طرف دیکھیں کہ آپ گھر کے اندر کیا کر رہے ہیں؟ جناب سپیکر صاحب! آپ کی توجہ چاہوں گا کہ ہم اس گھر کے اندر کر کیا

رہے ہیں؟ ہم پاکستانی عوام کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ ہم اس قوم کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے کہیے۔ بلاول صاحب یہاں موجود ہیں، PM صاحب چلے گئے ہیں۔ ان دونوں سے کہتا ہوں کہ دل پر ہاتھ رکھیں کہ پاکستانی غریب آج کہاں پر کھڑا ہے؟ کیا ان کو لگتا ہے کہ پاکستانی غریب رات کو سکون کی نیند سو سکتا ہے؟ کیا وہ پیٹ بھر کے کھانا کھا کے سو سکتا ہے رات کو؟ کیا اس کو چین ہے؟ قطعاً نہیں۔ ہر انسان پاکستان میں بے سکون ہے۔ ہمارے پاکستانیوں کا دماغی توازن اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ آپ قرضے پہ قرضے لیے جا رہے ہیں۔ اس کو واپس کرنے کا کوئی programme، کوئی راستہ آپ نے نہیں دکھایا اور نہ ہی آپ کے پاس ہے۔ صرف قرضہ لینے کے لیے آپ مضبوط ہیں۔ آج حساب لگایا ہے کہ almost 300 million dollars کا قرضہ ہے پاکستان کے اوپر۔ یہ آپ کس طرح واپس کریں گے؟ اس عوام اور غریب بیچارے کا خون چوس چوس کے کب تک پاکستان کو ڈبوئیں گے؟

عمران خان صاحب کے اوپر باتیں ہوئیں۔ میں نہیں کرنا چاہتا تھا عمران خان صاحب کے اوپر بات، لیکن یہاں سے بات ہوئی۔ عمران خان کو بولا کہ یہ national threat ہے۔ کون کہتا ہے کہ عمران خان national threat ہے؟ عمران خان نے اپنی زندگی تباہ کر دی پاکستان کے لیے۔ جیل میں بیٹھ کے عمران خان سڑ رہے ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ جیل میں بیٹھی ہیں۔ آپ لوگوں نے انصاف پر تقاضا ہے کہ عمران خان کی آنکھ تباہ اور برباد ہوئی ہے، ان کی صحت کا مسئلہ ہے، ان کو Doctor سے ملنے کی اجازت نہیں، ان کی family کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں، ان کے workers کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں۔ عمران خان وہ بندہ ہے جس کی وجہ سے پاکستانی قوم سر اٹھا کے فخر سے پوری دنیا میں پھرتی تھی۔ عمران خان کی وجہ سے پاکستان کے passport کی عزت تھی۔ آج وہ سب کھو گئی ہے آپ لوگوں کی مہربانی کی وجہ سے۔

آج مسلم لیگ (ن) جو یہ بجٹ پیش کر رہی ہے، یہ آپ کی political history میں بارہواں بجٹ ہے۔ مجھے بتائیں کہ آپ اتنے اگر experts ہیں تو پاکستان کی قوم آج ذلیل و خوار کیوں ہو رہی ہے؟ آپ کی foreign investment کیوں نہیں آ رہی؟ پاکستانی یہاں سے چھوڑ کے کیوں جا رہے ہیں باہر ملک؟ یہ شرم اور افسوس کی بات ہے۔ اگر آپ اس پر فخر کرتے ہیں کہ باہر سے پیسے آ رہے ہیں تو یہ لوگ بیچارے آپ سے تنگ ہو کے پاکستان کو چھوڑ کے باہر گئے ہیں اور وہاں سے مجبوراً پیسے بھیج رہے ہیں اپنے گھر کو چلانے کے لیے۔

جناب سپیکر صاحب! میں نہیں کہنا چاہتا۔ یہ جو قائداعظم محمد علی جناح صاحب کی تصویر لگی ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کا بنایا ہوا پاکستان جو ایک نعرے پر بنا ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ اس کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ میرے والد صاحب مرحوم ارباب نور محمد خان، قائداعظم کے contemporary، ایک student leader تھے، علی گڑھ یونیورسٹی سے انہوں نے جس جذبے کے ساتھ، آپ لوگوں کے آباؤاجداد بھی اس میں ہوں گے، جس قربانی کے ساتھ freedom fighter بن کے انہوں نے پاکستان آزاد کرایا، جس طرح کی جیلیں کھائیں، جس طرح کی مار کھائی، جائیدادیں لٹوائیں صرف پاکستان کو بنانے کے لیے اور آج پاکستان تباہ و برباد ہو گیا ہے۔

میں نے اپنے بچپن سے واقعات سنے اپنے والد صاحب سے کہ پاکستان کس طرح بنایا گیا، کیا قربانیاں دی گئیں پاکستان کے لیے، پاکستان کے خزانے پر کس طرح اپنی جان چھڑکتے تھے کہ ایک روپیہ بھی ضائع نہ ہو۔ یہ میرے والد صاحب کے بتائے ہوئے واقعات ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے دل میں پاکستان کی عزت ہے۔ان سب لوگوں نے تو اپنی باہر جائیدادیں بنائی ہوئی ہیں۔ ان کے پاس فرار کا راستہ ہے۔ یہ deal کرتے ہیں، platelet اوپر نیچے کرتے ہیں، پھر بھاگ جاتے ہیں پاکستان سے اور پھر deal کرکے واپس آتے ہیں۔ ہم لوگوں کے باہر فرار کا راستہ نہیں ہے اور نہ چاہیئے۔ ہم لوگوں کے پاس opportunities تھیں۔ہم بھی American nationality لے سکتے تھے، British nationality لے سکتے تھے، باہر ملکوں میں جائیدادیں لے سکتے تھے، لیکن نہیں لیں کیونکہ ہمیں اپنے passport سے محبت ہے۔ یہ اس لیے کہ پاکستان قربانیوں سے بنا ہے۔ ہمارے بزرگ ہندوستان سے قربانیاں دے کے آئے ہیں، اپنے خاندانوں کو چھوڑ کے وہاں سے آئے ہیں اور اپنی جائیدادیں چھوڑ کے آئے ہیں۔ ہندوستان سے یہاں آتے ہوئے جس طرح پاکستانیوں کا قتل ہوا، جو ظلم ہوا، ہماری خواتین کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئیں، اس کے باوجود پاکستان آج قائم ہے۔ یہ پاکستان ہم نے بنایا ہے، آپ کے اپنے اباؤاجداد نے بنایا ہے۔ یہ کسی اور نے نہیں بنایا اور نہ یہ کسی ڈنڈے کے زور پر بنا ہے۔

جناب سپیکر صاحب! اس کو تباہ ہونے سے بچایئے۔ میں request کرتا ہوں۔ میں نے اپنے leader عمران خان کے ساتھ، میری پارٹی گواہ ہے، اگر آج یہ ساری پارٹیاں یہاں بیٹھی ہیں تو صرف ایک بات پر کہ عوام نے ان کو ووٹ دیا کہ عمران خان کو باہر نکالو۔ ہماری عوام کا صرف ایک مطالبہ ہے کہ عمران خان کو باہر نکالو۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری بات نہیں ہے۔ میں نے اپنے leader سے لڑائیاں کی ہیں، یہ گواہ ہے میری پارٹی۔ میں نے اپنے leader سے بحث کی ہے۔ جب platelets اوپر نیچے ہو رہے تھے تو ہم نے سفارش کی، ہم نے اپنے leader کو بولا کہ جانے دیں ان کو باہر ملک، ان کا علاج ہو جائے، اوروں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں۔ یہ ہم نے باتیں کیں اپنے خان کے ساتھ، لڑائیاں بھی ہوئیں، جھگڑے بھی ہوئے، بحث بھی ہوئی۔آج میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ جرأت پیدا کریں۔ آئیں، پاکستان کے لیے آگے بڑھیں اور اپنے leaders سے بات کریں، conciliation کریں اور پاکستان کے لیے آگے بڑھنے کے راستے نکالیں۔ عمران خان کا آزاد ہونا لازمی ہے۔ آپ اس کو انصاف نہیں دے رہے۔ اس کے cases نہیں لگ رہے، ان کے خاندان کو ملنے نہیں دے رہے۔ عمران خان کا پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ کس حالت میں ہیں، وہ زندہ بھی ہیں کہ نہیں خدانخواستہ، ان کی آنکھ ٹھیک بھی ہے کہ نہیں، صحت ٹھیک بھی ہے کہ نہیں۔ اس چیز کا کون ذمہ دار ہے؟

میں آپ لوگوں سے سوال کرتا ہوں کہ مہربانی کریں۔ سب کچھ ہو گا انشاءاللہ، لیکن اتفاق اور اتحاد کے ساتھ چلنے کی کوشش کریں۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ جمہوریت کا جنازہ آپ لوگ نہیں نکالیں گے اور جمہوریت کا جنازہ آپ نے نکالا، مت کرو، مت کرو بعد میں اس کا ازالہ کرنا پڑے گا، اللہ سے ڈرو یہ پاکستان لاالہ الا اللہ کے نعرے پر بنا ہے، اس پر صرف اللہ کی مدد ہے، ڈرو اللہ سے، جس کا ڈر ختم ہو گیا ہے، رب بتائے اس کو ان شاءاللہ تعالیٰ، وہ وقت دور نہیں کہ پاکستان پر آزمائش آگئی ہے اور آنے والی ہے، صرف وہ لوگ کھڑے ہوں گے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عائشہ نذیر صاحبہ۔

محترمہ عائشہ نذیر: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ (عربی) یہ جو بجٹ ہے 2026-27 یہ بالکل عوام ختم بجٹ ہے۔ عوام دشمن بجٹ نہیں، عوام ختم بجٹ ہے۔ پچھلے بجٹ میں سوچا تھا کہ اس سال کچھ نیا آئے گا، لیکن بہت افسوس ہوا۔ ہم غریبوں کی بات کرتے ہیں کیونکہ ہمیں غریب عوام نے چنا ہے، لیکن افسوس کہ عوام کے لیے جو بجٹ بننا چاہیئے، جو ہماری majority ہے، پاکستان میں غربت کی شرح بڑھ رہی ہے، اور ہمارے غریب کو کوئی سکون، کوئی سہولت اس بجٹ سے نہیں مل رہا۔

جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ reports میں لکھا ہے کہ جس کی آٹھ ہزار پانچ سو سے زیادہ تنخواہ ہے وہ امیر ہے۔ واقعی امیر ہے؟ اگر امیر ہے تو آٹھ ہزار پانچ سو میں اسے پورے مہینے کا حکومت لے کے دے، آٹا، چینی، دودھ اور مرغی کہ وہ کھا سکے اور پیٹرول بھی ڈلوا دے اپنی motorbike میں، پھر میں کہوں گی امیر ہے۔ لیکن نہیں ان میں سے کوئی چیز بھی آپ آٹھ ہزار پانچ سو میں نہیں لے سکتے پورے مہینے کے لیے۔

تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ امیر ہے؟ یہ بہت بڑا بھونڈا مذاق ہے، دکھ ہوتا ہے مجھے، میں England میں پڑھی، UCL سے پڑھی، اور بڑے خواب لے کر آئی کہ میں پاکستان کے لیے، اپنے ملک کے لیے، اپنے غریب عوام کی آواز اٹھاؤں گی اور حکومت میں جو بھی ہو گا وہ اوپر دیکھے گا۔ لیکن افسوس آج تیسرا سال ہے اور ہم بد سے بدتر بجٹ لاتے رہے ہیں۔ بہت افسوس ہے، اگر یہ general discussion ہے، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہاں finance کا وزیر بیٹھا ہو، ملک کا جو سرمایہ ہے، اس کو عوام کے جو یہ نمائندے، جو جیت کے آئے، لاکھوں ووٹ، کروڑوں ووٹ لے کے آئے ہیں، جو اصل جیت کے آئے ہیں، form 45 سے آئے ہیں۔ ان کی بات کو consider کیا جائے۔

پورا ہفتہ ہم ضائع کرنے کے لیے نہیں آتے، ہم تقریریں نہیں کرنے آتے، ہم ملک کے جذبات آپ کو بتانے آتے ہیں تو آپ consider کریں کہ sales tax ، یہ جو بنیادی ضروریات انڈا، چینی، پانی، گھی، دودھ ہے، اس میں کم کریں، خدارا کم کریں۔ کیونکہ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ، اللہ کے بغیر کچھ نہیں ہے۔ ہم نے اللہ کے پاس ہی جانا ہے۔ کسی کا بھی نہیں پتا کس کی کتنی سانسیں ہیں، اور پھر اللہ کو جا کے کیا منہ دکھاؤ گے؟ عوام کے لیے کیا کیا؟ اللہ نے موقع دیا اور عوام کے لیے کیا، اللہ نے موقع دیا۔ لیکن آپ نے غریب عوام کے لیے کیا کیا؟ ان سے نوالہ بھی روٹی کا چھین لیا۔ وہ خشک روٹی بھی کھا نہیں سکتے، پانی بھی گندہ ہے، آپ کا کام نہیں تھا کہ filtration plants کے لیے water funding کریں، contamination کو روکیں، حالانکہ یہ ہمارے Federal Capital اسلام آباد میں بھی پانی صاف مہیا نہیں ہوتا تو باقی صوبوں کو تو چھوڑ ہی دیں۔

میں جنوبی پنجاب سے ہوں، میرے حلقے میں ہر سال سیلاب آتا ہے، آپ کی اپنی reports میں ہے کہ بورے والا حلقے میں 23 ایسے علاقے ہیں جہاں ہر سال وہ ڈوب جاتے ہیں۔ اگر آپ کو climate change کے نام پر جو funding ملتی ہے، جو subsidy آپ لگاتے ہیں اور جو آپ quota رکھتے ہیں وہ بھی نہیں ملتا، غریب لوگوں کو نہیں ملتا، وہ ڈوب کر مر جاتے ہیں۔

بہت افسوس کی بات ہے، health care کے لیے ہم نے کیا کیا ہے، کچھ بھی نہیں کیا، جس طرح ہمارے یہاں بھائی بتا رہے تھے کہ سرکاری ہسپتالوں میں بس چار دوائیاں ملتی ہیں Panadol, Brufen ان سے بندے کے heart کا علاج ہو گا یا کوئی اور مرض کا علاج ہو گا اور اس میں بھی بیڈ نہیں ملتے، ایک بیڈ پر چھ چھ لوگ ہوتے ہیں، کوئی ادھر refer کرتے ہیں کوئی ادھر refer کرتے ہیں، مریض راستے میں ہی مر جاتا ہے۔

اگر اللہ نے ہمیں عزت دی ہے تو ہمیں ملک کے لیے کچھ کر لینا چاہیئے۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے یہ ملک اس لیے بنایا تھا کہ غریب عوام کو کھڑا کرو، خود امیر بنو، خدا کے لیے غریب ہی نہ رہے، کشکول لے کر ادھر ادھر نہ جاؤ اور ہمارے بجٹ میں تقریباً آدھا ہم صوبوں کو دیں گے۔ ہماری عوام پر ایک ٹکہ نہیں لگتا اور عوام کو آپ جمع کر کر کے دے رہے ہیں کہ ہم آدھی روٹی نہیں کھاتے، ہم مر جاتے ہیں۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عائشہ نذیر صاحبہ۔

محترمہ عائشہ نذیر: اتنا مقدس نام ہے، پلیز میری رائے پر تھوڑی سی توجہ کر لیں۔ آپ جانتے ہیں جو electricity ہے، ایک energy ہے، اس پہ بھی آپ نے tariff جو ہے increase کر دیتے ہیں۔ آپ power tariffs increase کر دیتے ہیں۔ Solar PV کے جو inverters ہیں، اس پہ آپ نے taxation زیادہ بڑھا دی ہے۔

یہ جو سورج کی توانائی ہے، جو اللہ ہمیں مفت دیتا ہے، اس پہ بھی tax لگایا ہے اور جب آپ نے بجٹ press conference کی۔ اس میں ایک صحافی نے بھی آپ کو یاد دلایا، اس نے کہا تھا کہ توانائی، اللہ کی دی ہوئی سورج کی توانائی پہ مفت چیز پہ آپ نے tax لگا دیا ہے۔ میں بات کر لوں، سانس لے لوں، کہا تھا ناں، بالکل سانس پر بھی ٹیکس ہے، کیونکہ جب آپ لوگوں کو آٹا، چینی، مہیا نہیں کریں گے تو زندہ کیسے رہیں گے تو بالکل سانس پر بھی ٹیکس ہے۔

Education میں، جیسے میرے colleague نے کل کہا کہ IT اور science میں graduates کو، ان ساروں کو تقریباً ایک بچے کو، student جو college کے، ان کو بتیس روپے ملتے ہیں۔ سموسہ بھی چالیس کا ملتا ہے۔ میں آگے مزید دکھ کی بات بتاؤں کہ 20 billion جو سکول کے بچے ہیں، سکول کے بچے جو Government school کے بچے ہیں، ان کو دیے جا رہے ہیں۔ 22 billion اس کا مطلب ہے کہ ان کی دس روپے کی پینسل بھی نہیں آسکتی۔

تو آپ کیا کر رہے ہیں 25 million out of school children کر رہے ہیں۔ سرکاری سکولوں کے تو ان کے ماں باپ کیا کریں گے، بیٹا تم سکول تو جا نہیں سکتے۔ ہم تمہیں afford نہیں کر سکتے، تم child labour بن جاؤ، اب ایسے لوگوں کے گھروں میں جا کر جھاڑو پھیرو، یہ تمہارا نصیب ہے۔

یہ نہیں چاہتا تھا قائداعظم، ایسا ملک کوئی بھی نہیں چاہتا، محب وطن ایسا ملک نہیں چاہتا، پاکستانی ایسا ملک نہیں چاہتا اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا پاکستان پوری دنیا میں نظر آئے، ترقیاتی یافتہ، تو وہ آپ بھی نہیں چاہتے۔ بہت ضروری ہے کہ ہم اسلام کے نظریے کو، پاکستان کے نظریے کو آگے لے کر چلیں اور اگر ہمارے قرآن میں سے اچھی چیزیں، تربیت King Charles لے سکتا ہے، ہم مسلمان ہو کر نہیں لے سکتے۔ ایک انسان ملا اتنی دہائیوں کے بعد ہمیں یہاں، عمران خان صاحب جس نے پاکستان کے لیے سوچا اور انہوں نے کہا ہم حضرت محمدؐ کی سیرت النبی پہ چلے گئے۔ انہیں آپ نے کہاں ڈال دیا۔ کیوں؟ کیونکہ وہ غریب عوام کا سوچتا تھا، اس وقت زراعت بھی اچھی تھی۔ اور آج input cost ہماری جو زراعت کی ہے وہ زیادہ ہے اور بعد میں جوان کو end output production cost ملتی ہے بہت کم ہے۔ کسان مر گئے، زراعت ہماری economy کی backbone ہے وہ آپ نے ختم کر دی ہے۔ بہت دکھ ہوتا ہے کہ ایگریکلچر پہ investment کا نہیں سوچا۔ Education اور جو ہماری youth ہے اس پہ نہیں سوچا۔ ہماری unemployment بڑھ رہی ہے تو ہم آگے develop کیسے ہوں گے؟

بجٹ کا نام ہوتا ہے human development, prosperity, economic and social welfare اور اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا آدھا بجٹ سود کے نام کر دو یہ مطلب نہیں ہوتا بجٹ کا۔ ابھی بھی آپ کے پاس ہفتہ ہے revise کریں اپنی policies کو اور ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔

Small size businesses تو ختم ہو گئے۔ Energy tariff ان کا جو ہے وہ high میں ہے fixed جو سیلز ٹیکس ہے 1% ہے وہ کیسے کمائے گا؟ کیسے business چلائیں؟ سب ٹھپ ہے۔ Small businessman اور غریب تو نہیں فائدہ لے سکتا، بزنس کلاس کے premium FED tax ختم ہو گیا۔

اگر middle class بھی بیچارے economy میں عمرہ کرنے جاتا ہے اس میں آپ کوئی کچھ consider کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، wind up کریں۔

محترمہ عائشہ نذیر: اور آپ کا جو credit card, ok fine آج کل غریبوں کے پاس مڈل کلاس لوگوں کے پاس ہوں گے credit card لیکن اس پر بھی میں correction کر دوں overall 10% لگتا ہے ٹیکس۔ 5% آپ کا withholding tax اور 5% آپ کے international bank services charges ان کو کم کرائیں۔

مجھے پتہ ہے کیونکہ ہم عمرے پہ جب جاتے ہیں ساروں کو پتہ ہے 10 فیصد ہوتا ہے۔ 5 فیصد نہیں ہوتا، اپنی statement نکال کے دیکھیں۔ وہ آپ 5% bank services charges بینک کو رجوع کریں۔ کم کروائیں کہ اس میں کہیں فائدہ لے لیں، کچھ کمی کروا کے ناں کچھ دعا لے لیں اللہ سے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ موقع دیا wind up کرنے کا۔ نہیں موقع دیا۔ تین منٹ زیادہ دیئے ہیں۔ اذان کا ٹائم نکال کے۔ جی سائرہ افضل تارڑ صاحبہ۔ بہت موقع دیا۔ تین منٹ۔

محترمہ سائرہ تارڑ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ (عربی) اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے اور تمام خیر اس کے لیے اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے۔

سپیکر صاحب! آج کا دن نہ صرف پاکستان کے لیے بلکہ پوری دنیا کے لیے ایک یوم تشکر ہے۔ آج پوری دنیا کی جو پریشانی تھی وہ دور ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عزت پاکستان کو دی اور میں اس کی detail میں نہیں جانا چاہتی ہم سب اس سے واقف ہیں۔ اور وہ لوگ کہ جن کو دنیا میں یہ پتہ بھی نہیں تھا کہ پاکستان دنیا کے نقشے میں کدھر ہے وہ بھی اب پاکستان کی بات کرتے ہیں۔

سپیکر صاحب! یہ بجٹ جو ہے اور جب بھی پچھلے کئی سال سے جو پاکستانی بجٹ ہے وہ اتنا squeezed ہوتا ہے کہ

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں، سامنے honourable Member بول رہی ہیں۔ آپ بیٹھ جائیں پلیز۔

محترمہ سائرہ تارڑ: گورنمنٹ کے لیے اس میں maneuvering کے لیے کوئی بہتری کے لیے، بہت کم chance ہوتے ہیں۔ لیکن میں یہ کہوں گی کہ ان حالات میں بھی جبکہ پوری دنیا میں inflation ہے، crisis ہے۔ حکومت نے ایک ایسا بجٹ دیا ہے کہ پہلی دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ لوگ اس بجٹ پہ خوش ہیں، سپر ٹیکس ختم کیا گیا، کاروباری حضرات چھوٹے تاجر وہ سب خوش ہیں۔

میری گزارش ہے کہ جس طریقے سے business community appreciate کر رہی ہے۔ آپ کا industria-lists اس کو appreciate کر رہا ہے اسی طرح اس سے زیادہ توجہ ہمیں اپنے کسان پہ دینی چاہیئے۔ اس وقت ان کو بھی چاہیئے کہ آپ ان کو input میں ریلیف دیں، آپ ان کے بجلی کے بلوں میں دیں، ان کے قرضوں میں دیں، معاملے اور آبیانے پہ دیں۔

پاکستان ایک agrarian country ہے۔ اگر وہ لوگ revenue دیتے ہیں، وہ ٹیکس دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد یہ آپ کو تین وقت کی روٹی دیتے ہیں۔ جو حالات تھے اس ملک کے، جو crisis ہیں، میں کہتی ہوں کہ اگر ہم زراعت پیشہ نہ ہوتے یا پاکستان ایک زراعت پیشہ ملک نہ ہوتا تو آپ کو اندازہ ہی نہیں کس وقت کتنے food crisis ہوتے؟

بہت سارے initiative لے رہی ہیں وفاقی گورنمنٹ بھی، صوبائی گورنمنٹس بھی لے رہی ہیں۔ لیکن میری گزارش ہے کہ اگر آپ نے مارکیٹ کو open کرنا ہے تو پھر open رکھیں اور اگر control کرنا ہے تو پھر ان کے ایک ایک دانے کی ان کو قیمت دیں۔ اس وقت پاکستان کے کسان کو ضرورت ہے کہ حکومت ان کو support کرے۔

سپیکر صاحب! اس کے بعد جو ہمارا سب سے بڑا مسئلہ اس وقت مجھے لگ رہا ہے وہ ہماری آبادی ہے۔ We always talk about terrorism, we talk about economics, inflation، بے روزگاری لیکن میرے نزدیک جو آبادی ہے وہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو دن بدن ہماری ترقی کو کھا رہا ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کا جہاں نام آتا ہے تو ہمیں اس میں بہت سارے propagandas نظر آتے ہیں اور ہمیں لگتے ہیں کہ یہ west کا ایجنڈا ہے۔

میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں خاندانی منصوبہ بندی کی بات نہیں کرتی۔ میں اس ماں اور بچے کی بات کرتی ہوں جو ہر سال ہزاروں کی تعداد میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، we are the fastest growing nation in the world. جو child mortality ہے وہ mother mortality ہماری دنیا میں highest ہے۔

سو اس چیز پہ ہمیں کام کرنا ہوگا، ہمیں ان ماؤں کو بچانا ہے۔ ہم کونسی نسل پیدا کر رہے ہیں۔ جب under nourished مائیں، under nourished بچے پیدا کریں گی تو وہ نہ صرف physically بلکہ mentally وہ average سے بھی نیچے ہیں۔ میں شکریہ ادا کرتی ہوں حکومت کا کہ انہوں نے contraceptives پہ تمام taxes کو ختم کیا۔ پنجاب میں بہت کام ہو رہا ہے صحت میں، باقی شعبوں میں بھی اور مریم نواز صاحبہ کی قیادت میں جو community health inspectors بھرتی ہوئے ہیں اور 100% universal coverage ہوئی ہے اس سے ان شاءاللہ تعالی بہت بہتری آئے گی۔

سپیکر صاحب! جتنا کام پنجاب میں ہو رہا ہے یا کہیں ہو رہا ہے وہ کافی نہیں ہے۔ اگر ایک صوبہ پاکستان کا چاند پہ بھی پہنچ جائے گا ناں، تو جب تک ساری اکائیاں مل کے آگے نہیں جائیں گی پاکستان کہیں نہیں جائے گا۔ اٹھارہویں ترمیم ہم سب نے مل کے پاس کی، وہ بہت اچھا عمل تھا۔ لیکن میں معذرت کے ساتھ یہ کہوں گی کہ کچھ شعبے ہمارے ایسے ہیں جس میں population بھی ہے کہ جس کا کوئی نہ کوئی mechanism کوئی نہ کوئی چیز وفاق میں ہونی چاہیئے تاکہ وہ تمام پاکستان کو ایک نظر سے دیکھے اور اس میں uniformity لائے۔ اور اس کے لیے ہمیں ضرور مل کے بیٹھنا چاہیئے یہ بڑا ایک sensitive issue ہے۔

سپیکر صاحب! سب سے بڑا چیلنج جو اس وقت پاکستان face کر رہا ہے ناں وہ جس کو ہم 5th generation hybrid war کہہ رہے ہیں۔ پاکستان میں اس وقت fashion بن گیا ہے کہ آپ drawing rooms میں بیٹھ کے آپ چینلز پہ بیٹھ کے، آپ ملک سے باہر بیٹھ کے vlogs کریں اور آنے والی جو ہماری نسلیں ہیں یا ایک ایسا بیانیہ بنائیں کہ جس میں ہم ان کو یہ بتائیں کہ ہمارے ادارے جو ہیں وہ ملک دشمن ہیں۔

ابھی یہاں کشمیر کی بات ہوئی آپ مجھے بتائیں کہ یہ کشمیر ادھر ہی تھا۔ جو کچھ بلوچستان میں، کشمیر میں، بنوں میں، کے پی میں ہو رہا ہے یہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ ہمیشہ سے دشمن مداخلت کرتا تھا۔ لیکن معرکہ حق کے بعد، پچھلے سال 10 مئی 2025 کے بعد بھارت نے یہ سوچ لیا کہ ہم پاکستان کو جنگی میدان میں شکست نہیں دے سکتے۔ تو انہوں نے اپنے سارے وسائل ان جگھوں پہ لگا دیے۔ انہوں نے اس کے ذریعے ہمارے نوجوانوں

کے brainwash کیےاوران کو بتایا کہ یہ آپ کے دشمن ہیں اور بدقسمتی سے ہماری کچھ سیاسی جماعتیں بھی ان کے ساتھ لگ گئیں۔ یہ بغیر سوچے سمجھے کہ پاکستان ہے تو ہم ہیں۔ یہ جو fashion ہے اس کو ختم ہونا چاہیئے کیااس سے پہلے ماضی میں وزیراعظم جیل نہیں گئے؟ کیااس سے پہلے اس طرح کے اقدامات نہیں ہوئے؟ لیکن بدقسمتی سے جو اس وقت ملک میں ہو رہا ہے، ان شاءاللہ تعالیٰ ہم اس پر قابو پائیں گے اور مل کر بیٹھیں گے اور یہ سوچیں گے کہ ہمارا دشمن یا دوست کون ہے۔

مولانا صاحب نے ایک شعر پڑھا، میں بھی اسی شعر کا ایک مصرع آج پڑھوں گی کہ یہ تمام لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اُن کو میں یہ کہوں گی کہ

تمہیں گمان ہے کہ راستہ کٹ رہا ہے
مجھے یقین ہے کہ تم منزل کھو رہے ہو

اپنے اقتدار کیلئے آپ دشمنی میں اتنے آگے چلے گئے ہیں کہ پاکستان کی دشمنی آگئی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں میں بات کرنا چاہوں گی کہ اس وقت پاکستان اور دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ پانی ہے۔ ہماری پارلیمنٹ میں بھی روز اس کے لیے آوازیں اٹھتی ہیں۔ Water is life. آپ کو بھی اس کا اندازہ ہوگا کہ 1960 میں Indus Water Treaty پاکستان اور انڈیا کے درمیان ہوئی، World Bank اس کا guarantor تھا۔ جنگیں بھی ہوئیں، مشکلات بھی آئیں، ہمارے اختلافات اوپر نیچے بھی ہوئے لیکن کبھی اس معاہدے کو کسی نے توڑنے کی کوشش نہیں کی۔

مودی سرکار نے چونکہ وہ ایک extremist اور ایک Hindutva سے بھرپور سرکار ہے، انہوں نے پچھلے سال اس معاہدے کو one-sided suspend کر دیا جو کہ وہ نہیں کر سکتے تھے۔ کوئی بھی معاہدہ جو دو ملکوں کے درمیان ہوتا ہے اس کو کوئی بھی یکطرفہ ختم نہیں کر سکتا۔ ہم نے اس کے لیے قانونی چارہ جوئی بھی کی اور کریں گے بھی، اور جو ہم سے ہو سکا سفارتی سطح پر بھی کریں گے۔

میں پاکستان کے لوگوں کو ایسی باتیں بتانا چاہتی ہوں کہ جو میرے لیے بھی concern ہے کیونکہ میرا پورا حلقہ دریائے چناب پر واقع ہے۔ انہوں نے ایک ایسا plan بنایا ہے کہ جس میں وہ چناب کے پانی کو Salal, Dul Hasti, Baglihar اور بہت سی جگہوں پر divert کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ Baglihar میں ذخیرہ کرنے کے لیے وہ Salal میں نچلی سطح پر outlets بنا رہے ہیں۔ اور چناب کے اوپر ایک دریائے چندرا ہے جو بالائی سطح پر بہتا ہے اس کے نیچے وہ 8.7 کلومیٹر کی ایک tunnel بنا رہے ہیں، جس سے وہ سارا پانی بیاس میں جمع کریں گے۔ اب اس سے کیا ہوگا؟ اس سے یہ ہوگا کہ چناب کا سارا پانی divert ہو جائے گا۔ اس وقت پاکستان میں 15 million acre feet پانی آرہا ہے، وہ لاکھوں ایکڑ اراضی کی کیا حالت ہوگی جب وہ پانی نہیں آئے گا۔ یہ تو وہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ ہم ان شاءاللہ اس کی جنگ ہر سطح پر لڑیں گے۔ جب انڈیا نے کہا کہ ہم آپ کا پانی بند کریں گے تو ہمارے DG ISPR نے کہا کہ ہم آپ کی سانس بند کر دیں گے۔ ہم اِس کو کبھی بھی نہیں ہونے دیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں پاکستان میں بھی قومی سطح پر مضبوط اور خود کفیل water reservoirs بنانے ہیں۔ ہمیں اپنی سیاسی وابستگی اور صوبائیت

سے بالاتر ہو کر پاکستان کے لیے reservoirs بنانے ہیں۔ یہ آج کی ضرورت ہے کیونکہ پانی ہوگا تو یکجہتی ہوگی، پانی سے ہماری آنے والی نسلوں کی food security اور economy اور ہر چیز اس سے linked ہے۔

جناب سپیکر! دو منٹ اور۔ اس کے لیے Diamer-Bhasha, Mohmand Dam, Wazirabad Dam, Tarbela, Chenab Cascade Dam, Midh Ranjha Chanjut اور جہاں جہاں بھی ضرورت ہے ہمیں یہ dams بنانے چاہئیں تاکہ ہم خود کفیل ہوں اور ہمیں کسی قسم کی threats نہ ہوں۔ اِس سے ہم آئینی طور پر بھی مضبوط ہوں گے، غذائی تحفظ اور توانائی میں بھی مضبوط ہوں گے۔ اِس ملک کے لیے اور جو ہماری آنے والی نسلوں کے لیے بہتر ہے ہمیں وہ کرنا ہوگا۔ ان اشعار کے ساتھ جو ہر کسی کے بہت favourite ہیں کہ

میرے وطن یہ عقیدتیں اور پیار تجھ پہ نثار کردوں
محبتوں کے یہ سلسلے بے شمار تجھ پہ نثار کردوں
میرے وطن، میرے بس میں ہو تو تیری حفاظت کروں میں ایسے
خزاں سے تجھ کو بچا کے رکھوں بہار تجھ پہ نثار کردوں

بہت شکریہ، پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خورشید احمد جونیجو صاحب۔

جناب خورشید احمد جونیجو: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب ڈپٹی سپیکر! شکریہ۔

اے میرے وطن تو سلامت رہے تا قیامت رہے

میں سب سے پہلے صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب، وزیراعظم صاحب اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں جن کی وجہ سے پاکستان کو کامیابی نصیب ہوئی ہے اور جو خطے میں ایک آب و ہوا چل رہی تھی، جو ایران اور امریکہ کا conflict چل رہا تھا اور اسرائیل کے ساتھ Troika چل رہا تھا، اس میں یہ لگ رہا تھا کہ اس خطے میں تیسری عالمی جنگ چھڑے گی مگر ہم سب نے مل کر دنیا کو عالمی جنگ سے بچایا۔

اِس کے ساتھ ہم شہید ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کو بھی یاد کریں گے کہ ان کی بدولت پاکستان ایک nuclear power بنا اور missile technology آئی۔ جب آپریشن سندور ہوا اور اس میں پاکستان نے انڈیا کے ساتھ جنگ میں Rafale طیارے گرائے تو پاکستان کا morale بہت اوپر چلا گیا اور پاکستان ایک نمایاں حیثیت سے پوری دنیا میں ابھرا۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان کو پوری دنیامیں appreciate کیا گیا۔اور جب اس خطے میں یہ جنگ چھڑی اور جنگ کو ختم کرنے کے لیے پاکستان نے ایک mediator کا کردار ادا کیا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ 19 جون کو امریکہ اور ایران Genevaمیں Accord کریں گے،اور وہ سب محنت پاکستان کی ہے،اور پاکستان preside کرے گا،یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

سر! ہمارا بجٹ mixed ہے۔Economic stability کیلئے IMF کی جو Budget guidance ہے وہ عوام کے لیے limited reliefہے،کیونکہ یہ deficit Budget ہے۔جو تقریباً 7020 billions کی deficit ہے، last yearکے حساب سے اس میں shortfall تقریباً 800 billion ہے۔ 2025-26 میں1350 billions targeted تھا۔ Next year 15264 billions ہے جو تقریباً پچھلے سال سے17 percent above ہے۔ ہمارا ٹوٹل بجٹ جو رکھا گیا وہ تقریباً18771 ہے۔اس میں جو8054 current interest paymentہے اورpension 1169 billionروپے ہے grant and transfers جو ہے،وہ three thousand billions ہیں۔جو NFC Award میں،آرمی کے لیے، defenceکے لیے وہ three thousand billionsہیں،اور subsidies کے لیے، 1091 billionرکھا گیا ہے اور defence کے لیے 3000 billions، رکھے گئے ہیں، جو چاروں صوبوں سے ، پیسے collect کر کے تین سال کے لیے جو ہے، دیے جائیں گے۔اس وقت ، non borrowing،وہ 234 billion ہے،اور banking borrowing جو ہے، 4012 billion ہے۔اب اس shortfallکو بھرنے کے لیے یہ borrowingلے رہے ہیں،بینکوں سے بھی لیں گے۔مگر جو tax revenue کا shortfall انہوں نے دکھایا ہے، اب وہ کس طرح fill up کریں گے؟ ظاہر ہے ایک وعدہ کرتے ہیں،اور پھر وہ وعدہ نہیں نبھاتے ہیں، پھر PSDPکے لیے جو پیسے رکھے گئے ہیں تقریباًایک ہزارbillionکے قریب تو پھر وہیں سے وہ نکالیں گے۔اب یہ PSDP ویسے بھی بہت کم ہے پورے ملک کے لیے۔اب پھر سے FBR revenue collectنہیں کر پارہاہے۔اگر نہیں کر پارہا تو بہتر ہے کہ یہ صوبوں کو دے۔تو کم از کم صوبے اس کو collect کر کے وفاق کو دے سکتے ہیں،اور یہ ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد سے جو دوسرا پانی کا سب سے بڑا مسئلہ ہمارے پاس آگیا ہے۔آج جو پانی کی سندھ کو allocation ہے،وہ 1,28,200 cusecsہے۔آج جو flow ہے یا جو shortfall ہے گڈو پر،وہ forty percent ہے،اور سکھر پر thirty five percent ہے،اور کوٹری پر sixty five percentہے۔مگر اس کے باوجود C.J link sixteen thousand five hundred بہہ رہا ہے،اورT.P link twelve thousandبہہ رہا ہے، تھل seven thousand three hundred eighty cusecs بہہ رہا ہے۔مگر یہ flooded canalsہیں، مگر ان میں جو ابھی تک پانی بہہ رہا ہے وہ ہمارے ہاں پانی نہیں پہنچ رہا۔آج ہی کے دن، last year، آج کے دن کی بات کر رہا ہوں، تو overall جو shortage ہمارے پاس سندھ میں last year eleven percent تھی آج کے

دن۔جو overall سندھ کے اندر جو shortage ابھی ہے، وہ ہے تقریباً forty four percent ۔اب آپ خود سوچیں کہ پانی کی shortage کی وجہ سے، ہم لوگوں کو کتنی تکلیف ہو رہی ہے۔اب ہم لوگ تقریباً ایک مہینہ پیچھے چلے گئے ہیں۔ویسے ہمارے canals پر پانی 8 مئی کو آتا ہے اور ابھی تک وہ پانی نہیں آیا ہے۔اب جن کی rice کی فصل ہے، کسی کی cotton کی فصل ہے، اب یہ خریف کی فصلیں بہت پیچھے پیچھے ہوتی جا رہی ہیں۔اب یہ جو آبادکار ہے، وہ کس طرح ان کو آباد کرے گا؟ اب پندرہ بیس دن کے بعد season ختم ہو جائے گا۔ بھلے پانی آئے، اپنے Minister صاحب نے briefing بھی آج سے تین چار دن پہلے، دی کہ کچھ دنوں میں ایک لاکھ چالیس ہزار پانی گڈو تک پہنچ جائے گا، اور وہ چشمہ سے نکل چکا ہے، مگر بھلے پہنچے، مگر وہ time نکل گیا ہے ناں۔ہم لوگ جو یہاں پر شور کر رہے ہیں، جتنے بھی ہمارے MNAs ہیں، وہ پانی پر اس لیے بات کر رہے ہیں کہ وہ time نکل جائے۔اگر پھر بعد میں وہ آئے بھی تو وہ فائدہ نہیں ہے۔

اب سکھر barrage پر تقریباً سات ہماری canals ہیں۔وہاں پر ان میں three canals right end side کو ہیں۔ چار canals left end side کو ہیں۔اب ان میں سے ایک canal جو ہے، وہ پانی rice کے fields کو دیتا ہے۔اب اس پر تقریباً پانچ لاکھ ایکٹر زمین ہے۔تو یہ اس کی وجہ سے میں کہہ رہا تھا کہ اس پر تھوڑی سی توجہ دی جائے، اور ان لوگوں نے وعدہ کیا ہے۔اب پانی دیکھتے ہیں کہ کب آئے گا۔

اب اس کی وجہ سے پانی ہمارے سندھ کے اندر brackish تقریباً 83% ہے۔70% صرف میٹھا پانی ہے۔ظاہر ہے یہ پانی جب نہیں ملتا تو وہاں پر جانور بھی مرتے ہیں، لوگوں کو پانی تک نہیں ملتا ہے۔اور نیچے جو saline water ہے، زمین کے نیچے، وہ four thousand deep ہے، کہیں پر seven thousand deep ہے۔تو اس لیے یہاں پر سب شور کر رہے ہیں کہ ہمیں پانی ملنا چاہیئے۔

اب agriculture منسلک ہے اسی پانی کے ساتھ۔اب پانی نہ ہونے کی وجہ سے agriculture effect ہو رہا ہے۔اب اس وقت جو agriculture کے لیے پاکستانی زمین ہے، ویسے تو 37 million hectare total land ہے اپنے پاکستان میں، جو barani اور non barani ہے۔سندھ میں جو زمین ہے، وہ تقریباً ڈیڑھ کروڑ acre total زمین ہے، اور وہ total ہی ان canals پر dependent ہے جو وہاں پر ہیں، ان کے اوپر آباد ہوتی ہے۔اور ان میں سے کچھ پانی بلوچستان کو بھی جاتا ہے۔یہ جو ہماری agriculture کے لیے زمینیں ہیں، اب اس کے لیے سب سے بڑا جو مسئلہ ہے، کہ وہاں prices control نہیں ہو رہی ہیں۔ اس سال ہمیں گندم اور rice میں نقصان ہوا۔جبکہ آپ اگر agriculture کو دیکھیں تو جو اس میں cotton کی چھ لاکھ bales ان لوگوں نے create کی ہیں۔اور rice تقریباً four billion dollar revenue دیتا ہے، پاکستان کو contribute کرتا ہے export میں سے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، شکریہ۔

جناب خورشید احمد جونیجو: مگر تھوڑا سا ٹائم دیں۔ابھی تو میں نے شروع ہی نہیں کیا۔جو ہمارے ہاں جو سب سے بڑا مسئلہ اس کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کتاب نہ کھولیں ناں، شعر پڑھیں آخری۔

جناب خورشید احمد جونیجو: بجلی کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شعر پڑھیں۔

جناب خورشید احمد جونیجو: نہیں شعر نہیں پڑھوں گا۔ سر! بجلی کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری point، پڑھ دیں پلیز۔

جناب خورشید احمد جونیجو: بجلی کا ہمارے ہاں بڑا مسئلہ ہے تقریباً 20،20 گھنٹے لائٹ نہیں آتی اور 220 KV approved ہے ہمارے ایک سو آٹھ feeders تقریباً بند رہتے ہیں۔ تو اگر یہ approved بھی ابھی تک انہوں نے نہیں لگایا تو ان کو لگانا چاہیے۔ تو کم از کم جو لاڑکانہ اور قمبر شہداد کوٹ میں shortfall آرہا ہے electricity میں وہ complete ہو جائے۔ تیسرا RBOD کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس ہو گیا، ہو گیا، thank you جی۔ آخری بات کریں۔

جناب خورشید احمد جونیجو: RBOD کا بڑا مسئلہ ہے۔ RBOD ابھی تک ہماری complete نہیں ہوئی، کافی سال ہو چکے ہیں۔ اس میں 8.5 billion ہماری government کے پاس پیسے رہتے ہیں۔ اگر وہ اس پر کام کریں گے تو وہ complete ہو جائے گا، تو phase three پر ہمارا کام شروع ہو جائے گا۔ Climatic change کی وجہ سے وہاں پہ برسات بہت زیادہ آرہی ہیں، اور اس علاقے میں جو میری constituency ہے، وہاں پہ تقریباً جو ہے بائیس فٹ، کبھی کہیں پہ دس فٹ، کبھی پندرہ فٹ برسات میں پانی کھڑا رہتا ہے۔ تو RBOD سب سے اہم بات ہے، جس کی وجہ سے وہاں پہ saline water بھی ختم ہو جائے گا اور زمین آباد ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، شکریہ، شکریہ جی۔ سہیل سلطان ایڈووکیٹ صاحب، خواجہ آصف صاحب کا مائیک کھولیے۔

وزیر برائے دفاع (خواجہ محمد آصف): جو موسم سرما ہے، وہ extended ہوا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ گرمی اتنی نہیں پڑی، نہ مئی میں اور نہ جون میں۔ اس کی وجہ سے، یہ میرا personal experience ہے، کیونکہ چناب اور راوی اور توی، تین چار دریا سیالکوٹ ضلع میں داخل ہوتے ہیں، ان میں پانی نہیں ہے، اور آگے نہروں میں بھی پانی نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے پانی downstream بھی کم جا رہا ہے۔ تقریباً ہر جمعے کو اور اتوار کو نہر پہ بھی جاتا ہوں۔ یعنی ان دنوں میں تقریباً بیس ہزار cusec MR link میں پانی ہوتا ہے، لیکن وہ چودہ ہزار، تیرہ ہزار اس وقت پانی ہے۔ اس کی وجہ سے یہ شکایت ہو رہی ہے، اور genuine شکایت ہے۔ لیکن میرا خیال ہے جب جون میں دھوپ اور گرمی بھی زیادہ ہو گی، اور اس کے بعد بارشیں بھی ہوں گی، تو یہ کمی پوری ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سہیل صاحب۔

جناب سہیل سلطان: شکریہ۔جناب سپیکر! آج میں اس ایوان میں محض پاکستان تحریکِ انصاف کے نمائندے کی حیثیت سے نہیں، بلکہ اپنے حلقے محفوظ سوات اور پاکستان کے 25 کروڑ عوام کے وکیل کی حیثیت سے ان کا اور بجٹ کا مقدمہ آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر صاحب! 25 کروڑ عوام نے بار بار اس امید کے ساتھ ووٹ دیتے ہیں کہ شاید حالات بدل جائیں گے، مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا اور بدقسمتی سے مایوسیاں ان کا مقدر بن جاتی ہیں، کیونکہ اس ایوان میں وہ حقیقی نمائندے نہیں آتے جن کے لیے لوگ اپنا حق رائے دہی استعمال کرتے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! وقت عجیب منصف ہوتا ہے، یہ نہ کسی کے ساتھ مستقل دوستی کرتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ مستقل دشمنی کرتا ہے۔ آج اگر ہم دیکھیں تو پاکستان اور امتِ مسلمہ کے سب سے عظیم لیڈر عمران خان کو جیل میں 1,044 دن گزر چکے ہیں، جو کہ ناحق قید میں ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے وکلاء اور خاندان کی ملاقاتوں پر پابندی ہے، حتیٰ کہ ان کے وکلاء ان سے ایک وکالت نامہ پر sign نہیں کرا سکتے تاکہ ان کے کیس میں appeal کر سکیں۔

جناب سپیکر صاحب! شاید حکومت اس کوشش میں ہے کہ ہمیں بند گلی میں دھکیل دے۔ یاد رکھیں کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں اور ہمیں اس طرف لے کر جایا جا رہا ہے کہ جب ظلم حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو عوام بغاوت پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کل عوام بغاوت پر مجبور ہو جائیں تو پھر نہ ہمارے ہاتھ میں کنٹرول ہو گا اور نہ آپ ان کو قابو کر سکیں گے اور ہر چیز کا حساب لیا جائے گا۔

حضرت مُحمد رَسُولُ الله خَاتَمَ النَبِیِیّن صَلی اللهُ عَلَیهِ وعَلیٰ آلِهٖ و اَصْحٰبِهٖ وَسَلّم نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا تھا اور اس میں ساری دنیا کے مشران کو مدعو بھی کیا گیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا۔

‘Oh people! Listen to my words, I may not be able to meet you at this place next year and reMember that you will have to appear before your Allah. Who shall ask you on account of all your actions.”

عمران خان کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے، ان کے ذاتی ڈاکٹروں کو ان تک رسائی نہیں دی جا رہی ہے۔ اس دنیا میں تو ہم ذمہ دار ہیں اور ان کے لیے بار بار کوشش کریں گے کہ حجۃالوداع کے فرمان کے مطابق ایک ایک بندے سے حساب لیا جائے گا۔

جناب سپیکر صاحب! ہمارے صوبے کے وزیرِاعلیٰ، سہیل آفریدی صاحب، عمران خان سے ملاقات کے بہت خواہش مند ہیں کیونکہ صوبے کا بجٹ پیش ہونا ہے اور جب بھی وہ اپنے قافلے کے ساتھ اسلام آباد کا رخ کرتے ہیں تو اسلام آباد اور پنجاب پولیس راستے روک دیتی ہے۔ ہمارے Ministers اور ہمارے MPAs پر تشدد بھی کیا گیا ہے۔ پولیس کو ہر وہ راستہ معلوم ہوتا ہے جہاں سے PTI کا قافلہ گزرتا ہے، مگر پولیس کو وہ راستہ معلوم نہیں جس سے ایک خودکش بمبار اسلام آباد میں داخل ہوتا ہے اور مسجد میں خود کو اڑا لیتا ہے۔ پاکستان تحریکِ انصاف کے 5,000 کارکنوں کو گرفتار کرنے کے لیے پنجاب پولیس کو استعمال کیا گیا۔ اگر ہم پولیس کی کارکردگی دیکھیں تو پنجاب پولیس نے کتنے دہشت گرد پکڑے؟ Zero۔ پولیس کو پاکستان تحریکِ انصاف کے حساب کے پیچھے لگایا گیا ہے۔ ان کو ہمارے اور لاجز کے پتے اور نمبر معلوم ہیں، پنجاب میں پاکستان تحریکِ انصاف

کے ہر MNA کا گھر معلوم ہے، مگران کو کسی دہشت گرد کا پتہ معلوم نہیں، کیونکہ ان کو سیاسی کر دیا گیا ہے۔ وہ اپنا اصل کام بھول گئی ہے۔ اسی وجہ سے دہشت گردی میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور یہ نہ narcotics dealer کو پکڑ سکتے ہیں اور نہ کسی Ice dealer کو پکڑ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر صاحب! جب میں اپنے حلقے میں جاتا ہوں تو لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ مرکزی حکومت سے سوات کے لیے کون سا project لے کر آئے ہیں؟ میرا جواب یہ ہوتا ہے کہ مرکزی حکومت، پاکستان تحریکِ انصاف کے جتنے MNAs ہیں، جہاں سے جیتے ہیں، وہاں حکومت نے ایک روپے کا کام نہیں کیا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! میں سوات کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا میرا حلقہ سوات پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ کیا میرے حلقے کے لوگ ٹیکس نہیں دیتے؟ کیا میرے حلقے کے لوگوں کے پاس قومی شناختی کارڈ نہیں ہے؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیوں ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جاتا ہے؟ یہ بھی یاد رکھیں کہ جب ہم ایک آزاد ریاست سوات میں خوشحال زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب پاکستان 1947 میں بنا تو پاکستان مالی مشکلات کا سامنا کر رہا تھا اور والیِ سوات نے پاکستان کو تین لاکھ کا قرضہ دیا تھا۔ الٹا آپ نے PSDP اور ADP میں پورے خیبر پختونخوا کے لیے صرف تین ارب روپے رکھے ہیں۔ اگر ہم اس کو پورے خیبر پختونخوا کی آبادی پر divide کریں، جو 4 کروڑ 85 لاکھ لوگ ہیں، تو ایک فرد کے لیے اس ADP میں 73 روپے بنتے ہیں، جو کہ سراسر ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر صاحب! میرے حلقے میں لوگ 98 فیصد بجلی کے بل دیتے ہیں۔ وہاں recovery 98.9% ہے۔ اس کے باوجود سوات خود اپنی بجلی پیدا کر رہا ہے۔ economic survey کی ایک report بجٹ سے پہلے آئی، جس میں یہ کہا گیا کہ بے روزگاری کی شرح 7.1 فیصد تک ہو گئی ہے، جو کہ بہت ہی خطرناک figure ہے، کیونکہ سارے نوجوان بے روزگاری کی طرف جا رہے ہیں۔ پچھلے ایک سال کو اگر ہم compare کریں تو برآمدات میں دو ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی ہے۔

جناب سپیکر صاحب! اگر میں غربت کی بات کروں تو آپ کے مطابق 8,000 روپے کمانے والا امیر ہے، تو پھر Prime Minister، صدر، آپ، ہمارے MPAs ، سب کی تنخواہیں بھی اتنی ہونی چاہئیں۔ غریب آدمی کا 15 ہزار روپے بجلی کا بل آتا ہے اور 10 ہزار روپے کا گیس کا بل آتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ 8,000 روپے کمانے والا امیر ہے۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے دو باتیں بہت اہم کی تھیں کہ "Obey me if I am right and set me right if I am wrong." : جن کے پاس علم کی بہت بڑی دولت تھی، وہ کہتے تھے۔ اس لیے ہم بجٹ پر تنقید بھی کریں گے تاکہ آپ بجٹ کی اصلاح کریں۔ جناب سپیکر صاحب! کیا اسلام میں ایک بہترین اقتصادی نظام موجود نہیں ہے؟ اقبال نے کہا تھا:

شریعت، تصوف، تمدن، کلام
بتانِ عجم کے پجاری تمام
حقیقت خرافات میں کھو گئی

یہ امت روایات میں کھو گئی

جناب سپیکر صاحب! اگر آپ کا خیال ہے کہ خیبر پختونخوا کے لوگوں نے چونکہ پاکستان تحریکِ انصاف کو ووٹ دیا ہے، اسی وجہ سے ہم نے وہاں کوئی بھی project نہیں کرنا۔ اگر آپ ہمارے لیے نہیں کر سکتے تو وہاں پر امیر مقام صاحب بھی رہتے ہیں، ان کو بھی کوئی پروجیکٹ دے دیں۔ امیر مقام کا ایک گھر شانگلا میں ہے اور شانگلا میں آپ نے 100 ارب کے پروجیکٹ کے لیے صرف ایک ارب روپے رکھے ہیں۔ ان کا دوسرا گھر فضاگٹ میں ہے۔ ان کے گھر کے سامنے سے جو روڈ گزرتا ہے، وہ سیلاب کے بعد تباہ ہو چکا ہے، مگر وفاقی حکومت نے وہاں کے لیے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا ہے۔ ان کا تیسرا گھر کالام میں ہے، وہاں کا road بھی خستہ حالی کا شکار ہے۔ ان کا چوتھا گھر پشاور میں بھی ہے۔ پشاور کے لیے بھی آپ نے ایک mega project نہیں رکھا، کیونکہ وہاں کے لوگوں نے پاکستان تحریکِ انصاف کو ووٹ دیا ہے۔ میں امیر مقام صاحب کے لیے ایک شعر عرض کرنا چاہوں گا:

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی

تو اگر میرا نہیں بنتا، نہ بن، اپنا تو بن

اگر ہمیں نہیں دیتے تو ان کو دے دیں، وہ تو آپ کے اپنے ہیں۔

جناب سپیکر صاحب! آج جب وزیر اعظم صاحب تقریر میں اپنی کامیابی بیان کر رہے تھے تو یقیناً یہ بہت بڑی سفارتی کامیابی ہے، مگر یہ کامیابی بہتر انداز میں ہم تب دیکھیں گے جب اس کے ثمرات عام آدمی تک پہنچیں گے۔ عام آدمی تک یہ کیسے پہنچیں گے؟ وہ ایسے کہ جب پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں کم ہوں گی اور بجلی سستی ہو گی۔ ہم اپنے صوبے میں بجلی اور گیس خود پیدا کرتے ہیں، ماربل کی فیکٹریاں وہاں پر ہیں جناب سپیکر! جتنے بھی وسائل ہیں وہ ہمارے صوبے میں ہیں، تمباکو کی مثال دیتا ہوں، تمباکو وہاں پر ہے اور marble کو کاٹنے کے لیے کراچی میں بھیجا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر factories نہیں ہیں اور یہ وفاق کا کام ہے کہ وہاں پر factories لگائے، یہاں پر جناب سپیکر! میں ایک شعر پر conclude کرتا ہوں۔

(پشتو) یہ وفاق کے لیے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ذوالفقار بچانی صاحب۔

جناب ذوالفقار بچانی: شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب، وزیر اعظم پاکستان میاں شہباز شریف صاحب اور Field Marshall عاصم منیر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جو امریکہ اور ایران کی جنگ کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور وہ اب ceasefire ہو گیا ہے اور 19 تاریخ کو اس کا Accord sign ہو جائے گا۔ سب سے پہلے جناب سپیکر! بات کروں گا irrigation کی۔ اس وقت IRSA کے Act 1991 کے حساب سے صوبوں کو پانی نہیں دیا جا رہا ہے، سندھ میں اس وقت تقریباً 45% سے 48% تک

shortage ہے پانی کی، جس سے ہمارا agriculture effect ہو رہا ہے تو میں چاہوں گا کہ IRSA کا Act جو 1991 میں sign ہوا تھا اس کے حساب سے سندھ کو پانی دیا جائے۔

دوسری بات میں کروں گا کہ motorway پر 1997 میں کراچی جو gateway to Pakistan ہے۔ یہاں سے ہی ساری goods جاتی تھیں پشاور تک۔ 1997 میں میاں نواز شریف صاحب نے motorway کا جو سنگ بنیاد رکھا تھا وہ کراچی سے حیدر آباد اور پھر سکھر اور آگے جا کر پنجاب connect کرتا تھا۔ کیونکہ 1997 میں نواز شریف صاحب Prime Minister تھے تو انہوں نے وہ motorway shift کر کے لاہور سے اسلام آباد کا بنا دیا گیا۔ حالانکہ سب سے پہلا حق سندھ والوں کا ہے کیونکہ port ہمارے پاس ہے تو ہم یہ جو M9 motorway ہے اس کو بھی motorway نہیں کہتے۔ ہم چاہیں گے کہ کراچی سے لیکر سکھر تک یہ پورا motorway بننا چاہیئے جو ہمارے سندھ کا حق ہے اور heavy traffic ساری ادھر سے جاتی ہے۔ اس کے بعد میں بات کروں گا Oil and Gas کی تو سندھ تقریباً 56%gas produce کرتا ہے پورے پاکستان کی، اور حالت یہ ہے کہ سندھ میں 12 سے 14 گھنٹے loadshedding ہے gas کی، چاہے سردی ہو یا گرمی ہو، اب بھی کھانے کے time پر بھی gas نہیں ہوتی۔ کم از کم ہماری royalty ہے سندھ کی جو gas produce کر رہا ہے کم از کم اتنی gas تو دی جائے سندھ کو کہ loadshedding ختم ہو سکے۔ دوسری میں بات کروں گا agriculture کی کہ پاکستان % 70 agriculture based country ہے اور جو حالت ہے agriculture کی وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ پانی کی کمی کی وجہ سے فصلیں نہیں ہو رہیں اور کافی مشکلات ہیں ہمارے غریب کسان کو۔ دوسری بات agriculture کے حساب سے یہ ہے کہ fuel prices بڑھ گئی ہیں جس کی وجہ سے ہمیں کافی مشکلات پیش آ رہی ہیں، ہمارے farmers کو تو کم از کم fuel میں subsidy دی جائے تاکہ کسان طبقے کو سہولت مل سکے اور جو tax لگایا گیا ہے تقریباً % 45 اس کو بھی reduce کیا جائے۔ پہلے ہی ہم AIT, Agriculture Income Tax دے رہے ہیں تو اضافی tax کیوں دیں جو آپ نے % 45 لگایا ہے۔

میں اب بات کروں گا اپنے حلقے NA-217 ٹنڈو الہ یار کی کہ میرے ضلع میں 12 سے 14 گھنٹے بجلی کی loadshedding ہے۔ اور گرمیوں میں بھی یہی حال ہے۔ Loadshedding ضرور کریں لیکن timing set کریں، تاکہ اگر 10 گھنٹے loadshedding کرنی ہے تو 10 گھنٹے ہی کی جائے، نہ کہ 15 گھنٹے کی جائے۔ اس کے علاوہ سوئی گیس کے حوالے سے میرے حلقے میں OGDCL اور UEP کے 15 سے 16 wells ہیں۔ میرا یہ دوسرا tenure ہے۔ میں کہہ کہہ کر تھک گیا ہوں کہ Gas ہمارے district سے نکل رہی ہے اور royalty ٹنڈو آدم اور بدین کو مل رہی ہے تو میں نے UEP اور OGDCL والوں کو بھی complaint کی ہے اور MD سے بھی بات کی ہے۔ لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں چاہوں گا کہ جو ہماری royalty ہے وہ میرے ضلع کو ملے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب شاہ احد صاحب۔

سید شاہ احد علی شاہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ سال بعد ہمیں بات کرنے کا موقع دے دیتے ہیں۔ آج ماشاءاللہ شہباز شریف صاحب اس ملک کے غریب عوام اور ملک کی معیشت کی پانچویں دفعہ قبر کشائی کرنے جارہے ہیں جو یقیناً شاباش کے مستحق ہیں۔ اگر میں اس بجٹ کی بات کروں تو اس بجٹ میں سوائے غریب طبقے کی تذلیل کے یا جو ہمارے exporters کا رونا دھونا ہے اگر وہ ہم یہاں پر بیان کریں تو میرا خیال ہے کہ اس پر ایک دن گزر جائے گا۔ لیکن جو حکومت اس دفعہ remittance کا جشن منارہی ہے کہ ہم نے highest remittances حاصل کی ہیں۔ تو میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے دور کی remittances کا record check کرلیں اور موجودہ حکومت کی جو remittance آئی ہوئی ہیں ان کو check کرلیں تو مجھے پورا یقین ہے کہ اعداد و شمار کے مطابق جو عمران خان کی حکومت تھی اس وقت overseas Pakistanis کا جو اعتماد تھا وہ عمران خان پر تھا۔ سب سے زیادہ remittances عمران خان کے دور میں بھیجی گئی تھیں جو کہ وزیر خزانہ پیش کررہے ہیں وہ بالکل اس کی نفی کرتے ہیں۔ میرا تعلق ضلع نوشہرہ سے ہے اور 8 فروری کے الیکشن میں نوشہرہ کی عوام نے مجھے یہاں پر منتخب کرکے بھیجا ہے اور ان کا انتخاب عمران خان تھا اور پاکستان تحریک انصاف تھی، کیونکہ ان کو یہ یقین ہے کہ ان کی ترقی، کامیابی اور خوشحالی کی ضمانت صرف عمران خان ہے۔ مگر نہایت ہی افسوس کے ساتھ جب NFC اور National Economic Council کی بات آتی ہے تو تمام صوبوں کے وزیر اعلیٰ اور Prime Minister آکر بیٹھتے ہیں۔ تو جب خیبر پختونخوا کے Chief Minister یہ مطالبہ کرتے ہیں جب خیبر پختونخوا کے Chief Minister سہیل آفریدی اپنے قائد عمران خان سے ملنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور وہ اپنے وزراء کے ساتھ اڈیالہ جیل کی طرف جب آتے ہیں ملاقات کے لیے تو راولپنڈی اسلام آباد کی پولیس 26 نمبر پر ان کا راستہ روک دیتی ہے اور ساڑھے 4 کروڑ عوام کے منتخب وزیر اعلیٰ کا راستہ ایک SHO روک دیتا ہے۔

میں آپ سب کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وقت خود کو دہراتا ہے۔ پشتو میں ایک شعر ہے۔

(پشتو شعر)

تو یہ بات میں مریم نواز سے بھی کہتا ہوں کہ ایک دن اس سے پہلے کیونکہ نواز شریف صاحب کا تو کوئی دفعہ آنا جانا لگا رہتا ہے جیل میں، لیکن وہ وقت دور نہیں جب شہباز شریف صاحب بھی جیل میں ہونگے۔ اور زرداری صاحب بھی جیل میں ہونگے۔ ہمیں تو SHO روک رہا ہے۔ جو آپ نے جمہوریت کی حالت کردی ہے تو مجھے لگتا ہے کہ پھر آپ کے سامنے سپاہی کھڑا ہوگا اور پھر آپ کا راستہ روکے گا۔ جناب میں اس ہاؤس سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے قائد اور اس ملک کے محبوب لیڈر عمران خان کی صحت کے حوالے سے پاکستان کے عوام میں بہت تشویش پائی جاتی ہے۔

ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں اس ایوان سے چونکہ پرائم منسٹر صاحب یہاں پہ آکر میثاق جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ میثاق جمہوریت عمران خان کی صحت سے شروع کردیتے ہیں۔ عمران خان کو جلد سے جلد شفاء ہاسپٹل منتقل کیا جائے۔ ان کی family اور ان کے وکلاء اور ان کے ذاتی معالج کی ان سے ملاقات کرائی جائے۔

جناب! ایک شعر میرے قائد کے لیے۔

کوئی درد لکھوں درمان لکھوں

زمین کے بعد آسمان لکھوں

لوگ لکھتے ہیں اپنے محبوب کا نام

میرا دل کہتا ہے کہ میں عمران خان لکھوں

جناب! یہاں پر خیبر پختونخوا کا مقدمہ بھی رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ مجھے تو اس بجٹ میں سوائے پنجاب کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ اور پنجاب میں بھی صرف اور صرف لاہور ہی ہے جہاں پہ ان کے نتھے اور چہیتے رہتے ہیں انہی کے ضلعے کو PSDP میں حصے ملے ہیں۔ مگر جس طرح سہیل سلطان صاحب نے بات کی کہ میرے نوشہرہ سے بھی دو لوگ ایک پرائم منسٹر کے coordinator صاحب ہیں، دوسرے صاحب بھی آپ کے ساتھ کیبنٹ میں ممبر ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر آپ ہمیں کچھ نہیں دیتے تو آپ کم سے کم انہی کو کچھ دے دیں۔ کم سے کم نوشہرہ کی عوام کا کچھ نہ کچھ ازالہ ہو سکے۔ کیونکہ وہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ وفاق سے ہمارے لیے کیا لائے ہیں؟

تو صوبے سے جو فنڈ دیتے ہیں واپڈا کو PESCO کو ابھی تک جو ہم نے جتنی بھی رقم ادا کی ہے PESCO کو تو جناب اس بات کا تھوڑا نوٹس لیں اور وزیر صاحب ہیں۔ بھی اس بات کا نوٹس لیں کہ جتنے بھی ہم Provincial Government سے فنڈ لے کے وفاقی اداروں کو دیتے ہیں۔ ہمارے construction کے کام پچھلے دو سال سے رکے ہوئے ہیں۔ کبھی PESCO والے کہتے ہیں کہ ہماری گاڑی میں تیل نہیں ہے اور ہماری کرین خراب ہو گئی ہے۔ جناب جلدی سے ان کے لیے تیل کا بندوبست بھی کر لیں کیونکہ اب تو ایران کی جنگ بھی ختم ہو گئی ہے اور تیل سستا ہو گیا ہے۔ تو ان کی گاڑیوں میں تیل بھی ڈال دیں، ان کے کرین بھی ٹھیک کر دیں تاکہ نوشہرہ کی عوام کے مسائل حل ہو سکیں۔

اور یہ جو PD construction صاحب ہیں PESCO کے ان کے لیے میں خصوصاً کوئی Ruling دے دیں کہ یہ بہت ہی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ پیش کر رہے ہیں۔ جتنے بھی construction department کے اہلکار ہیں وہ بالکل غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کر رہے ہیں کیونکہ دو سال ہو گئے ہیں، 100 پرسنٹ ہم نے ان کو فنڈز بھی transfer کیے ہوئے ہیں۔ مگر آج تک انہوں نے ہمارا دو کوڑی کا کام بھی نہیں کیا۔

جناب! میرے قائد کی زوجہ بشریٰ بی بی جو ہمارے لیے ہماری ماں کا رتبہ رکھتی ہے اور غیر سیاسی خاتون ہے۔ میں اس ہاؤس سے مطالبہ کرتا ہوں کہ فوراً ان کو رہا کیا جائے۔ ان کے cases سنے جائیں۔ ان کو بھی ڈاکٹر تک رسائی دی جائے، ان کے مقدمات جلد سے جلد سنے جائیں کیونکہ وہ غیر سیاسی خاتون ہے، ان کا سیاست کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ تو ان کو خوامخواہ پاکستان کی اس گندی سیاست میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

پرائم منسٹر صاحب نے میثاق جمہوریت کی بات کی، تقریر بھی کی۔ تو میں کہتا ہوں ہوں اگر پرائم منسٹر صاحب میثاق 47 سے نکل آئیں تو یقیناً ہم میثاق جمہوریت پہ بات کر سکتے ہیں اور ہم بات کرنا بھی چاہتے ہیں۔ ہم ان لوگوں سے بات کرنا چاہتے ہیں جن کے پاس اختیار ہے۔ جن پہ عوام کا اعتبار ہے، ہم ضرور ان لوگوں سے بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں please۔

سید شاہ احد علی شاہ: سر! بالکل۔ جناب PM صاحب نے جو آج speech کی امریکہ ایران کی جنگ بندی کے حوالے سے تو یقیناً یہ پاکستانی قوم کی فتح ہے، یہ کسی کی ذاتی فتح نہیں ہے۔ مگر اس بات کی پھر ہم بہت داد دیں گے کہ اگر اس جنگ بندی کا فائدہ پاکستان کی قوم کو ہو اور کس طرح سے ہو کہ ہم ایران پاکستان گیس پائپ لائن complete کرلیں۔ اگر ہم اس جنگ بندی سے یہ بھی حاصل کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی ریاست کی بہت بڑی جیت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

سید شاہ احد علی شاہ: سر! ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں پلیز۔

سید شاہ احد علی شاہ: بالکل سر۔ سر! میرا قائد تو جیل میں ہے مگر اس کے کارکن آج بھی موجود ہیں۔

ایک شعر میرے قائد کی طرف سے اس پورے نظام کے لیے کہ

میرے تن کے زخم نہ گن ابھی
میرے آنکھ میں ابھی نور ہے
میرے بازو پہ نگاہ کر
جو غرور تھا وہ غرور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ مسرت رفیق مہیسر صاحبہ۔

محترمہ مسرت رفیق مہیسر: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ جناب سپیکر صاحب! میں آج اس معزز ایوان میں صوبہ سندھ کے عوام اور پاکستان کی خواتین نوجوانوں، مزدوروں، کسانوں اور محروم طبقات کی نمائندگی کرتے ہوئے وفاقی بجٹ 27-2026 پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتی ہوں۔

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے ہمیں عوام کی خدمت کا موقع عطا فرمایا۔ میں اپنی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے ہمیشہ خواتین کو قومی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے کے مواقع فراہم کیے۔

جناب سپیکر صاحب! آج پاکستان کے عوام مہنگائی، بے روزگاری اور معاشی مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ ایک عام گھرانے کے لیے بجلی، گیس، تعلیم اور صحت کے اخراجات پورا کرنا دن بدن مشکل ہوتا جارہا ہے۔ ایسے حالات میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم عوام کو ریلیف فراہم کریں اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنائیں۔

جناب سپیکر صاحب! افسوس کی بات ہے کہ اس بجٹ میں مہنگائی کے مارے عوام کے لیے کوئی بڑا ریلیف نہیں ہے۔ حکومت نے آنے والے سال کے لیے مہنگائی کا اندازہ 8.2 فیصد رکھا ہے جو گزشتہ سال سے بھی زیادہ ہے۔ سب سے بڑی پریشانی پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ اور ان پر بڑھتے ہوئے Taxes اور Levies ہیں۔

جب تیل مہنگا ہوتا ہے تو صرف گاڑیوں کا خرچ نہیں بڑھتا بلکہ کھاد، بیج، کرایہ اور روزمرہ کھانے پینے کی ہر چیز مہنگی ہو جاتی ہے۔ اس کا سب سے زیادہ بوجھ غریب گھرانوں پر پڑتا ہے۔

میں حکومت سے مطالبہ کرتی ہوں کہ پیٹرول لیوی کا بوجھ کم کیا جائے اور عام آدمی کو حقیقی ریلیف دیا جائے۔

جناب سپیکر صاحب! اس بجٹ میں ایک بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس میں کم آمدنی والے اور کمزور طبقات کے لیے بہت کم مدد رکھی گئی ہے۔ کاروباری اداروں میں سرمایہ کاری اور درمیانے طبقے کے کچھ حصوں کو تو ٹیکس میں رعایت اور مراعات دی گئی ہیں مگر جو لوگ مہنگائی کے ہاتھوں پس رہے ہیں ان کے لیے براہ راست کوئی خاص ریلیف موجود نہیں۔ کم سے کم اجرت میں صرف 10 فیصد اضافہ ایسے وقت میں ناکافی ہے۔ جب مہنگائی کا اندازہ 8.2 فیصد ہے اور تیل کی قیمت مسلسل اوپر نیچے ہو رہی ہے۔ غریب گھرانے جن کا زیادہ تر خرچ کھانے، سفر اور بجلی، گیس کے بلوں پر ہوتا ہے وہ اس بجٹ میں اپنے لیے کوئی واضح فائدہ محسوس نہیں کرتے۔

جناب سپیکر صاحب! ملک میں غربت کی بڑھتی ہوئی شرح ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ حالیہ معاشی اعداد وشمار کے مطابق پاکستان میں غربت کی شرح 28.9 فیصد تک جا پہنچی ہے جبکہ شہری علاقوں میں یہ شرح 17.4 فیصد اور دیہی علاقوں میں 36.2 فیصد رپورٹ ہوئی ہے۔ یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ مہنگائی کا بوجھ سب سے زیادہ دیہی آبادی، چھوٹے کسانوں، مزدوروں اور کم آمدنی والے خاندانوں پر پڑ رہا ہے۔ پریشانی کی بات یہ بھی ہے کہ روزگار و بہتر معاشی مواقع کی تلاش میں ایک سال کے دوران تقریباً آٹھ لاکھ شہری ملک چھوڑ کر بیرون ملک چلے گئے ہیں۔

یہ صورت حال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بجٹ میں صرف social targets نہیں بلکہ روزگار کے مواقع، دیہی ترقی، تعلیم، صحت، سماجی تحفظ اور غریب خاندانوں کیلئے حقیقی ریلیف کو بنیادی ترجیح بنایا جائے۔ پاکستان پیپلز پارٹی شہید اور ذوالفقار علی بھٹو نے اس ملک کے عام آدمی کو آواز دی اور محترمہ شہید بے نظیر بھٹو نے خواتین، نوجوانوں اور محروم طبقات کو بااختیار بنانے کی جدوجہد کی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ معاشی استحکام ضروری ہے لیکن اس استحکام کی قیمت غریب عوام سے نہیں لی جاسکتی۔ میں بطور خاتون رکن قومی اسمبلی اس ایوان کی توجہ پاکستان کی خواتین کے مسائل کی جانب مبذول

کراناچاہتی ہوں۔ پاکستان کی خواتین زراعت، تعلیم، صحت، کاروبار اور گھریلو معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہے لیکن آج بھی انہیں مساوی مواقع میسر نہیں۔

جناب سپیکر! میں صوبہ سندھ کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ واضح کرناچاہتی ہوں کہ پاکستان کی مضبوطی مضبوط وفاق اور مضبوط صوبوں میں پوشیدہ ہے۔ اٹھارہویں آئینی ترمیم پاکستان کے وفاقی ڈھانچے کی بنیاد ہے۔ اس آئینی معاہدے کا احترام ہر صورت میں برقرار رہناچاہیئے۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ وسائل کی منصفانہ تقسیم اور صوبائی خودمختاری قومی یکجہتی کو مضبوط بناتی ہے۔

میں اس ایوان کی توجہ ایک ایسے مسئلے کی طرف دلواناچاہتی ہوں جو سندھ کے کروڑوں لوگوں کے لیے زندگی اور موت کا سوال بن چکا ہے اور وہ ہے سندھ کو پانی کا جائز حصہ نہ ملنا۔ صوبہ سندھ شدید پانی کی قلت کا شکار ہے۔ پانی کی یہ کمی ہماری زمینوں، کسانوں اور صاف پینے کے پانی، ماہی گیروں اور Indus delta کو شدید نقصان پہنچارہی ہے۔ میں سندھ کی بیٹی کی حیثیت سے وفاق سے مطالبہ کرتی ہوں کہ ارسا میں سندھ کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کو فوراً ختم کیا جائے۔ پانی پر سندھ کا آئینی حق ہے۔

زراعت پاکستان کی معیشت کا ستون ہے۔ سندھ کے کسان آج بھی پانی کی قلت، مہنگی زرعی ادویات اور market تک محدود رسائی جیسے مسائل کا سامنا کر رہے ہیں۔ نوجوان ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔ لاکھوں نوجوان اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود روزگار سے محروم ہیں۔ ہمیں ایک ایسی معیشت تشکیل دینی ہوگی جو نوجوانوں کو روزگار، ہنر اور کاروباری مواقع فراہم کرے۔

جناب سپیکر! میں Benazir Income Support Program کے لیے مزید وسائل مختص کرنے کی بھرپور حمایت کرتی ہوں۔ یہ programme لاکھوں مستحق خاندانوں خصوصاً خواتین کے لیے امید کی ایک کرن ہے اور اسے مزید کارآمد اور وسیع بنایا جاناچاہیئے، مگر ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ امداد بڑھتی مہنگائی کا مقابلہ کر سکے ورنہ بڑھتی قیمتیں اس مدد کا فائدہ ختم کر دیتی ہیں۔

پاکستان پیپلز پارٹی سمجھتی ہے کہ ترقی کا اصل معیار وہ نہیں جو صرف معاشی اعداد و شمار میں نظر آئے بلکہ وہ ہے جو ایک عام شہری کی زندگی میں محسوس ہو۔ جب ایک ماں اپنے بچوں کو بہتر تعلیم دلوا سکے، جب ایک نوجوان باعزت روزگار حاصل کر سکے، جب ایک کسان اپنی محنت کا مناسب معاوضہ پا سکے اور جب ایک مزدور اپنے خاندان کی ضروریات پوری کر سکے، تب ہم اصل ترقی کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

آخر میں، میں اپنے حلقے تحصیل میہڑ، ضلع دادو کے عوام کے دیرینہ مسائل کی طرف آپ کی توجہ دلاناچاہتی ہوں۔ ہمارے علاقے کے جو لوگ ہیں وہ گیس اور بجلی کی طویل اور غیر اعلانیہ load shedding سے شدید پریشان ہیں۔ گرمی ہو یا سردی، بجلی گھنٹوں غائب رہتی ہے اور سردیوں میں گیس کا pressure اتنا کم ہو جاتا ہے کہ گھروں میں چولہا جلانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کا اثر گھریلو صارفین، کاشتکار، طلبہ اور چھوٹے کاروبار پر پڑتا ہے۔ میں وفاقی حکومت اور متعلقہ اداروں سے پرزور مطالبہ کرتی ہوں کہ تحصیل میہڑ، ضلع دادو میں گیس اور بجلی کی فراہمی کو مسلسل اور انصاف کے مطابق یقینی بنایا جائے تاکہ میرے حلقے کی عوام کو اس روزمرہ کی اذیت سے نجات مل سکے۔

آئیں ہم سب مل کر ایک ایسا پاکستان بنائیں جو قائدِ عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ بینظیر بھٹو کے خواب کی تعبیر ہو۔ پاکستان کھپے، جئے بھٹو، جئے عوام، پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب ارشد ساہی صاحب۔

جناب محمد ارشد ساہی: نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ جناب سپیکر! بجٹ 27-2026 پر تو بہت باتیں ہو چکی ہیں اور ان حالات میں میرا خیال ہے اور کوئی بات ہو بھی نہیں رہی، Budget پر ہی بات ہو رہی ہے۔ اس بجٹ کو عوام کش بجٹ کہا گیا ہے۔ اس میں کسی کمزور، زمیندار، مزدور یا چھوٹے تاجر کو ریلیف نہیں دیا گیا۔ وہ بیچارے پہلے اور دوسرے بجٹ میں بھی اِسی طرح پس رہے تھے اور یہ تیسرے بجٹ میں بھی وہ سڑکوں پر واویلا کر رہے ہیں ہم تو لٹ پٹ گئے۔

پاکستان میں کسان کی تو بالکل تباہی ہو گئی ہے، کچھ نہیں رہ گیا۔ اُس نے جو کچھ بھی کیا، زمین بوئی، کھادیں ڈالیں، commission agents سے پیسے لیے، اس نے مہنگا diesel ڈالا، یہ سارے اور بجلی کے bill دے کے اس کو کچھ نہیں بچا۔ صرف اتنا ہی بچا ہے کہ چوہدری صاحب۔ پنجابی میں کسی نے کہا چوہدری صاحب کیا بچا ہے؟ اس نے کہا یہ جو چوہدری کہا ہے یہی بچا ہے، باقی مجھے کچھ نہیں بچا۔

اللہ کے فضل و کرم سے یہ جو کہتے تھے کہ ہم vote کو عزت دے رہے ہیں، بڑی عزت دے دی ہے vote کو۔ لوگ گلیوں میں رُل گئے ہیں، یہ جو چھوٹے تاجر ہیں ان کے اوپر PERA force fit کر دی گئی ہے کہ کوئی دکاندار 8 بجے کے بعد اگر کوئی سامان بھی اندر سے لینے جاتا ہے تو اس کو بھی پرچہ دے کر اندر کر دیتے ہیں۔ کوئی سمجھ نہیں آ رہی کہ ان کو کس نے یہ ساری باتیں سمجھائی ہیں کہ عوام کو بالکل چھوڑنا ہی نہیں ہے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ عوام کے پاس انہوں نے بعد میں نہیں جانا؟ ان کے پاس تو اب انہوں نے نہیں جانا کیونکہ یہ جو کہتے ہیں کہ ہم یہ جو بھی کر رہے ہیں ہم عوام کے لیے کر رہے ہیں، کسان ریڑھ کی ہڈی ہے، انہوں نے تو اس کا پنجر بھی نہیں چھوڑا، ہڈی تو بہت دور کی بات ہے۔

انہوں نے کسان کے معاملات میں تباہی پھیر دی ہے۔ یہ بتائیں کہ یہ جو کمزور سے کمزور لوگ ہیں، ایک گریڈ کے ملازم بیچارے سڑکوں پر رو رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں ہمیں کیا ریلیف ملا؟ ہم تو پہلے ہی مر رہے ہیں، ہم تو دوائی لینے کی سکت بھی نہیں رکھتے۔ ہم آج جو دوائی لیتے ہیں، وہ اگلے چار دن میں دُگنی ہو جاتی ہے، اگلے دن اُس سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے تو ہم کیا کریں؟ کدھر جائیں؟ پھر لوگوں نے کیا کیا کہ لوگ باہر کا رخ کر رہے تھے۔ وہ لوگوں کو کچھ پیسے دے کر لانچوں پر گئے اور اپنی جانیں گنوا بیٹھے۔ آپ کو پتہ ہی ہے اس ملک کا تو یہ حال ہے کہ باہر بھی نہیں جا سکتے، وہ باہر جانے کے لیے مزید پیسے مانگتے ہیں، پھر وہ راستے میں ڈبو دیئے جاتے ہیں۔ پھر یہ inquiries شروع ہوتی ہیں، وہ کیوں گئے؟ لوگ تو خودکشیاں کر رہے ہیں، یہ جو ڈاکے پڑ رہے ہیں، چوریاں ہو رہی ہیں یہ کیوں ہو رہی ہیں؟ یہ صرف اس لئے ہو رہی ہیں کہ اُن کو تو دو وقت کا کھانا بھی نہیں ملتا، وہ کہتے ہیں کہ چلیں یار جیل میں ہی چلے جاؤ وہاں دو ٹائم کی روٹی تو ملے گی۔ خدارا اس گورنمنٹ کو کچھ سمجھائیں، یہ جو کہہ رہے تھے کہ کیا ووٹ کو عزت دو تو ووٹ کو عزت دیدی ہے۔ بیچارے دکان والے، چھوٹے چھابڑی والوں کو اتنا ذلیل کر رہے ہیں، ان کے سامنے shade لگوا رہے ہیں، ان کے اچھے shade اتروا کر کمزور

سے shadeلگوا کر ان سے کتنے پیسے لے رہے ہیں، یہ کوئی اصول کی بات تو نہیں ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔ ریڑھی والوں کے ہاتھوں میں ہتھ کڑی لگا کر لے جا رہے ہیں۔ یہ PERA Force کس لیے بنی ہے، یہ عوام کو تنگ کرنے کے لیے ہے۔

کسان کو تو بالکل ہی انہوں نے ختم کر دیا ہے، ڈیزل پیٹرول کی قیمتیں اور اس کی levyان کی پہنچ سے باہر ہو گئی ہے۔ گندم کی قیمت کیا ہے؟ کوئی لیتا ہی نہیں۔ وہ بیچارے کدھر جائیں، وہ مر جائیں؟ خودکشیاں اس لیے زیادہ ہو رہی ہیں۔ باقی جو مزدوروں کا بھی، چھوٹے ملازمین اور چھوٹے تاجروں کو رات آٹھ بجے تک جو ان کو تکلیفیں دے رہے ہیں۔ جو لوگ کہتے تھے ووٹ کو عزت دو، کیا عزت مل گئی ہے؟ یہ IMF کا بجٹ آیا ہے اور ہر پاکستانی پر قرض چڑھ گیا ہے۔ جو بچہ ابھی پیدا ہی ہوا ہے اس کے اوپر تین لاکھ کا قرض چڑھ جاتا ہے۔ لوگ کیا کریں۔ یہ IMF کا بجٹ اس لیے بنایا گیا ہے کہ آپ سارے لوگوں کو تکلیف دیں اور خود عیاشیاں کریں۔ آپ کی گاڑیوں کے اخراجات، جو دس، دس گاڑیاں سامنے سے جاتی ہیں تو یہ اس لیے جاتی ہیں کہ سارا پیسہ تو ادھر جاتا ہے۔ ایک Steel Mill تھی ہمارے پاس، ایشیا کی سب سے بڑی کراچی میں، جس کا انہوں نے بیڑہ غرق کیا ہے اور 2021-22 میں 7 ارب 14 کروڑ 90 لاکھ کا profit دیتی تھی۔ اب دیکھ لیں 2024 میں اس کا کباڑ بیچ رہے ہیں۔ میں Industry and Production Committee کا Member تھا اور ہم نے اعتراض کیا کہ اس کو چلائیں۔ Russia کہہ رہا ہے میں چلاتا ہوں ہم ان سے کیوں نہیں چلواتے۔ اصل میں بات تو یہ تھی کہ ہمارے جو صاحب اقتدار ہیں ان کی تو ملیں ہیں وہ اس کو نہیں چلنے دیں گے۔ اس Steel Mill کے کتنے بندے بیروزگار ہو گئے ہیں۔ کتنے لوگوں کے میٹر کٹے ہوئے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جن کا پانی بند کیا ہوا ہے۔ اس کو scrap کر دیا ہے۔ 11ہزار ایکٹر اس کا رقبہ ہے اور اس میں 60ایکٹر colonies کی شکل میں ہیں یہ اس کو industry کا نام دے کر لوٹ کر کھا جائیں گے اور وہ Steel Mill ختم ہو جائے گی۔ خدارا اس کو دیکھیں اور ان کو کہیں کہ Russia کہتا ہے کہ میں اس کو share سے چلا لیتا ہوں ان سے چلوالیں۔ دوسرا یہ جو سوئی گیس کے لوگ ہیں میرے قصبے میں بڑے major تین قصبے ہیں، وہ ہیں شانگلہ، شاہ کوٹ اور بلوچاں ایمانداری کی بات ہے کہ وہاں پر pipes سارے leak ہو چکے ہیں۔ گلیوں میں گیس کی بدبو آ رہی ہے۔ وہ کیسی گیس ڈالتے ہیں، پتہ نہیں کیا کرتے ہیں گلیوں کے pipes میں پانی بھرا ہوا ہے۔ لوگ complaint لے کر آتے ہیں اور میں نے بات کی تھی اور میں نے کہا کہ کم از کم پانی تو نہیں آنا چاہیے۔ گیس تو نہیں آ رہی تو کم از کم پانی تو نہ آئے۔ بات ہے کوئی کرنے والی۔ پھر دیکھیں ایل پی جی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد ساہی صاحب۔

جناب محمد ارشد ساہی: میں آخر میں پہنچا ہوا ہوں انشاءاللہ میں لمبی تقریر نہیں کروں گا۔ LPG کا حال یہ ہے کہ 600 روپے فی کلو ہے اور لوگ شہر میں لکڑی جلا رہے ہیں۔ LPG black میں 600 روپے میں فی کلو دے رہے ہیں۔ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے وہ دندناتے پھر رہے اور 600 روپے کلو بیچ رہے ہیں۔ غریب تو بچارا پاکستان میں تباہ ہو گیا ہے۔ غریب کیا کرے گا۔ میں کہتا ہوں کہ کم از کم یہ جو گیس کا مسئلہ ہے میرے major قصبے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عادل بازئی صاحب، موقع دیا ہے۔ آپ بولیں۔

جناب محمد ارشد ساہی: سر! ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے نہیں بولنا تو پھر میں۔۔۔۔

جناب محمد ارشد ساہی: وہ شعر پر wind up کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا مائیک کھولیں۔ بیس سیکنڈ میں۔

جناب محمد ارشد ساہی: بہر حال اس کے بارے میں سوچیں۔ میرا شعر ہے۔

خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا

آنکھوں سے شرمِ سرور کون و مکاں گئی

وفا کرو گے تو وفا کریں گے جفا کرو گے تو جفا کریں

ہم بندے ہیں تمہاری طرح کے جیسا کرو گے ویسا کریں گے

عمران خان کو رہا کرو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ عادل بازئی صاحب۔

جناب عادل خان بازئی: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔ یااللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ تھوڑی ہمیں توجہ دیں۔ بلوچستان کو بجٹ میں اتنا مایوس رکھا ہے کہ اس کے عوام اور بلوچستان کے نوجوان اگر ناراض نہیں ہوں گے اور اپنے حقوق کے لیے لڑیں گے نہیں تو وہ کیسے پہاڑوں کا رخ نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ عوام دوست بجٹ نہیں ہے، یہ بجٹ IMF دوست بجٹ ہے۔ جناب سپیکر! اس گورنمنٹ نے بجٹ پیش کیا ہے اور بلوچستان کی ترقی کے لیے ایک چیز بتادیں جو health، education، پانی، security کے حوالے سے ہو، کوئی بھی چیز دکھادیں؟ بلوچستان کے mines, minerals اور اختیارات سب کچھ اسلام آباد کے پاس ہے اس کے باوجود بلوچستان کے لوگوں کو ایک ٹکے کا fund نہیں دیا گیا۔ جب بجٹ آتا ہے تو مجھ سے میرے حلقے NA-262 کی عوام پوچھتی ہے کہ آپ کو ہمارے لیے بجٹ میں کیا ملا ہے۔ کالج ملا؟ سکول ملا؟ ہسپتال ملا یا Sports Complex ملا؟ میں تو ان کو کہتا ہوں کہ میں اپوزیشن میں ہوں، اپوزیشن میں سے بھی اس اپوزیشن میں ہوں کہ خان کا سپاہی ہوں اور خان سے ڈرتے ہیں تو خان کے سپاہی سے کیسے نہیں ڈریں گے۔ اگر آپ نہیں ڈرتے ہو مرد کے بچے ہو تو جیل سے نکال کر مقابلہ کرکے دکھاؤ۔ مرد کے بچے ہو تو دل گردہ رکھ کر برداشت کرو باہر نکال کے مقابلہ کرکے دکھاؤ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بحث نہیں کرنی۔ میں adjourn کر رہا ہوں۔

جناب عادل خان بازئی: یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ماحول خراب نہ کریں۔ اگر اس طرح شور کریں گے تو میں اجلاس adjourn کر دوں گا۔ اگر آپ نے بجٹ پر بحث نہیں کرنی تو نہ کریں۔ آپ بجٹ پر آجائیں پلیز۔

جناب عادل خان بازئی: سر! بجٹ پر ہی تو بات ہو رہی ہے۔ یہ بجٹ پشتونوں کا ہے، یہ بجٹ پنجابیوں کا ہے، یہ بجٹ بلوچوں کا ہے، یہ بجٹ پچیس کروڑ عوام کا ہے۔ یہ بجٹ 17 سیٹ والوں کا نہیں ہے۔ برداشت کریں، دل گردہ رکھیں بھائی جان۔ میں تو ایک معصومانہ سوال پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو رات کو نیند کیسے آجاتی ہے؟ اس پچیس کروڑ عوام کا ٹیکس دیمک کی طرح کھا رہے ہو۔ ٹھیک ہے، مان لیتے ہیں کہ واقعی اکانومی کو stable کر رہے ہو تو پھر قرضے کیوں لے رہے ہیں؟ آپ واقعی ملک کو ترقی دینا چاہتے ہیں تو پھر آپ کی companies کیوں پاکستان کو چھوڑ کے باہر جا رہی ہیں؟ آپ واقعی ملک کو ترقی دینا چاہتے ہیں تو آپ اپنے Swiss accounts and London properties کو پاکستان کیوں نہیں لاتے ہیں؟ برداشت کرو، سننا پڑتا ہے۔ ستائیسویں ترمیم میں بھی پیشن گوئی کی گئی تھی کہ جب اٹھائیسویں ترمیم آئے گی تو ان کی چیخیں نکلیں گی اللہ کے فضل و کرم سے۔ بڑے ظالم لوگ ہیں۔ 25 کروڑ عوام کے ٹیکس پر آپ نے بادشاہت والا نظام بنایا ہوا ہے۔

گلگت کا result دیکھیں، اس کا mandate چوری کیا اور آپس میں چوری بھی کر رہے ہیں، ایک دوسرے سے چوری کر رہے ہیں۔ برداشت کریں۔ پیپلز پارٹی والے کہتے ہیں کہ ہم جیت چکے ہیں۔ (ن) والے کہہ رہے ہیں کہ ہم جیت چکے ہیں۔ کہتے تھے کہ ہم بجٹ پاس ہونے نہیں دیں گے۔ ایک محسن نقوی آپ لوگوں کو مار رہا ہے۔ یہ 25 کروڑ عوام کو کہاں جا رہے ہیں؟ اس 25 کروڑ عوام کا کب تک ٹیکس کھاؤ گے۔ بھائی جان برداشت کرو۔ آپ لوگوں کے دن بھی آنے ہیں اور ان شاء اللہ اس سے بدتر دن آئیں گے۔

میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ KP میں عمران خان کی government ہے، وہ دہشت گردوں کو support کرتے ہیں، اللہ نہ کرے۔ چلو ٹھیک ہے، بلوچستان میں کس کی government ہے؟ کیا بلوچستان میں نون لیگ اور پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نہیں ہے؟ بلوچستان میں حالات کیوں خراب ہیں؟ Control سے کیوں باہر ہیں؟ کشمیر میں کس کی government ہے؟ کشمیر کے حالات کس نے خراب کیے ہیں؟ برداشت کرو اور دل گردہ رکھو۔ سر! آپ انہیں چپ کرائیں، مجھے speech کرنے دیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح نہ کریں پلیز۔ جب آپ کو باری ملے گی تو اس میں جواب دیجئے گا۔

جناب عادل خان بازئی: سر! پنجاب میں کس کی government ہے؟پنجاب میں corruption peak پہ جارہی ہے۔پنجاب میں امن و امان دن بدن خراب ہو رہا ہے ، وہاں کس کی government ہے؟ سندھ میں جو چوریاں ہو رہی ہیں، وہاں کس کی government ہے؟وہاں پہ بھی عمران خان ہے، پنجاب میں بھی عمران خان ہے، کشمیر میں بھی عمران خان ہے، بلوچستان میں بھی عمران خان ہے، فیڈرل میں بھی عمران خان ہے، کہاں کہاں عمران خان ہے؟ یہ میرے خیال میں رات کو نیند بھی نہیں کر سکتے ہیں،ان کو خواب میں بھی عمران خان نظر آتا ہے۔

اگر آپ واقعی اس ملک کے ساتھ مخلص ہیں اور اس کو آگے لے جانا چاہتے ہیں تو استعفیٰ دیں، مانیں کہ عمران خان نے پورے پاکستان کے الیکشن میں clean sweep کیا تھا8فروری کو۔8فروری کو عمران خان صاحب نے کچرے اور corruption کا مکمل صفایا کروادیا تھا، مگران کو اتنا خوف ہے اس مرد مجاہد کا کہ وہ جیل میں بیٹھ کے ان کو للکار رہا ہے۔اس نے جیل میں بیٹھ کر ان کی نیندوں کو حرام کیا ہوا ہے۔

آپ 25 کروڑ عوام کا سوچیں۔ ظالمو، کیوں ظلم کر رہے ہو ؟آپ نے اللہ کو بھی جواب دینا ہے۔ برداشت کرو۔ عمران خان صاحب کو 8 مہینوں سے آئیسو لیشن میں رکھا ہوا ہے۔اس کے علاج کے لیے Shifa Hospital بھی shift نہیں کررہے۔خان صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اسلام آباد کےShifa Hospital میں لے جاؤاوران کی فیملی اور ہم بھی یہی کہتے ہیں۔یہاں علاج کے لیے آپ لوگوں کا کوئی hospital تھا ہی نہیں۔آپ لوگوں نے اپنے علاج کے لیے پاکستان میں ہسپتال بنایا ہی نہیں ہے۔آپ کو توLondon ،America، Canadaجانا پڑتا ہے۔یہ ہمارے leader کو Shifa Hospital میں shift نہیں کر سکتے۔اس ظلم کا اندارہ لگائیں۔یہ ظلم اور زیادتی کا نظام کب تک چلے گا؟اور یہ ہمیشہ نہیں رہے گااللہ کے فضل و کرم سے۔

عمران خان کی familyسے ملاقات کیوں نہیں کرواتے؟آپ چاہتے ہیں کہ وہ ٹوٹ جائے گا۔نہ بابا، یہ آپ لوگوں کا خواب ہے اور یہ کبھی پورا نہیں ہو گا۔ عمران خان کبھی ٹوٹے گا نہیں اور یہ بھی یاد رکھنا کہ آپ سوچو گے کہ عمران خان کے سپاہیوں کو توڑو گے، وہ بھی آپ کا ارمان پورا نہیں ہو گاان شاءاللہ۔آپ سوچو گے کہ عمران خان کے workers کو توڑیں گے، وہ بھی نہیں ہو گا۔آپ جتنی بھی کوشش کرو، یہ آپ کا ظلم ہے اور یہ نہیں چل سکے گا۔جناب سپیکر! مزدور کی 25,000 تنخواہ ہے۔مزدور پچیس ہزار تنخواہ میں کس طرح بجلی کااور گیس کا بل دے گااور گھر کس چیز سے چلائے گا۔ان ظالموں کواحساس ہی نہیں ہے، عوام کے taxes پہ مزے لے رہے ہیں، عوام کے taxesپر دن بدن بادشاہت بنارہے ہیں۔ مگرادھر تو بچ جاؤگے ،اللہ کی عدالت میں کبھی نہیں بچ پاؤگے ،یہ یادرکھنا کہ اللہ کی عدالت میں نہیں بچو گے۔

جناب سپیکر: Wind up کیجیے۔

جناب عادل خان بازئی: جناب سپیکر! اللہ مجھے معاف کرے، بڑی بات سے میں توبہ کرتا ہوں، میں جب ان کو دیکھتا ہوں تو افسوس ہوتا ہے، کہ کیسے کیسے نمونوں کو یہاں لاکر بٹھادیا ہے،اصل وجہ کیا ہے؟اصل نمائندے یہ ہیں ہی نہیں، یہ 17 سیٹوں والے لوگ ہیں، جب راتوں رات رزلٹ

دیناپڑتاہے وہ کوئی بھی آجائے، خیر ہے، کچھ اس طرح کے نمونے ہیں، یہاں پر سارے نمونے بیٹھے ہیں، جن کو عوام کی تکلیف کا فرق ہی نہیں پڑتا۔ ہمارے بلوچستان میں، میں challenge سے ان کو کہتاہوں، میں پوری اسمبلی کو دعوت دیتاہوں بلوچستان میں کہ اگر واقعی مرد کے بچے ہو تو byroad میرے گھر تک آکر دکھاؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، گیارہ منٹ ہوگئے ہیں، آمنہ بتول صاحبہ۔

Syeda Amnah Batool: Honourable Speaker, thank you very much for giving me the opportunity to Floor my thoughts regarding the Budget discussion 2027. Honourable Speaker, it gives me immense pride to stand here today and highlight several key aspects of the Budget which not only achieves a vital balance but also offers reassurance and support to the different segments of the society from the very needy to those who are the business leaders. Honourable Speaker, this is a Budget of the people.

It wasn't designed in isolation behind the closed doors. Rather, it is a product of extensive consultations with its true beneficiaries ranging from industrialists, IT, agriculture and education experts and the students themselves. Honourable Speaker, this open process actually depicts that concept of participatory governance that rises in the government's democratic settings such as ours.

Honourable Speaker, today I speak and I cannot let this moment pass without placing on record the profound appreciation for the House, for the leadership of the Prime Minister Shahbaz Sharif and the Chief of Defence Forces, Field Marshal Syed Asim Munir Sahib. Pakistan did not stand as a spectator during this achievement. Our nation acted as a trusted mediator.

This is not just a diplomatic win for Iran and the United States. This is a diplomatic victory for the regional peace, for global stability and for Pakistan's standing in the comity of nations. Honourable Speaker, today I stand here as a representative of the 67% of the population which is the (youth,) our youth.

Every year we hear the Budget speeches filled with complicated numbers and jargons that make the common man's head spin. We hear about deficits, GDP, fiscal policies and we feel that they belong to the textbooks and not in our homes. Honourable Speaker, the government did not present a financial statement on June 12.

Rather, it provided us with a launch pad. This Budget is a translation of our government's resolve for the youth into hard cash and real opportunities. We are not here to manage their struggles, we are here to end them. Let us be honest with you. When this government took the oath, Pakistan was on the verge of falling apart.

We were handed an economy that was (a patient) in the ICU. But true leadership is not tested when it's the good times. It is actually tested when the world is on fire.

Today, I want to speak directly to the 5,15,000 young Pakistanis, who have already been trained under the Prime Minister's Youth Skill Development Programme. We didn't just give them a diploma, we gave them a hammer and it worked. According to an independent evaluation, it has been proven that 53% of these beneficiaries are already either entrepreneurs or an employers.

But we are not stopping there, honourable Speaker. This year, we are allocating an additional 5.29 billion rupees to train 120,000 more young Pakistanis in high demand IT and digital skills. We are putting 7.9 billion into NAVTTC, vocational training courses so that your hands learn what the market needs.

The government has set aside 3 billion rupees for the Pakistan Education Endowment Fund Scholarship. Under the Phase 4 of the Prime Minister's laptop scheme, we handed over almost 90,000 laptops across all provinces of Pakistan and purely on merit.

These laptops are merely not mere gadgets. These are the devices, this is a pathway for our youth to build a future. With these laptops, we are not just distributing technology, we are planting the seeds for Pakistan's own Silicon Valley. This is our pathway for our youth to build a digital empire. By giving our youth, the tools for today, we are ensuring that Pakistan leads the AI revolution tomorrow.

Honourable Speaker, the government has already distributed 258 billion rupees to 5,34,000 young entrepreneurs under the Youth Business and Agriculture Loan Scheme. This is the largest microfinance drive in Pakistan's history. To the young women and men learning coding and freelancing in their homes, the Budget has extended to a 0.5 to 2.5% final tax regime for IT exporters all the way to June 2029.

Again, we are not giving them a short-term relief, we are providing them with a long-term policy stability. With the 5G spectrum already rolled out, the National AI Policy launched, the National Youth and Employment Policy launched, the National Youth Endowment Policy is in process, and the National E-sports Policy as well, all of this, honourable Speaker, directly resonates with the core conviction of the honourable Prime Minister that Pakistan's future belongs with the digital world and our youth must be the ones leading it. And because of this trust, the government has built, global giants like Google, Alibaba, BYD and Aramco are now expanding their businesses in Pakistan.

We have not just created 25,000 high-tier jobs, we have created a future where youth do not need a visa to earn dollars. You just need a laptop and an internet connection and the world knows this. Pakistan is now ranked number four on globally freelancing earning.

That is not luck, Honourable Speaker, this was the policy of our government. Think about the ripple effect of the Honourable Speaker. This isn't just a handout, it's an investment.

Those 287,000 young leaders didn't just find employment, they became employers, creating more than 900,000 jobs across Pakistan. And the digital revolution does not stop here. The digital youth hub has transformed into a massive national ecosystem registering over 800,000 young minds and partnering with 2,000 institutions.

As I speak today, this platform is receiving more than 4,800 applications every single day, which means and which proves that our youth are not sitting idle. They are waiting for the opportunities, they are tech ready and this government is answering their call. So do not let anyone tell us that Pakistan is a failure.

Pakistan is not a failure. We are a work in progress and this Budget is the blueprint. The government has increased the higher education Budget from 34.9 billion rupees to 46 billion rupees.

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں شکریہ۔

Syeda Amnah Batool: We have allocated 3.6 billion rupees for science and technology research and we are not just feeding the present, we are funding the future. So once again, I would want to bring your attention to the numbers that. I

have just placed before you, 258 billion rupees in youth loans, 600,000 laptops, 900,000 jobs created, 800,000 young people on a single digital platform, a 46 billion rupee higher education Budget, a 5.29 billion rupee IT training and a 300 billion rupees Zarkhez Scheme for the farmers.

Sir! just last few lines. Sir, this is not a Budget for a desperate nation, this is a Budget of confident nation. This Budget is a proof that the dark days are behind us, the currency is stable, inflation is dropping, the world wants to be our partner.

Prime Minister Shahbaz Sharif has often said that investing in the youth is not a charity. It is the highest return of investment our Nation can make. Today with this Budget, we have made this investment and to every young Pakistani listening to me today, the Government sees you, the Prime Minister believes in you and this Budget actively invests in you.

The future belongs to the youth of Pakistan and together let's build it. Pakistan Zindabad.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محبوب شاہ صاحب

جناب محبوب شاہ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! آج 2026-27 کی بجٹ پر ہم یہاں پر بحث کر رہے ہیں جو آپ لوگوں نے پیش کیا ہے یہ ایک ایسا بجٹ ہے، یہ عوام دشمن بجٹ ہے یہ کسان دشمن، تاجر دشمن اور تنخواہ دار دشمن بجٹ ہے۔اس بجٹ میں غریب عوام کے لیے کچھ نہیں رکھا گیا ہے۔ہماری حکومت تھی خان صاحب کی 2018 میں تو پیٹرول 153 روپے تھا۔جب آپ لوگوں کی حکومت آئی ہے تو یہ 400 روپے پر چل رہا ہے۔اس حساب سے جو تنخواہ دار طبقہ ہے جو پینشن پر ہیں ان کی کم از کم پچاس فیصد تنخواہ بڑھانی چاہیئے۔آپ کے سات فیصد سے کچھ نہیں ہو گا۔اس کے علاوہ ہمارے قائد عمران خان جیل میں ہے۔اگر وہ اس اسمبلی میں ہوتا، وہ وزیر اعظم ہوتا تو نہ یہ پیٹرول مہنگا ہوتا نہ اس ملک میں مہنگائی ہوتی۔Corona کے وقت میں پوری دنیا میں مہنگائی تھی لیکن خان صاحب جب یہاں پر تھے تو یہاں پہ مہنگائی نہیں بڑھی۔

جب آپ لوگوں کی حکومت آئی تو آپ نے مہنگائی کہاں تک پہنچائی ۔ ایسے حالات میں کیونکہ یہ elected حکومت نہیں ہے، یہ 17 سیٹوں والی حکومت ہے۔ یہ حکومت کو ادھر ادھر سے سب کو اکٹھا کر کے چلا رہے ہیں۔ یہ ملک کو کیسے چلائیں گے جب elected لوگ حکومت چلائیں گے تو تب حکومت چلے گی۔ایسے لوگوں سے صحیح حکومت نہیں چلے گی۔

دوسرا میں اپنے حلقے لوئر دیر کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دیر میں NA 45, NHA کا روڈ ہے۔ یہ روڈ 2018 میں منظور ہوا تھا اور مارچ 2021 میں اس پہ کام شروع ہونا تھا۔

جناب چیئرمین! وہ ایسا روڈ ہے کہ چکدرہ سے اگر آپ گاڑی میں بیٹھیں تو خار تک 40 کلومیٹر overtake نہیں کر سکتے اس روڈ پہ اور اتنا رش ہوتا ہے کیونکہ اپر چترال، لوئر چترال، لوئر دیر، اپر دیر اور باجوڑ اس روڈ پہ ہیں اور وہاں پر لوگوں کے لیے انتہائی مشکلات ہیں۔ وہاں پہ کوئی emergency ہو جائے، گاڑی overtake نہیں کر سکتی اور بہت اس میں بہت نقصان ہوتا ہے۔

تو لہٰذا میری حکومت سے اپیل ہے کہ اس روڈ پہ فوراً کام شروع کر کے مکمل کیا جائے۔ اس کے علاوہ ہمارے بجلی کا یہ حال ہے کہ ہمارے اسنٹر فیڈر پہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے load shedding ہوتی ہے۔

اسی طرح خار ہماری تحصیل ہے۔ خار تحصیل میں 5 UC's ہیں وہاں پہ 18 اور 20،20 گھنٹوں کی loadshedding ہوتی ہے۔ تو اس loadshedding کو ختم کیا جائے۔ یہ عوام کا حق ہے، جو آپ کو ٹیکس دیتے ہیں اور ہمارے ٹیکس کی وجہ سے یہ حکومت چل رہی ہے۔ تو یہ عوام کا حق آپ کو دینا پڑے گا تو بجلی کو وہاں پہ فوراً بحال کیا جائے اور loadshedding دو گھنٹے سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔

ان کے علاوہ طور بند 1,2 خال، شیل پالم وہاں پہ بہت برے حالات ہیں loadshedding کے تو لہٰذا لوڈ شیڈنگ کو فوراً ختم کیا جائے۔

اس کے علاوہ میں گیس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں پچھلی حکومت میں خان صاحب نے مجھے ایک ارب 33 کروڑ روپے گیس کی مد میں دیے تھے۔ وہ گیس کا کام وہاں پہ ہو رہا تھا اور ہم نے main pipes بچھائیں تھیں۔ پھر جب ان لوگوں کی حکومت آئی تو اب یہ وہاں پہ اپنے نام کی تختی لگا رہے ہیں۔ یہ فنڈ ہم نے جمع کیا ہے، ان کو شرم آنی چاہیئے۔ ان کو چاہیے کہ یہ جا کے اپنا فنڈ لے کے آئیں اور ادھر لگائیں۔ ہمارے non-elected لوگ وہاں پہ اپنی تختی لگا رہے ہیں۔ یہ کیا حکومت ہے؟ یہ تو اس کا حال ہے۔

اس کے علاوہ جو میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی GB میں الیکشن تھا۔ ہمارا صوبائی صدر جنید اکبر خان ہے، ہم 4,5 MNAs وہاں پہ گئے ہیں۔ ہم نے رات گزاری، جو لوگ ادھر آئے ہیں۔ خان صاحب کے نام پہ آپ یقین کریں وہ ساری GB والی پارٹیاں ابھی کہتی ہیں کہ ہم جیتے دوسرے کہتے ہم جیتے ہیں۔ ڈر کے ہم نے رات گزاری صبح ہمارا جلسہ تھا وہاں سے لوگ آئے کہ بھائی آپ لوگ جائیں۔ ہمیں اوپر سے order آیا ہے کہ آپ نے یہاں پہ نہیں جانا۔

لہٰذا جو سیاسی campaign کرنی چاہیئے۔ ہر پارٹی کو حق ہے، ہر پارٹی کو وہاں پہ اجازت ہونی چاہیئے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ایک پارٹی کو آپ خوش آمدید کہو، اس کو لے آؤ اور دوسری کو ہراؤ۔ صحیح fair election ہونا چاہیے۔ کشمیر کے حالات دیکھیں وہاں پہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ وہاں پہ elected لوگ نہیں آ رہے ہیں۔ وہاں پہ non-elected لوگ آ رہے ہیں۔ اس طرح کا GB میں بھی ہے اور پاکستان میں بھی ہے، بلوچستان میں بھی ہے اور سندھ میں بھی دیکھو، وہاں پہ کچے کے ڈاکو، پنجاب میں پکے کے ڈاکو۔ ان کی حکومت ہے۔ کبھی ایک سے تاوان لیتے ہیں کہ بندے کو اغواء کرتے ہیں کہ بھائی اتنے پیسے دے دو۔ پھر دوسرے کو پنجاب سے کرتے ہیں، KP سے کرتے ہیں، بلوچستان سے کرتے ہیں۔ تو لہٰذا آپ اس ملک پہ توجہ دیں۔ اس ملک کے جو حالات جا رہے ہیں اس سے پوری دنیا میں بدنامی ہو رہی ہے۔

باقی جتنے ہم elected MNAs تھے ان میں سے 12 ,10 کو نااہل کیا گیا۔ان کو 40،40 سال سزا دلوائی گئی۔خان صاحب کے نام پہ، کیونکہ خان صاحب کو ان لوگوں نے ووٹ دیا تھا اس لیے ان کو نااہل قرار دیا گیا۔ جن میں عمر ایوب صاحب، زرتاج گل صاحبہ، رائے حسن نواز صاحب، احمد چٹھ صاحب اور بھی ہمارے بہت سے لوگ ہیں۔ لطیف چترالی صاحب پھر اس کے علاوہ شاہ محمود قریشی صاحب، ان کو 3 سال جیل میں ہو گئے ہیں۔ خان صاحب جیل میں رہے، یہ سیاسی لوگ ہیں۔ان کو عوام میں ہونا چاہیئے۔یہ وہ لوگ نہیں ہیں۔زرداری صاحب جیل میں ہوتے تھے تو وہ بڑے بڑے Farm house میں رہتے تھے۔نواز شریف صاحب جیل میں ہوتے تھے تو بڑے Farm house hospital میں رہتے تھے۔گھر سے کھانے پکا کے helicopter میں مل جاتے تھے ان لوگوں کو۔

لٰہذا خان صاحب ایسا بندہ ہے کہ وہ ایک کمرے میں ہے اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔بیچارہ اپنا وقت تک نہیں دیتے ہیں، 10, 10 دن بجلی نہیں دیتے اس کو، پانی نہیں دیتے، گندا پانی دیتے ہیں۔یہ لوگ اس طرح کر رہے ہیں ان کو چاہیئے کہ خان صاحب کو جلد از جلد رہا کریں ورنہ ایسا نہ ہو کہ یہ ملک کسی اور طرف چلا جائے۔

میری درخواست ہے کہ یہ سیاسی لوگ، سیاسی اور آزاد فیصلے کریں، تب یہ ملک چلے گا۔بنگلہ دیش کا دیکھیں کیا حال ہو گیا ہے۔وہ کہاں تک پہنچ گیا وہ ہمارے سے بعد میں آزاد ہوا تھا اور اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ہمارے ایک محاورہ تھا کہ یار نش نامی بنگلہ دیش ہے۔بنگلہ دیش کدھر تا پہنچ گیا اور پاکستان کدھر پہنچ گیا۔تو لہٰذا مہربانی کریں یہ ملک بچائیں اور اس کے لیے کچھ کریں۔جو 17 سیٹ والا بیٹھا ہو گا وہ کیا کرے گا اس علاقے میں۔17 سیٹوں والے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔Elected وزیر اعظم ہو، elected لوگ ہوں تب وہ کام کریں گے۔

باقی جتنے بھی ہمارے MNAs اور workers Military Courts کے اندر مختلف مقدموں میں گرفتار ہیں۔انہیں فوراً رہا کیا جائے۔شکریہ جی۔

جناب چیئرپرسن: جی شکریہ۔شاید عثمان صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت و پیداوار(جناب شاہد عثمان): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔Thank you جناب Chairperson۔سب سے پہلے میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں Prime Minister of Pakistan میاں شہباز شریف صاحب، فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب، Deputy Prime Minister اسحاق ڈار صاحب کو کہ جنہوں نے بہترین طریقے سے اور اپنی انتھک محنت سے USA اور Iran war میں ثالثی کا کردار ادا کیا۔

جناب چیئر! تاریخ گواہ رہے گی کہ پاکستان نے دنیا کو معاشی تباہی سے، عالمی بحران سے بچایا اور پاکستان کی عالمی سفارت کاری نے دنیا میں امن کا ایک نیا سورج طلوع کیا۔

جناب چیئر! تاریخ اس بات کی بھی گواہ رہے گی کہ جب بھی دنیا کو ضرورت پڑی تو پاکستان نے آگے بڑھ کر بہترین کردار ادا کیا۔ آج پاکستان کا ہر شخص، بچہ، ماں، بہن، بیٹی سب خوش ہیں کہ پاکستان کی آج دنیا میں جو عزت بنی وہ پاکستان کی 75 سال کی تاریخ میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا۔

میں اب بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ جناب چیئر پرسن! میں بجٹ 27-2026 کے کچھ aspects پہ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ اگر ہم اس بجٹ کو دیکھیں تو یہ پچھلے 3,4 سال کے Budgets سے مختلف قسم کا ہے۔ اس بجٹ میں باقاعدہ اس چیز پڑھ کے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان کی economy جس طریقے سے پچھلے سال میں crisis میں financial pressures میں اور instability میں جا رہی تھی اس کو لے کے پاکستانی گورنمنٹ اب economic stability اور economic growth کی طرف چل پڑی ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ اس بجٹ میں جس طرح کے relief عوام کو دیے گئے ہیں۔ ان میں Government of Pakistan نے ایک clear direction set کی ہے کہ پاکستان کو move کرنا ہے economic stability سے economic growth کی طرف۔ اس بجٹ کے main goals اور targets ہیں۔ Exports کو increase کرنا ہے، private sector کو strengthen کرنا ہے، investments کو encourage کرنا ہے اور اس کے علاوہ economy میں jobs opportunities create کرنی ہیں۔

سب سے پہلے ہم economic growth and stability پہ بات کرتے ہیں۔ اس بجٹ میں 4 percent کا economic growth target set کیا گیا ہے۔ یہ چیز show کرتی ہے کہ Government wants to move the economy from the period of slowdown towards growth پچھلے کچھ سال میں Government کا focus ہر Budget میں economic reforms پہ financial discipline پر اور stability پر تھا۔ Now is the time کہ ہم اپنی economy میں business activity کو increase کریں اور عوام کو relief دیں۔

Second number پہ جو Budget کا بڑا important point ہے export-led growth میں اس پہ بات کرنا چاہوں گا۔ As you know exports are very important feature of any economy۔ اس Budget میں exports پہ بہت focus کیا گیا ہے۔ exporters کو relief دیا گیا ہے، advance tax میں reduction کی گئی ہے تاکہ exporters کے لیے ایک بہتر environment create کیا جا سکے۔

ہم سب لوگ جانتے ہیں کہ کسی بھی ملک کی ترقی کا راز اس کی exports پہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک آپ کے ملک کی exports بہتر نہ ہوں، production بہتر نہ ہو، industrial growth نہ ہو تو آپ کے ملک کی economy ترقی نہیں کر سکتی۔

اگر پاکستان کی products international markets میں پہنچیں گی تو آپ کے ہاں local jobs create ہوں گی، foreign exchange بھی آئے گا اور آپ کی economy build ہو گی۔

پھر Industry, Business and Investment, investors کا اعتماد بحال کرنے کے لیے اس Budget میں Super Tax میں کمی کی گئی ہے۔ جن companies کی earning 500 Million Rupees تک تھی، ان کو Super Tax میں reduction دی گئی ہے تاکہ investors کا confidence بحال ہو۔ اگر ان کا confidence بحال ہو گا تو foreign investment بھی آئے گی اور market میں jobs بھی create ہوں گی اور آپ کی economy بھی ترقی کرے گی۔

جناب چیئرپرسن! پچھلے تین Budgets سے مختلف Tax Reforms جو اس میں کی گئی ہیں، ان میں Government نے پوری کوشش کی ہے کہ نیا tax کسی پہ نہ لگایا جائے، کچھ departments پہ لگا بھی ہے لیکن کم سے کم لگا ہے۔ لیکن جو بہتر چیز انہوں نے کی ہے کہ یہ اپنے tax system کو improve کر رہے ہیں، جس میں Government نے زور دیا digital monitoring پہ، automation پہ، and the use of technology to increase the tax collection۔

اگر ہم اپنے tax system کو بہتر کر لیں گے تو جو لوگ tax چوری کرتے ہیں، کروڑوں اربوں روپے کی، اگر وہ system میں آ جائیں گے تو ہمیں نئے taxes لگانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ یہی سوچ کے Government نے اپنے tax system کو بہتر کیا ہے۔ ان شاءاللہ اس سے ہمیں اچھا output ملے گا۔

پھر agriculture اور farmers، جو ہماری economy کے لیے ایک backbone کی حیثیت رکھتے ہیں، چھوٹے کسانوں کے لیے loans بھی رکھے گئے ہیں اور ان کو easy financing بھی provide کی گئی ہے تاکہ وہ بہتر طریقے سے اپنی modern agriculture machinery بھی use کر سکیں، زیادہ production لے سکیں، تاکہ ہماری economy میں کل کو ہم agriculture exports بھی کر سکیں۔

اس کے علاوہ housing اور construction sectors میں relief دیا گیا ہے تاکہ کچھ نہ کچھ business activity بڑھے۔ اب construction اور housing sector کے ساتھ بہت ساری interlinked industries ہیں۔ جب Government نے اس sector میں relief provide کیا ہے تو employment increase ہو گی، business activity improve ہو گی اور زیادہ لوگوں کو گھر اور روزگار ملے گا۔

Salaried class کے لیے 7 percent increase کی گئی ہے۔ تھوڑا زیادہ ہونا چاہیئے لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے نہیں کر سکے، لیکن ان شاءاللہ next time زیادہ increase ہو گی۔ لیکن اس میں ایک چیز رکھی گئی ہے، slabs مقرر کر دی گئی ہیں۔ جیسے

50,000کی pay تک کوئی tax نہیں ہے،50,000سے100,000تک صرف one percent taxہے۔تواس سے لوگوں کی purchasing powerبڑھے گی۔غریب عوام کو tax نہیں دیناپڑے گا۔جن کی income 50,000 تک ہےان کو Tax نہیں دینا پڑے گا۔

اس کے علاوہ youth کے لیے بے شمار programs رکھے گئے ہیں کیونکہ پاکستان کی جو biggest strength ہے وہ young populationہے۔ اس میں youth کے لیے business opportunities رکھی گئی ہیں، ان کی employment کے لیے youth programs،ہیں skill developmentہے۔اس کے علاوہ بے شمار opport-unitiesہیں youth کے لیےتاکہ وہ national development میں اپنا کرداراداکر سکیں۔

اس کے بعد میں اپنے حلقے گوجرانوالہ کے متعلق کچھ باتیں کرناچاہتاہوں۔گوجرانوالہ NA-80پاکستان کے اہم ترین صنعتی اور کاروباری علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ گوجرانوالہ کے لوگ محنت، ہنر اور businessصلاحیتِ میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔گوجرانوالہ میں بنیادی infrastructureسڑکوں، نکاسی آب،صاف پانی اور تعلیم کے میدان میں، صحت کے حوالے سے، میڈم مریم نواز صاحبہ نے پنجاب میں بے شمار development fundsدیئے ہیں جن کی وجہ سے گوجرانوالہ کی حالت تقریباًاگلے ایک سال میں بہت اچھی ہو جائے گی۔

ایک mega project Metro کادیاہے۔ان کا vision ہے کہ گوجرانوالہ میں ہرroad ،ہر گلی میں sewerageٹھیک کام کرناچاہئیے، کسی road اور کسی گلی میں پانی کھڑانہیں ہوناچاہئیے۔اس کے لیےایک major development fund گوجرانوالہ کو ملا، Metro projectملاہے۔ایک Maryam Nawaz Institute of Cardiology بھی گوجرانوالہ کوملاہے،توہم گوجرانوالہ کی عوام کاشکریہ اداکرتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں ان شاءاللہ ایک سے دوسال میں گوجرانوالہ کے تمام mega projects مکمل ہو جائیں گے۔پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔جناب محمد علی سرفراز صاحب۔

جناب محمد علی سرفراز: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔میں اصل میں آج بڑے پریشر میں تھاکیونکہ میرے شہر کے لوگ کہہ رہے تھے کہ ہمارے بڑے مسائل ہیں ان پر بات کریں۔فیصل آباد کے میرے سارے دوست تقریر کر چکے ہیں اور میری باری endپر آئی،اب آپ سے گزارش ہو گی کہ تھوڑاسا کھلاٹائم دیجیئے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک چیز آپ کے گوش گزار کرناچاہتاہوں کہ خان صاحب اورPTIکی گورنمنٹ میںBureau of Statisticsکوplanning and Developmentمیں سے نکال دیا گیاتھا،لیکن خان صاحب کے جانے کے بعد ایک کارنامہ کیاگیااور ہماری نظر میں اس کے پیچھے بھیmalafide interntionہے کہBureau of Staticsکودوبارہplanning and Developmentکے

نیچے ڈال دیا گیا تاکہ ڈیٹا کو fudge کیا جا سکے اور جو ہمارے number release ہوتے ہیں، وہ numbers غلط شائع بھی ہوئے ہیں اور ہمارے بہت سارے دوستوں نے یہاں point out کیا ہے at various places تو اس حالت کو دیکھتے ہوئے جب ایک ملک کا فیڈرل بجٹ پیش ہو رہا ہو تو ایک شعر یاد آ جاتا ہے۔ دور حاضر کا ایک مزاحیہ شاعر ہے، ان کا شعر یوں ہے کہ۔

اکھ وچ مٹی پائی جاؤ، پائی جاؤ

رَل مل کے ملک نوں کھائی جاؤ، کھائی جاؤ

آگے ایک اور شعر ہے کہ۔

لسی صحت لئی اچھی شے وے

دودھ وچ پانی پائی جاؤ، پائی جاؤ

ڈاکٹر صاحب mind نہ کرنا، اچھا اب تھوڑا سا serious on the Budget۔ جناب! ہم یہاں پر جب اپنے ملک اور عوام کی حالت دیکھتے ہیں تو ہمیں austerity پر بڑا سبق دیا جاتا ہے۔ Austerity اس حد تک کہ موٹروے پر آپ اپنی گاڑی سو سے اوپر نہ چلائیں پٹرول لگتا ہے جو کہ آپ کی اپنی جیب سے لگتا ہے، actually اس کا حکومت کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اگر آپ تیز گاڑی چلاتے ہیں تو پھر آپ کا چالان کر دیا جاتا ہے اور اس طریقے سے بھی آپ کو rip-off کیا جاتا ہے۔ شاید اس طرح کے قوانین اس لئے بنتے ہیں کہ ہماری جیبوں میں اگر کوئی چار روپے رہ گئے ہیں تو وہ بھی نکال لئے جائیں۔ انہی حالات کے دوران، ہم بجٹ کے documents میں دیکھ رہے تھے کہ expenditure on the civil government 100 billion پچھلے سال سے زیادہ دیا گیا ہے یہ آپ کے Budget documents کہہ رہے ہیں تو یہ austerity صرف ہمارے لئے ہے کہ گورنمنٹ کے لئے بھی کچھ ہے۔ میرا ایک سوال ہے کیونکہ thought provoking کی بات ہے آپ لوگ گورنمنٹ والے بھی اسی ملک کے باشندے ہیں ضرور اس پہ بات کیجئیے اور اپنی گورنمنٹ کو تھوڑا سا ان measures کی طرف دھیان کرنے کو کہیں۔

ایک اور چیز ہے petroleum levy، جناب سپیکر! اس سال ہم نے صرف petroleum levy کی مد میں 1500 ارب روپے collect کیا۔ اگلے سال 2027 کا ہمارا ٹارگٹ جو سیٹ ہوا ہے وہ 1700 ارب ہے۔ ہمیں تو war بہت بڑی راس آ گئی ہے۔ ہم نے اپنے بجٹ targets set کیے لیکن ہم سے meet نہیں ہوئے۔ Tax base ہم سے broaden نہیں ہوئی۔ Indirect taxation کے اوپر ہم نے سارے کا سارا focus کر دیا۔ ایک چھکا ہمارا ٹیکس کا پیٹرول پر ڈال دیا جو سب سے آسان کام ہے۔ جو نالائق ترین حکومتیں کرتی ہیں جن سے کوئی کام نہیں ہوتا وہ ٹیکس کیوں کے سب سے آسان ہے پیٹرول پہ لگانا اور اس پر لگا دیا گیا۔ War میں جب ہماری اکانومی پہلے سے ہی پریشانی میں پھنسی ہوئی ہے۔ War کے cover میں ہم نے petroleum levy بڑھا دی گئی اور لوگوں کو کہتے رہے ہیں کہ جی جنگ ہو رہی ہے اور

جس پر پوری دنیامیں مذاق بنا ہوا ہے۔ وہ مذاق پنجابی میں ہی ہے دنیا کے کسی حصے میں بھی جنگ ہو تو تین ملکوں کو بڑا ہی نقصان ہوتا۔ دو وہ جو آپس میں لڑ رہے ہوتے ہیں اور تیسرا پاکستان۔

جناب عالی! اچھا جناب یہ indirect taxation ہے اس کے ساتھ اب ہمیں جو دیکھنے والی چیز ہے بجٹ بنادینے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ لکھالکھایا document آگیا اور یہاں کھڑے ہو کے Finance Minister نے پڑھ دیا۔ اور ہمیں تقریروں پر بھی جناب اسپیکر! تھوڑی سی توجہ چاہیے۔ ہمارا ابھی یہاں تقریریں کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ، میں اس چیز کو تھوڑا سا link کروں گا۔ آپ کو پتا ہے کہ ہمارے ملک کی اس سال سب سے بڑی export کیا ہے جو میں بات کر رہا تھا اس پر میں واپس آؤں گا that is human resource ہمارا پاکستانی پڑھا لکھا brain drain یہ ہماری سب سے بڑی export ہے اور ہماری foreign remittance جو پاکستانی ملک سے باہر جا کے کام کرتے ہیں اور اپنے گھر اپنے ماں باپ کو بچوں کو پیسے بھیجتے ہیں وہ پیسے ہماری export revenue سے زیادہ ہیں۔ Which is actually shameful, this is not Government’s credit یہ ہماری نالائقی ہے کہ ہم نے اچھے بچے سارے باہر بھیج دیے ہیں اور وہ جو پیسے اپنے ماں باپ کو بھیجتے ہیں، ہم کہتے ہیں دیکھو جی remittances کتنی بڑھ گئی ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ ہم ان چیزوں کے اوپر اپنا credit لے رہے ہیں۔

اب لے دے کے پاکستان میں ہمارے پاس فارم 47 والے دماغ رہ گئے ہیں۔ ملک کیسے چلے گا۔ اب ان سے بجٹ تو بنتا کوئی نہیں۔ اب ہم پڑھتے ہیں لکھتے ہیں اور یہاں تقریریں کرتے ہیں for a simple reason کہ بھائی اگر عقل کی کمی ہے تو ہم سے لے لو، ہم نے اگر پڑھ لیا ہے، تو ہم سے تھوڑا بہت سبق لے لو۔ ایک بھی منسٹر، دیکھیں ہماری تقریروں پہ ہمارے حلقے کے لوگ بڑے خوش ہیں۔ پاکستانی ہم سے ویسے ہی پیار کرتے ہیں ہمارا ماتھا چومتے ہیں کیونکہ ہم عمران خان کے سپاہی ہیں عمران خان کی محبت کے طفیل وہ ہمارا ماتھا بھی چومتے ہیں لیکن جناب سپیکر! they expect کہ ہم قومی اسمبلی میں ہوں ہم اپنے غریب عوام کی، کاروباری طبقے کی، کسان کی یہاں بات کریں لیکن ہماری اس بات کو سن کون رہا ہے۔ The Finance Minister or somebody from the Finance Ministry has to be here, making notes کہ کوئی عقل کی بات کسی کی طرف سے بھی آجائے تو اس کو incorporate کر لیں۔ Budget proposals ہیں بجٹ پاس تو نہیں ہوا۔ مانا کہ آپ کو ہمارے نمبرز کی ضرورت نہیں ہے۔ اس حکومت کے پاس یہ جو چوں چوں کا مربہ ہے اتنے نمبرز ہیں کہ بجٹ جیسا بھی ٹوٹا پھوٹا ہو گا وہ with or without us پاس ہو ہی جائے۔

(اذان عشاء)

جناب چیئرپرسن: محمد علی سرفراز صاحب۔

جناب محمد علی سرفراز: جناب اسپیکر! اب میں sector wise تھوڑی بہت بات کروں گا۔ Power sector میں جو سب سے بڑی ہماری problem ہے وہ ہے ہمارا ever increasing circular debt جو کہ اس سال بڑھتے بڑھتے 20 کھرب روپے تک پہنچ گیا

ہے۔حالانکہ جناب سپیکر! ہم نے اس دوران 12ارب روپیہ کمرشل بینکوں سے borrow کرکے اپنا circular debt settle کیاہےاور اس کے باوجود بھی ہمارا overall نمبر pay off ہونے کے باوجود بھی20ارب تک پہنچ گیاہےاور مزید بڑھ رہاہے۔یہ چیزنوٹ کرنی ضروری ہے کہ جو12ارب ہم نے بینکوں سے لیاہے ناں اس12ارب کے لیےاگلے آنے والے6سال کے لیے ہماراجو consumer ہے وہ تین روپے43 پیسے فی یونٹ وہ اس کی cost bear کرے گاان کمرشل بینکس کے loansکی اور circular debt جائے بھاڑ میں وہ اپنی جگہ ویسے کاویسے ہی کھڑاہے۔

اب we are not addressing the original problem کہیں پر نظر نہیں آیاکہ کسی نے کسی original problem کو address کرنے کی کوشش کی ہو۔ Issue کیاہے؟ہمارے electricity theft and line losses control سے باہر ہیں ہمارے line losses and distribution losses control سے باہر ہیں۔ہمارے سارے FESCO، LESCO، KEPCO کے boards کے اوپر اس حکومت کے cronies بیٹھے ہوئے ہیں۔ Incompetent people who don't even have the slightest idea کہ یہ organizations چلانی کیسے ہیں۔ They are just drawing perks and سرکاری گاڑیاں اور پیٹرول، ساراکام ان کابس ان کے اردگرد گھوم رہاہے۔

اس کے علاوہ، اب جو ہم نیاکارنامہ کرنے جارہے ہیں کہ جو ہماری کچھ DISCOS صحت مند ہیں یا relatively بہتر ہیں جس میں FESCO نمبرون پر ہے جو میرے اپنے شہر میں ہے۔ Now we are planning کہ جو ہماری کمپنیاں ہمیں زیادہ lossesدے رہی ہے ان کو ہم سنبھال کے بیٹھے ہیں۔We are trying to sell the good ones first حالانکہ گورنمنٹ کواپنی زیادہ loss دینے والی کمپنیوں کو sell کرناچاہیے تاکہ آنے والے سال ہمارے لیے بہتر ہوں۔ That is called planning which the Minister for Planning has not idea about. آپ نے اپنی مصیبتیں گلے سے اتارنی ہوتی ہیں۔آپ اپنے اچھے بچوں کو بعد میں نکالتے ہیں برے بچوں کوپہلے نکالتے ہیں۔ Simple logic ہے۔جناب سپیکر! Textile، belong to Faisalabad میرے شہر کی پہچان ہے میں نے پچھلے سال textile پہ، میری پوری تقریر ہی textile پہ تھی کیونکہ ہمیں زیادہ textile grievances سے متعلق ہیں، کیونکہ 65% of the total industry of this country is textile and that one sector alone is much bigger than all the other sectors combined. اب textile سیکٹر کے اندر جناب سپیکر! پی ٹی آئی کی گورنمنٹ میں ہم نے کچھ textile والوں کے ساتھ بیٹھ کے فیصل آباد کے Chamber of Commerce کے ساتھ، business industry کے لوگوں کے ساتھ، بیٹھ کے ہم نے کچھ proposals بنائی تھیں جو کہ بڑی simpleاور common sense based تھیں۔انہوں نے ہمیں ایک بات کہی کہ جی ہماری جو بجلی ہے وہ.for textile exporters, it should be fixed at 8 cents per unit۔ Cents میں کردوتاکہ ہماری بنگلہ دیش کے ساتھ،انڈیاکے ساتھ،ویتنام کے ساتھ،چائنہ کے ساتھ جن کے مقابلے میں ہم نے اپنی exports لانی ہیں ہم competitive ہوجائیں regionally۔اور وہ اس کے بعد بڑے خوش رہے اور ہماری اتنی ایکسپورٹس بڑھیں،اس دور کے اندر آپ

کے local producer کو بھی بڑا فائدہ ہوا۔ ہمارے textile کی loom اگر ہم نہیں لینے جاتے تھے تو locally produced تین تین سال کا ٹائم ملتا تھا کسی نے نئی فیکٹری لگانی ہوتی تھی۔ آج یہ position ہے لوہے کے بھاؤ توڑ توڑ کے ہمارے آنسو نکلتے جب ہم وہ دیکھتے ہیں روز فیکٹریوں میں سے ملبہ باہر آتا ہے لوہے کی لوموں کا۔ توڑ توڑ کے کلو کے حساب سے وہ بیچ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! FBR سوائے کرپشن کے گھر کے اور کچھ نہیں ۔اس زمانے میں ہم نے اپنے industrialists کو support کرنے کے لئے voluntary ان کو ہم نے کہا تھا کہ آپ اپنی assessments خود کریں، اور اس وقت Fixed Tax Regime تھا، جس میں ان کی business کی total figure اس کی export کا one or two percent, whatever the figure at that point was وہ آپ اس پر دے دیں. And that used to be the full and final settlement.

اب جب ہماری assessment FBR والے آ کے کریں گے تو اس میں حکومت کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ FBR کا نمائندہ آتا ہے، industrialist کے دفتر میں بیٹھتا ہے، اس کو کہتا ہے: "دسو جی مینوں کی دیوگے جنی لکھانی ہے لکھوالو"۔ ان سے پیسے لیتے ہیں۔ جیبیں ان کی بھر رہی ہیں، یہ محکمہ اگر آپ آج ختم کر دیں، خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں، پاکستان کا revenue بڑھ جائے گا۔ ان کی وجہ سے بیڑا بھی غرق ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں agriculture پہ آتا ہوں۔ ایک تو یہ agriculture country ہے، یہاں پہ 36 فیصد of Pakistan’s Labour Force directly agriculture سے associated ہے، اور 60 percent indirectly associated ہے۔ کیونکہ ہماری sugar mills کو گنا چاہیئے اور وہ agriculture سے ہی آتا ہے۔ Textile mills کو cotton چاہیئے، جو agriculture سے آتی ہے۔ جب آپ agriculture کا گلا گھونٹتے ہیں تو اس سے ہماری فیصل آباد کی industry کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے، اور ہمارے لاکھوں ملازمین فارغ ہو کر اپنے گھروں میں چلے گئے ہیں۔ ایک لاکھ ملازم فارغ کرنے کا مطلب ہے 10 لاکھ بندہ بھوکا مرے گا۔ اس کے پیچھے 10 بندے بھی ہیں کھانے والے۔ So, he has a lot of mouths to feed. اس چیز کا کسی کو کوئی دھیان نہیں ہے۔ جس طرح ہم نے اپنی cotton industry کا بیڑا بھی غرق کیا ہے، government کی policies کی وجہ سے۔ جب ہم باہر سے cotton منگواتے ہیں تو وہ ہمیں مہنگی پڑتی ہے۔ میں آپ کو logic بتاتا ہوں۔ Cotton ہماری generic product ہے، ہمیں سستی پڑتی ہے، ادھر ہی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب ہماری policies کسان کا معاشی قتل کرتی ہیں اور cotton ہماری نہیں ہو رہی اور جب ہم باہر سے منگواتے ہیں تو وہ مہنگی پڑتی ہے۔ The cost of production goes up and ultimately factories become uncompetitive ایک بجلی والے front پر، ایک gas والے front پہ، اوپر سے raw material والے front پہ، ہر طرف سے جب industry کو مار پڑے گی تو کیا کریں گے؟

میں اپنے حلقے کے بندوں کی calls کر کے نوکریاں لگواتا تھا، سرکار کے پاس کوئی نوکری نہیں ہے۔ اب ہم کیا کرتے تھے؟ ہمارے پاس کوئی غریب آدمی آتا تو ہم کسی private mill والے کو phone کرتے تھے۔ یار مہربانی۔ خان صاحب کے دور میں دھڑا دھڑا انہوں نے نوکریاں

دیں۔اب ہم سے کوئی نوکری لینے نہیں آتا،اب صرف یہ کہنے آتے ہیں کہ جناب،500بندہ کل lay off ہوا،5000بندہ پرسوں lay offہوا۔ خدا کے واسطے، علی بھائی، آپ نے چار سال پہلے نوکری لگوائی، millوالے کو phone کرکے،اللہ کے واسطے lay off list سے میرا نام نکلوا دیں۔ہم کتنوں کو بچا سکتے ہیں؟ جب کوئی millsاور factories نہیں چلیں گی تو ہم لوگوں کو گھر بٹھا کے تنخواہیں تو نہیں دے سکتے۔ہم کتنے لوگوں کی نوکریاں بچائیں گے؟

جناب چیئرپرسن: جی please wind up کریں۔میرے خیال میں 15منٹ ہو گئے۔

جناب محمد علی سرفراز: آپ سے بڑی امید ہے۔مجھے ابھی کہا گیا تھا، آج جو بندہ سامنے بیٹھا ہے، وہ کمال کا آدمی ہے، وہ بات سنتا ہے۔ If I am talking of illogical things, I will sit down.

جناب سپیکر! Poverty lineکی ہماری جو نئی definition آئی ہے کہ 8500سے اوپر والا بندہ امیر ہے،اس سے نیچے والا غریب ہو گیا۔میرے حلقے سے ایک بندے کا مجھے phone آیا ہے کہ میاں صاحب، اگلے سال کے لیے poverty line دس ہزار پر نہ چلی جائے، میں 9500پر ہوں، میں اس سال امیر ہوں، مجھے ڈیفنس میں 2 کنال کا پلاٹ ہی لے دیں۔اب ان کا کیا کریں؟ ہم نے ایک مذاق شروع کیا ہوا ہے۔

جناب عالی! ہم clean energy کوdiscourageکر رہے ہیں، کیوں؟ ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ IPPs کاburdenہے۔ جو پیپلز پارٹی اور نون لیگ کے دور کے اندر IPPs کے contracts ہوئے تھے، جس میں ہم نے آنکھیں بند کرکے ایک وعدہ کر لیا تھا کہ آپ کی جتنیproductionہو گی، installed capacity ہو گی،اس کے مطابق ہم آپ سے بجلی خریدیں گے، ہم آگے استعمال کریں نہ کریں۔ اس وجہ سے کہ گناہ ہمارا، ہم قوم کو دے رہے ہیں۔قوم اگر اپنے پلے سے پیسے لگا کے solar plates لگاتی ہے، وہ کہتا ہے تم نہیں لگا سکتے، تم national gridسے اگر اُتر گئے تو جو بقایا پیچھے رہ جائیں گے، ان کیper unit costبڑھ جائے گی کیونکہ وہburdenتو اپنی جگہ پر ہے۔ جتنے consumers کم ہوتے جائیں گے۔اب ہمارے ملک کی tragedy ایک زمانے میں تھی، کہ ہمارے پاس بجلی نہیں تھی۔اب ہمارے پاس بجلی زیادہ ہے، لوگ لینا نہیں چاہتے۔.Because we are ripping them off

ہم کیسے لوگوں کی گردن میں گوڈا دے کے ان کو کہیں کہ آپ اپنی چھت پہ ایک plate لگا کے جو بجلی بناتے ہیں۔اگر وہ 10یا20روپے کی پڑتی ہے تو ہم سے 100کی لو۔یہ بالکل وہی بات ہے جس طرح America سرکار کہہ رہا ہے کہ آپ نے Iran سے petrol نہیں لینا، بے شک وہاں سے مفت ملے۔ٹھیک ہے، ہمارے ملک کی مجبوری ہے، وہ government کا مسئلہ ہے، governmentجو بھی کرے، لیکن یہ مثال بالکل valid ہے۔اسی طرح ہم کہتے ہیں، مہنگی بھی لو اور ہم سے ہی لو گے۔یہ ظلم ہے۔

جناب سپیکر! میرے شہر فیصل آباد میں Punjab governmentکا ایک کارنامہ کچہری بازار ہے۔جن کی وفاق میں حکومت ہے، انہی کی پنجاب میں حکومت ہے، بے شک یہprovincial subjectہے لیکن میں فیصل آباد کا MNA ہوں، میرے حلقے کے بندے رو رہے

ہیں۔ کچہری بازار ایک پرانا بازار ہے آٹھ بازاروں میں سے،اس کے اندر بجلی underground کر دی گئی ہے، بڑا خوبصورت بنایا گیا، green beltsبن گئیں، سڑکیں بند کر دی گئیں، گاڑیوں کا اندر جانا بند کر دیا گیا۔ Punjab governmentنے اپنی مرضی کے designکے boardsجو ان کو پسند آئے، انہوں نے ڈنڈے کے زور پر ان کو کہا کہ یہ board لگاؤ۔ دکانداروں کے پاس پہلے کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ دکانداروں نے اپنے آگے چھابڑی والے بٹھائے ہوئے تھے اور وہ دکانوں کا کرایہ share کرتے تھے دکاندار کے ساتھ، وہ اٹھا دیے encroachmentکے نام پر۔

جناب سپیکر! یہ باتیں تب اچھی لگتی ہیں جب آپ کے overall معاشی حالات بہت اچھے ہوں۔ Beautificationکی کوئی valueنہیں ہوتی جب بندے مر رہے ہوں، شہر ویران ہو رہے ہوں، روٹی کھانے کو نہ ہو تو آپ کی Punjab government ہم سے expectکرے کہ ہم تالیاں بجائیں، کوئی تالیاں نہیں بجا رہا۔ لوگ ہمیں اور حکومت کو بھی گالیاں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ستھرا پنجاب۔ اتنا بڑا scandal اربوں روپے کھا گیا، ghostملازمین، بندے existہی نہیں کرتے تھے۔ MNAs اور MPAs کے گھروں میں ان کی تنخواہیں جاتی رہیں، اپنے گھریلو ملازمین کا نام ڈالے ہوئے تھے اور بندے گھر میں ہانڈی پکا رہے ہوتے ہیں تو ان کو لگایا ہوا تھا کہ جی یہ وہاں پر dumper چلا رہے ہیں۔ Can you imagine, Rickshawکے اوپر tracker لگا کے اور وہ trackerجب لگتا ہے تو ان کے پیچھے system کے اندر tracker show ہوتا ہے کہ شہر کی فلاں جگہ پر چکر لگا کے آیا ہے۔ Tracker لگا ہوا تھا Rickshaw پر جبکہ dumper کا پھیرہ ہو رہا تھا، petrol dumperکا جا رہا تھا۔ جناب سپیکر! یہ سب کچھ کرنے گورنمنٹ آئی تھی؟ یہ گورنمنٹ تو ملک کو سدھارنے کے لیے آئی تھی۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ بیس منٹ ہو گئے ہیں۔ اور Membersنے بھی بات کرنی ہے۔ شعر پڑھ لیں۔

جناب محمد علی سرفراز: کرسی تو سپیکر صاحب آپ کی ہے، ہم نے ویسے ہی جگہ گھیری ہوئی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ مہ جبیں عباسی صاحبہ پلیز۔

محترمہ مہٗ جبیں خان عباسی: نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتی ہوں کہ آج مجھے آزاد، خود مختار اور ایٹمی طاقت سے مزین پاکستان کے اس معزز ایوان میں بجٹ 2026-27پر لب کشائی کا موقع ملا۔

جناب چیئرمین! پچھلے دو دن سے میں اپوزیشن بینچز پر بیٹھے ہوئے colleagues کے جوش و جذبے سے بڑی تنقیدی تقریر سن رہی ہوں۔ میں مانتی ہوں کہ تنقید کرنا بالکل اپوزیشن کا حق ہے، لیکن معذرت کے ساتھ، مجھے لگتا ہے کہ ابھی بھی یہ میرے بھائی اور بہنیں 2018کے دور سے آگے بڑھے ہی نہیں ہیں کہ ان کو جو روز بروز پاکستان ترقی کرتا جا رہا ہے، وہ نظر ہی نہیں آ رہا۔

جناب چیئرمین! میں نے اپنے قائدین سے سیکھا ہے کہ قومی مفادات کو ذاتی مفادات پر کیسے ترجیح دی جاتی ہے۔ میں اس وقت اپنے قائدین محترم محمد نواز شریف اور وزیراعظم پاکستان محمد شہباز شریف صاحب کے نام کا یہ شعر پڑھنا چاہ رہی ہوں۔

نظر میں قوم کا مفاد، دل میں دردِ ملت ہو
اس سے تو میسر ترقی کی ہر ایک نعمت ہو
جو عہد، عہدِ نو کا ہے، اسے نبھانا ہی کافی ہے
وطن کو عظمتوں کے بام تک لے جانا ہی کافی ہے
ہو اتحاد کی طاقت اور فکر ہو تعمیرِ وطن کی
یہی معراج ہے اس منصب کی، یہی شان ہے اس کی

میں سلام پیش کرتی ہوں اپنے قائدین کو جنہوں نے اپنی سیاست کی قربانی دے کر اس ملک کو بچایا، نہ کہ سابق وزرائے اعظم کی طرح ذاتی مفادات اور اقتدار کی خاطر ملک کی آزادی، خود مختاری اور سالمیت کو سنگین خطرے میں ڈالا۔

جناب محترم! سیاسی استحکام، معاشی خوشحالی اور دفاعی قوت دراصل قومی ترقی کے وہ ستون ہیں جو مل کر ریاست کو مضبوط اور مستحکم بناتے ہیں۔ جنابِ چیئرمین! معزز ایوان کے توسط سے وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف، فیلڈ مارشل سید عاصم منیر، ڈپٹی وزیراعظم جناب اسحاق ڈار، ان کی ٹیم، پوری عسکری قیادت، بالخصوص شہداء اور غازیوں کو خراجِ تحسین اور خراجِ عقیدت پیش کرتی ہوں، جن کی جرأت مندانہ قیادت نے نہ صرف آپریشن بنیان المرصوص اور معرکۂ حق کی صورت میں پاکستان کی دفاعی صلاحیت، قومی عزم اور خود مختاری کو پوری دنیا پر آشکار کیا، بلکہ آج اس وقت جب ہم یہاں کھڑے ہیں، وہاں بین الاقوامی سطح پر بھی پاکستانی قوم اور ملک کا image بلند کیا، جس کی example ماضی میں کہیں نہیں ملتی۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ قوم نعروں اور الزام تراشیوں سے نہیں بلکہ تدبر، محنت اور عملی اقدامات سے آگے بڑھتی ہیں۔ میں یہاں پر وزیرِ خزانہ کو بھی appreciate کرتی ہوں جنہوں نے چیلنجز کے باوجود نہایت متوازن، دور اندیش اور جامع بجٹ کو پیش کرتے ہوئے نہ صرف معاشی استحکام اور نظم وضبط کو برقرار رکھا بلکہ یہ بجٹ ترقی اور خوشحالی کا road map ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں ہر طبقے کی ضروریات کو مدِ نظر رکھا گیا۔ کمزور اور پسماندہ طبقات کے تحفظ سے لے کر متوسط طبقات کے ریلیف تک، کاروباری برادری کے اعتماد، diaspora کی شمولیت، نوجوانوں کو مواقع اور خواتین کے بااختیار کردار، ہر شعبے کو مناسب توجہ دی گئی اس بجٹ میں، توانائی کے شعبے میں اصلاحات، digital economy، ٹیکس نظام کی بہتری اور جدید زرعی technology کا vision تو قابلِ ستائش ہے، ساتھ ساتھ تعلیم اور صحت جیسے بنیادی شعبوں کو بھی ترجیحات میں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! میرا تعلق کیونکہ جنوبی پنجاب سے ہے اور میں یہاں پر جنوبی پنجاب کی نمائندہ کے طور پر اس ایوان میں کھڑی ہوں، آپ کے سامنے میں جنوبی پنجاب، بالخصوص بہاولپور، حاصل پور اور خیر پور ٹامیوالی کی عوام کی طرف سے وزیر اعظم پاکستان اور تمام وفاقی کابینہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ حکومت نے معاشی چیلنجز کے باوجود infrastructure، مواصلات، زراعت، عوامی سہولیات اور پسماندہ علاقوں کی ترقی اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کو ترجیح دی۔

جناب سپیکر! تاریخ گواہ ہے، ماضی میں جب بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کا دور آیا ترقیاتی کاموں کا جال بچھ گیا اور ہماری CM Punjab مریم نواز صاحبہ division اور ضلع level پر جو exemplary خدمات سرانجام دے رہی ہیں وہ تو سب کو پتہ ہی ہے، لیکن motorway ہم صرف federal سے ہی مانگ سکتے ہیں۔ میں اس ایوان کی وساطت سے جنابِ محترم وزیر اعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف سے motorway کی درخواست کرتی ہوں بہاولپور کے لیے۔ جن قائدین نے پاکستان کے نقشے پر ترقی کی شاہراہیں کھینچ دی ہیں، بہاولپور کی عوام کو یقین ہے کہ وزیر اعظم میاں محمد شہباز شریف ہماری بات بھی سنیں گے اور بہاولپور کو motorway دے کر خطے کی ترقی کا ایک نیا باب رقم کریں گے۔

آخر میں میں دعا گو ہوں، کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو امن، استحکام، مضبوط معیشت، کامیاب خارجہ policy عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ہمیں پاکستان کو عظیم اقوام میں شامل ہونے کی توفیق دے۔ پاکستان زندہ باد، بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: زہرہ ودود فاطمی صاحبہ۔

محترمہ زہرہ ودود فاطمی: شکریہ جناب چیئرپرسن! کہ آپ نے مجھے موقع دیا بولنے کا۔ سب سے پہلے تو ہم وزیر اعظم شہباز شریف، Field Marshal Asim Munir and Deputy Prime Minister جناب اسحاق ڈار کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ آج ہمیں ان کی انتھک محنت اور بہت ساری قربانیوں، سیاست اور diplomacy کی وجہ سے آج پاکستان کو جو مقام ملا ہے وہ اس سے پہلے کبھی بھی نہیں ملا تھا۔ آج یہ ہمارے لیے ایک فخر کا مقام ہے۔ کہ آج ساری دنیا کی نظر پاکستان پر ہے اور ہم ان کو بتاتے ہیں کہ جی ہم بھی ایک بہت ہی باشعور قوم ہیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ پاکستان صرف اپنے لیے نہیں، بلکہ پوری دنیا کے لیے ایک مثال بن گیا ہے۔ آج دنیا کے بڑے بڑے صدور، Prime Minister اور باقی لوگوں کی phone calls آرہی ہیں، یہ کہنے کے لیے کہ واقعی آپ ایک بہت ہی ہنرمند کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ایک اچھی کامیابی کے بعد آج پاکستان کو جو عزت ملی ہے وہ پہلے کبھی نہیں تھی۔

یہ سارا credit ہمارے وزیر اعظم جناب شہباز شریف اور ان کی پوری ٹیم کو جاتا ہے، جنہوں نے دن رات ایک کرکے ایران اور امریکہ کے درمیان جو deal کروائی ہے وہ ایک مثالی ہے۔ لیکن اس deal سے پہلے، اس جنگ سے پہلے ایک اور جنگ تھی جس کا نام تھا Operation Sindoor، جو کہ انڈیا نے ہمارے ساتھ مذاق کرنے کی کوشش کی تھی اور یہ سمجھے تھے کہ پاکستان ہمارے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم نے اس کو معرکہ حق بنا کر یہ بتادیا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہن رکھیں۔ ہماری افواج، ہر وقت alert ہیں اور مقابلہ کرنا جانتی ہیں۔ آج آئیے ہم

سب مل کر اس بات کی خوشی مناتے ہیں کہ آج ایک بہت مبارک دن ہے۔ خدا کرے یہ deal بھی کامیاب ہو جائے تاکہ ہم آئندہ بھی اسی طرح کامیاب رہیں۔

اب چیئر مین صاحب، مجھے ایک اور بہت ہی important بات کرنی ہے جس پر ہم لوگوں کو نظرِ ثانی کرنا چاہیے۔ ہم نے اپنی خارجہ policy تو بہت اچھی کرلی ہے لیکن internal بھی کچھ چیزیں ایسی ہیں جن پر حکومت کی تھوڑی سی توجہ ہونی چاہیے اور وہ ہے، population emergency۔ ہم نے population کے لیے ایک emergency قائم کر دی ہے کیونکہ اگر ہم نے ابھی سے قدم نہیں اٹھایا تو 2050 تک پاکستان کی population ڈبل ہو جائے گی۔ تو آپ سوچیں کہ کیا ہو گا، ابھی جب ہمارے ساتھ اتنی پریشانیاں ہیں تو پھر اور بڑھ جائیں گی۔ اس کے لیے ہم اپنے Finance Minister کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے ایک بہت اچھا بجٹ دیا اور جس میں انہوں نے contraceptive اور بہت ساری چیزوں پر tax اٹھایا ہے۔ لیکن یہ میری نظر میں بہت زیادہ ضروری تھی کیونکہ یہ ایک emergency تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ صرف contraceptive پر tax اٹھانے سے کام نہیں چلے گا، ہمیں اور بھی بہت کچھ کرنا پڑے گا اور وہ ہے awareness۔ لوگوں کو بتانا اور سمجھانا کہ جی آپ ذرا تھوڑا سا اپنی family کو manage کریں کیونکہ زیادہ بچے problems create کرتے ہیں۔ آپ کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہوتا، کہ آپ سارے بچوں کو تعلیم اور صحت جیسی سہولتیں دے سکیں۔ تو یہ population کے ساتھ اگر چیئر مین صاحب دیکھا جائے تو آپ کی education اور health دونوں آجاتی ہیں۔ اگر آپ کے پاس پیسے نہیں ہوں گے، آپ کا economic standard ایسا نہیں ہو گا تو آپ ان بچوں کو پھر یا تو مدرسوں میں بھیجیں گے یا ان کو چھوٹے چھوٹے کاموں پر لگا دیں گے یا کسی NGO کے حوالے کر دیں گے تاکہ ان بچوں کا خیال رکھا جا سکے۔

لیکن کیوں نہیں ہم خود اس بات کا اندازہ لگاتے ہیں اور اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ اور اس کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے عورتوں کو empower کرنا۔ اگر women empower ہو جائیں تو حالات بہت بہتر ہو سکتے ہیں۔ اس کی مثال بنگلہ دیش میں موجود ہے۔ تو اگر ہم لوگ سب مل کر، کیونکہ ہم ہر چیز government پر نہیں چھوڑ سکتے ہیں، ہمیں خود بھی قدم اٹھانا پڑے گا، ہمیں خود بھی اس پر کچھ کام کرنا پڑے گا اور اگر ہم سب مل کر اس پر کام کرنا شروع کریں تو مجھے یقین ہے کہ حالات بہتر ہو سکتے ہیں اور ان شاءاللہ ضرور ہوں گے۔ کیونکہ ہم اب ان چیزوں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

دوسری چیز ہے اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ دیکھیں تو ہیلتھ کے problems بہت زیادہ ہیں unfortunately پاکستان بہت سی بیماریوں میں پانچ نمبر تک آجاتا ہے Diabetes, Hepatitis اب Cervical Cancer بھی ہو رہا ہے HIV یہ ساری چیزیں، ساری بیماریاں ایسی ہیں جو یا تو prevent ہو سکتی ہیں یا curable ہیں۔ اگر ہم ان پہ بھی نظر ثانی کریں اور مجھے فنانس منسٹر صاحب سے اور گورنمنٹ سے

امید ہے کہ اگر ہمارے ہیلتھ کے بجٹ میں تھوڑا اضافہ کر دیں تو یہ بھی problem solve ہو سکتی ہے کیونکہ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

HIV آج کل بہت زیادہ پھیل گیا ہے۔ یہ curable disease ہے۔ اس کے اوپر ہم لوگ کر سکتے ہیں۔ لیکن کیا ہم ان لوگوں کو جن کی وجہ سے یہ بیماری پھیل رہی ہے، جو syringes استعمال کرتے ہیں خاص طور پہ جو addicts ہیں۔ یہ addiction جو ہے وہ unfortunately ہمارے سکول اور کالجز میں پھیل رہی ہے۔ اگر ہم اس کو کنٹرول کر لیں۔

یہ جو fake دندان ساز ہوتے ہیں اور باہر جو یہ بیٹھتے ہیں۔ جن کے پاس لوگ جاتے ہیں اپنے بال بال کٹوانے کے لیے اور دانت لگوانے کے لیے۔ اگر ان کو بھی کنٹرول کر لیا جائے۔ ان کو اس چیز کی سزا دی جائے یا ان کو یہ سمجھایا جائے کہ آپ بغیر hygiene کے یہ کام نہیں کر سکتے، کچھ سے یہ بیماریاں پھیلتی ہیں۔

تو کیا وجہ کوئی نہیں کہ ان بیماریوں کا ہم کنٹرول نہ کر سکیں۔ لیکن میری اس پورے ایوان سے گزارش ہے کہ پلیز مل کر کام کریں۔ اکیلے کچھ بھی کوئی نہیں کر سکتا، تنہائی میں کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

اسی لیے ایک شعر علامہ اقبال نے کہا تھا

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

شکریہ۔

جناب چیئر پرسن: شکریہ۔ گل ناز شہزادی صاحبہ۔

محترمہ گل ناز شہزادی: شکریہ جناب چیئر پرسن! But I have given the name for tomorrow میں نے Tuesday mention کیا تھا اس میں، کہتے ہیں تو میں کر دیتی ہوں، جیسے آپ کا حکم۔

جناب چیئر پرسن: آپ آج نہیں کریں گی تقریر۔

محترمہ گل ناز شہزادی: میں نے Tuesday کے لیے۔

جناب چیئر پرسن: کل ٹائم نہیں ملے گا پھر آپ کو۔

محترمہ گل ناز شہزادی: اچھا۔ چلیں I will try لیکن اچھی بری جیسی بھی ہو گئی۔

محترمہ گل ناز شہزادی: فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمْ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ (عربی)۔

Honourable Chairperson! Thank you for providing me the opportunity to speak on the Budget 2026-27. I extend my congratulations to Honorable Prime Minister, Mian Muhammad Shahbaz Sharif and his team for their sincere efforts in presenting a balanced Budget under difficult conditions and for saving the country from default. And now, Alhamdulillah, the economy has begun to recover. Honourable Sir, we are grateful to our Quaid, Mian Muhammad Nawaz Sharif, for making Pakistan a nuclear power.

I want to commend our PM, honourable Mian Muhammad Shahbaz Sharif and Field Marshal Syed Asim Munir Sahib and their team on the success of Marka-e-Haq and particularly for bringing back peace to the world. This is a remarkable achievement that makes Pakistanis living abroad to feel very proud. Honourable Sir, during PTI's tenure, the number of out-of-school children continued to increase rapidly.

But now, Alhamdulillah, regarding progress in education sector, I would appreciate the policy has demonstrated significantly and better results have been seen during 2025-26. We see that primary education enrollment has been increased from 24.61 million to 25.72 million. Middle education enrollment has been increased from 10.8 million to 11.6 million.

That is 7.4% increase. And secondary school enrollment increase rose by 6.5%. Now, 78.4 billion rupees have been allocated to address education sector and I think it's sufficient enough to cater all the programs of quality education. Scholarships and laptop schemes have once again been included with a diverse range of initiatives taken to promote quality education.

Honorable Sir, as I belong to Sialkot, I would like to point out that whatever development programs has been taken place till to today, whether in education, healthcare, infrastructure or motorways, etc., have been done only during the government of PML (N). Whatever has been accomplished was achieved in PML (N)'s tenure. During PTI's tenure, not even a single brick was laid, nor was any institution established.

Luckily, Madam super CM Mariam Nawaz gave special attention to Sialkot and taken several measures. But despite its industrial significance, the city's institutions continued to experience a sense of lack and negligence that must be

addressed. Sialkot is one of Pakistan's most important export-oriented industrial city for sports goods, surgical instruments, leather products, and apparels.

Although it contributes about 2-3% of Pakistan's GDP, playing a major role in exports, earning billions of dollars of foreign exchange every year, and making it one of the most economically significant city. Honourable Sir, I would suggest that a knowledge city be established in Sialkot. University of Engineering and Technology, IT university, technical and vocational training institutes, veterinary college, and research and innovation centers should be developed.

Special emphasis should be placed on nanotechnology, biomedical engineering, and advanced manufacturing to strengthen the surgical and export oriented industries, to create employment opportunities and to promote innovation and enhance Pakistan's GDP. Honourable Sir, every year when India releases water, it causes massive destruction. The Nullah Aik, Pulkhu Bhed, and Dek create severe devastation in Sialkot.

I request that these rain drains must be channelized to minimize the devastation as much as possible.

آخر میں کہنا چاہوں گی

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

اللہ پاک ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) زندہ باد، پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔ Thank you so much۔

جناب چیئرپرسن: جی شکریہ۔ نیلم کماری صاحبہ please۔

محترمہ نیلم: جناب سپیکر! میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں اور آپ کی بھی شکر گزار ہوں، اس بجٹ 2026-27 پر اظہارِ خیال کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے اس Budget کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف، وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف، وزیراعلیٰ پنجاب محترمہ مریم نواز صاحبہ، وزیر خزانہ اور حکومت کی پوری ٹیم کو مبارک باد پیش کرتی، ہوں کہ جنہوں نے ان مشکل حالات میں ایک متوازن، عوام دوست اور ترقی پسندانہ Budget پیش کیا۔

جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ (ن) کی سیاست کا محور ہمیشہ سے عوامی خدمت، ترقی اور معاشی استحکام رہا ہے۔ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف نے پاکستان کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کرنے کے لیے CPEC، motorways، توانائی کے منصوبے اور infrastructure جیسی بنیادیں فراہم کیں۔ آج بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کا vision روشن پاکستان ہے۔

جنابِ سپیکر! میں اس معزز ایوان کے ذریعے وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف صاحب، Field Marshal عاصم منیر صاحب، نائب وزیراعظم اسحٰق ڈار صاحب اور ہماری تمام سیاسی، عسکری اور سفارتی قیادت کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں، کہ جنہوں نے پاکستان کے وقار، سلامتی اور عالمی سفارت کاری کو مضبوط بنانے کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق سندھ کے ایک ایسے ریگستانی علاقے عمرکوٹ اور تھرپارکر سے ہے۔ میں اپنے حلقے کے حوالے سے ایک بات کرنا چاہوں گی۔ کہا جاتا ہے کہ صوبوں کے IGs ایک ریاست کے نمائندے ہوتے ہیں، تو میری گزارش ہے کہ ان ریاستی نمائندوں کو پابند کیا جائے کہ جتنے بھی Police Stations ہیں انہیں وڈیروں کی اوطاق نہ بنایا جائے۔ ابھی recently ننگرپارکر میں ایک واقعہ ہوا ہے کہ جہاں میگھواڑ برادری کے گھر مذہبی Satsang ہو رہا تھا۔ وہاں بااثر لوگوں نے حملہ کیا، لوگوں کو مارا پیٹا گیا۔ اس کے بعد بھی تین دن تک road block رہا، تب جا کر FIR کاٹی گئی۔ ایسے کئی واقعات ہوتے ہیں۔ کیلاش کولی قتل ہوتا ہے تو ہمیں road block کرنا پڑتا ہے، تو Police Stations کو اتنا پابند کیا جائے کہ ہمیں road block کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ چاہے minority ہو یا majority، ان کے ساتھ merit پر فیصلہ ہونا چاہئیے۔ اگر complainant غلط ہے تو اس پر بھی rules کے مطابق action لیا جائے۔

جناب چیئرپرسن: نیلم کماری صاحب، بجٹ پر آجائیں اور بجٹ پر بات کریں please۔

محترمہ نیلم: سر! میں بجٹ پر بھی آتی ہوں لیکن اپنے حلقے کی بات کرنا بھی ضروری ہے۔ دوسرا ہمارے سندھ کے اندر پانی کا مسئلہ چل رہا ہے۔ میرا تعلق ریگستانی علاقے سے ہے۔ وہاں زراعت کے لیے تو دور کی بات، پینے کے لیے بھی پانی نہیں ہے کیونکہ وہاں boring کا پانی اتنا کڑوا ہوتا ہے کہ ہم brush کرتے ہوئے اگر کُلی کرتے ہیں تو بھی برداشت نہیں ہوتا، اتنا کڑوا ہوتا ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ ہمیں tanker mafia پر پابندی لگانی چاہئیے۔ جہاں pipeline بچھی ہوئی ہے وہاں لوگوں کے گھروں تک پانی پہنچنا چاہئیے۔ یہ میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر! اب میں Budget پر آتی ہوں۔ جنابِ سپیکر! اس بجٹ میں میری ایک گزارش ہے، میں ایک Minority Member اور بطور خاتون یہ گزارش کرتی ہوں کہ پاکستان کی حقیقی ترقی تب ہی ممکن ہے جب ترقی کے ثمرات ہر فرد تک پہنچیں۔ آئینِ پاکستان تمام شہریوں کو مساوی حقوق کی ضمانت دیتا ہے اور ہماری حکومت اس عہد کی تکمیل کے لیے پُرعزم ہے۔

میں گزارش کرتی ہوں کہ اس Budget میں اقلیتی برادریوں کے لیے تعلیمی وظائف میں اضافہ کیا جائے، عبادت گاہوں کے تحفظ اور بحالی کے لیے مزید وسائل فراہم کیے جائیں، اقلیتی نوجوانوں کے لیے روزگار اور ہنر مندی کے programs کو وسعت دی جائے اور سرکاری ملازمتوں میں اقلیتوں کے quota پر مؤثر عملدرآمد کیا جائے، یہ میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان کو درپیش challenges کا مقابلہ صرف قومی اتحاد، سیاسی استحکام اور معاشی اصلاحات کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہے۔ آج وقت کا تقاضا یہ ہے کہ سیاسی اختلافات سے بالاتر ہو کر قومی مفاد، ترقی اور عوامی خوشحالی کے لیے متحد ہو کر کام کیا جائے۔ ہمیں ایک ایسا پاکستان تعمیر کرنا ہے کہ جہاں ہر شہری، چاہے اس کا مذہب، نسل، زبان یا علاقہ کچھ بھی ہو، مساوی حقوق، احترام اور ترقی کے مواقع حاصل کر سکے۔

مجھے یقین ہے کہ قائد میاں محمد نواز شریف کی رہنمائی، وزیراعظم پاکستان محمد شہباز شریف کی مدبرانہ قیادت، محترمہ مریم نواز کی عوامی خدمت، ہماری مسلح افواج کی قربانیوں اور قومی خدمات کے باعث پاکستان ترقی، استحکام اور خوشحالی کی نئی منزلیں طے کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کو امن، استحکام، ترقی اور خوشحالی عطا فرمائے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ اور کوئی honourable Member بات کرنا چاہے گا؟

Mr. Speaker: The House is adjourned to meet again on Tuesday, the 16th June, 2026, at 11:00 a.m.

(The House was adjourned to meet again on Tuesday, the 16th June, 2026, at 11:00 a.m.)